بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وفی انفسکم افلا تبصرون

۷۸۶

۱۰۳	۶۶	۳۲۹	۳۸۹
۳۳۰	۲۹۸	۱۰۳	۶۵
۲۸۷	۳۲۷	۶۱	۱۰۴
۶۷	۱۰۵	۲۹۰	۳۲۸

سلوک قلندری

ارشادات قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مرشدی و مولائی
مولوی شاہ میر احمد حسین صاحب قبلہ یاسین چشتی القادری مدظلہ العالی

(جلد اول)

با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی ؛ تا بے خبر بمیرد در رنج خود پرستی
سخن با مرد صحرائی الا اے مرغ کم گو ؛ کہ صحرائی نمی داند زبان اہل دریا را

(جامع)

شاہ سید علی رضا رضائے الٰہی غریب پلاس پوش قلندر

غزل

سربسته در حقوق محبت برای ما | مشتاق از دو دیده شده ابتلای ما
ما نوح را ز طوفان سرگشته کرده‌ایم | موسیٰ ز شعیب یافته قوت عصای ما
انگشتری سلیمان با دیو داده‌ایم | یعقوب دیده گشته در تمنای ما
گاهی درافگنیم به آتش خلیل را | قربان کند اگرچه پسر در رضای ما
ما آره را به تارک سر زکریا کشیم | یحییٰ کشیده در صف زنده در تقاضای ما
دندان مصطفیٰ را ای دوست بشکنیم | ایوب را برآمده از کرم بهر ما
گه چاشنی زهر به حلق حسن کنیم | گه تیغ بر حسین کشد کربلای ما
بیگانه را چه کار بود از بلای غم | سگان را رسد که خاص شود آشنای ما
فرعون را ندادیم ای دوست درد سر | زیرا که او نداشت سر درد بلای ما
ما پروریم دشمن و ما می‌کشیم دوست | کس را مجال نیست به چون و چرای ما
حافظ همیشه ناله کشد در بلای غم | باشد که خود علاج کند در دوای ما

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ
باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من
یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی
لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ ونشھد ان محمد عبدہ ورسولہ اما بعد
فخیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔

اس فقیر حقیر سراپا تقصیر نے جب حالات زمانہ پر نظر کی اور عامہ خلائق کے خیالات سے یک گونہ آگاہی حاصل کی تو یہہ محسوس ہوا کہ ایسے زمانہ میں جبکہ عام طور پر علم فلسفہ و ہیئت و ہندسہ کا چرچا ہے اور تعلیم عام ہو گئی ہے عوام الناس کے خیالات مذہب کی طرف سے کھنچتے جا رہے ہیں اور ہمارے گروہ اہل سنت والجماعت میں بلحاظ عقاید متعدد فرقے ہو گئے ہیں جو عام طور پر اگرچہ طریقہ سنت کا اظہار کرتے ہیں مگر بربنائے مذہب بہت ہی مختلف الخیال ہیں اور صحیح عقیدہ سے بہت دور اگر ہمارے مسلمان بھائی اپنے برگزیدہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی صحیح طریقہ پر پیروی کریں تو آج پھر ان کو بھی

عروج حاصل ہوسکتا ہے جو پچھلے زمانہ مین حاصل تھا۔ بہرحال
عام طور پر جو زہریلے خیالات ہمارے بھائیوں مین پھیلے ہوئے
ہین۔ ان کا ذکر مجملاً ذیل مین کیا جاتا ہے جس سے ناظرین کرام کو
اندازہ ہوگا کہ بعض ایسی فروعات اور خفیف اختلافات ہی جب
قوم مین پیدا ہو جاتے ہین تو وہ قوم کے زوال و مذلت کا باعث
ہوتے ہین اور حابط اعمال خیر ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت
بلحاظ عقائد عمومی اس وقت تین گروہ پر منقسم ہو گئے ہین وہو ہذا۔
(۱) ایک گروہ ان علماء و فضلا کا ہے جو بالکل پابند شریعت
اور ظاہری احکام کا نہایت شدت کے ساتھ متبع ہے۔ اس گروہ کا
عمل نہایت پاکیزہ ہے اور اس کا وجود اوائل زمانۂ اسلام سے
باعث اصلاح معاشرت مسلمین ثابت ہوا ہے۔ لیکن فی زمانا

چونکہ اس گروہ کے اکثر ارکان علوم جدیدہ مثل ہیئت و فلسفہ
و ہندسہ وغیرہ سے نابلد محض ہیں اور سوائے فقہ و حدیث
کے دیگر دنیوی علوم میں ان کو بالکل دستگاہ نہیں ہے
اس وجہ سے آج کل کے تعلیم یافتہ طبقے پر ان کا کوئی خاص
اثر نہیں اور یہ تعلیم یافتہ گروہ ایسے علما کو تلا کا خطاب دیکر
ان کی پیروی کو تضیع اوقات پر محمول کرتا ہے۔

(۲) دوسرا گروہ اون صوفیہ مشائخین اور درویشوں کا
ہے جو علوم باطنیہ کے حامل ہیں۔ اس گروہ کا وجود بھی اوائل
زمانۂ اسلام سے نہایت مفید اور باعث اصلاح عقائد و تزکیۂ
نفوس خلائق رہا ہے لیکن آج کل کے مقتدایان قوم کچھ تو
عوام الناس کی بے ترجیحی اور دنیا طلبی کی وجہ سے صحیح تعلیم

تصوف کو اپنے معتقدین و متبعین مین پھیلانے سے تامل کرتے ہین اور کچھ تو اس خوف سے بھی کہ اگر ان نوجوانان ملک کو صحیح تعلیم دیکر تزکیۂ نفس کی جانب مائل کرایا جائے گا تو وہ مذہب ہی سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔ اور اسی لئے رسمی مریدی و بیعت پر اکتفا کیا جاتا ہے چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اکثر طالبین یا تو الحاد و شرک مین مبتلا ہو جاتے ہیں یا سرے ہی سے اس علم سے ان کی عقیدت زائل ہو جاتی ہے چونکہ جو حقائق و دقائق و معارف سینہ بسینہ فقرا و صوفیائے اسلام کو پہونچے ہین وہ ان تک نہیں پہونچتے اور اس طریقہ سے بجز پابندی رسمیات کوئی خاص فائدہ مرید کو نہیں ہوتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ مین یہ گروہ جہل و خود غرضی کی صفات سے متصف کیا جاتا ہے۔

(۳) تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو علوم جدیدہ سے واقفیت حاصل کرنے اور ملک میں اچھی خدمات حاصل کرنے کے بعد دنیاوی وجاہت وامتیاز کے علاوہ دینی معلومات کے بھی مدعی ہیں۔ اور ان کا اکثر و بیشتر حصۂ عمر علاوہ علوم جدیدہ کے علوم دین سے متعلق کتب کے مطالعہ میں گزرتا ہے اور چونکہ سر دو گروہ متذکرہ صدر کے متعلق اون کے دلوں میں عظمت وہیبت باقی نہیں رہی ہے اور ہماری قوم کے اکثر علما ومشایخین نے قناعت وتوکل کو جوان کے لئے باعث عزت تھا ترک کر دیا ہے اور امرا اور حکام کے محتاج ہو گئے ہیں اس وجہ سے یہ تعلیم یافتہ طبقہ اپنے معلومات دینی کے حصول کا ذریعہ علما ومشایخین کو نہیں بناتا بلکہ رسمی مریدی یا شاگردی کے بعد اُن سے مختلف العقیدہ ہو کر مطالعہ کے ذریعہ

اپنی معلومات دینی کو ترقی دینا چاہتا ہے چونکہ ہر علم کے حصول
کے لئے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی استاد کامل کا ہونا ضروری ہے اور
بلا استاد کامل کسی علم کا بھی صحیح اکتساب ناممکن ہے اس
لئے اس کا لازمی نتیجہ ضلالت ہے اور ایسے صوفیا کے کلام میں (جو اپنے
آپ کو فنا فی اللہ کئے ہوئے تھے اور یہ مقام اُن کو ریاضات شاقہ
اور تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تجلیۂ روح کے بعد حاصل ہوا تھا
اور ان کے اپنے واردات و مشاہدات سے متعلق تھا)
کہیں بظاہر مسائل شرعیہ سے اختلاف دکھائی دیتا ہے۔
درحالیکہ حقیقتاً بلحاظ مقامات ان کا کلام بالکلیہ بموجب قرآن
و حدیث ہے چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

سعدیا سعدی کہ راہ صفا ؛ تواں رفت جز در پئے مصطفٰے

علاوہ اس کے اس زمانہ کے جہلا کے خوف اور فتنہ سے بچنے کے خیال سے بعض صوفیا و محققین مثل عمر خیام و حافظ شیراز و امیر خسرو وغیرہم رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے اشارات و استعارات کے ذریعہ علم تصوف و علم توحید کو بیان کیا ہے۔ ان بزرگوار ان کے کلام کو بغیر واقفیت اصطلاحات اور بلا استاد کے اگر پڑھا جائے تو سوائے گمراہی کے کیا حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ مولانا فرماتے ہیں ؎

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر
ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد
او ز غولاں گمرہ و در چاہ شد

جزیرہ میں ہر فن کے نقالوں کی کثرت رہی ہے اور

عادت اللہ یہی ہے کہ اصل سے نقل میں زیادہ چمک

دمک ہوتی ہے اور اکثر مردمان ظاہر بین ظاہری وجاہت کے

گرویدہ ہو کر ایسے حضرات کے پیرو ہو جاتے ہیں اور آخر میں

پشیمان ہوتے ہیں۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الْاَئِمَّةَ الْمُضِلِّیْنَ۔ (ابوداؤد و ترمذی)

ترجمہ: سوا اس کے نہیں کہ ڈرتا ہوں میں او پر امت اپنی کے

سرداروں گمراہ کرنے والوں سے۔

الغرض اسی وجہ سے اور زمانہ کی حالت کے نظر کرتے ہوئے اس فقیر

کو یہ خیال پیدا ہوا کہ نکات علوم و دقائق و حقائق و معارف کے

متعلق جو ارشادات و اسرار توحید سینہ بسینہ اس فقیر کو اپنے

مرشد و مولا مولوی شاہ میر احمد حسین صاحب قبلہ باتحقیق تعالیٰ
مدظلہ العالی سے پہونچے ہیں۔ ان کو بجنسہ شایع کروادے تاکہ ان
کے ملاحظہ کے بعد طالبان راہ حق کو صحیح نکات علم دینی سے
کماحقہ واقفیت و آگاہی ہو اور اس علم کے متعلق عام تعلیم یافتہ
طبقہ کو جو غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ رفع ہو۔

بالآخر یہ عرض ہے کہ فقیر اس کتاب کو اپنے مرشدزادہ
میاں احمد انوار الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و طال اللہ عمرہ کے
نام سے معنون کرتا ہے۔

مکن اے صوفیان خام یاری + کہ باشد کار خامان خام کاری
فان العلم للاشراف شرف + ولا ارذال عدو ما عدو را
سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام ...

علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ۞ ۞ ۞

خادم الفقراء

شاہ سید علی رضا رضائے النبی عرف پلاس پوش قلندر

چشتی القادری الحنبلی السنوسی المحمدی۔ خلیفہ حضرت مولانا

[illegible]ی شاہ میر احمد حسین صاحب قبلہ یاسین چشتی القادری

[illegible] العالی۔

ھو ھو

من رشحات قلم عرفان رقم حضرت پیر و مرشد قبلہ نجفی

قطعہ

دم سے سید علی رضا کے ÷ پھر عرفان پہ جوبن ہے

عرفان میں کتاب لکھی ÷ پڑھ کر کہا سبھی نے درہ نجف ہے

شرک بھی غضب ہیچ اٹھا ÷ طالبی ہوئے ختم رن ہے

گر چاہو ترقی مراتب ÷ کرلو ازبر یہ مخزن ہے

١٣٥٣ھ

(١) تحفۂ علی رضائی مصباح القلوب- (٢) منادیہ مخزن عرفان

١٩٣٣ء ١٣٥٣

قطعہ

ازدم قدم علی رضا شاہ ÷ چہ در زیب چاپ مختصر

عرفان و دقائق و حقائق ÷ ہم اصل گزین ازین تحریر

تاریخ زبالیلین است ناظر ÷ مقبول عصر یہ شمر دہ

١٣٤٢ف

[illegible]

فہرست مضامین

هذه الشجرة الطيبة اصلها ثابت وفرعها

فى السماء

قول

الم كهيعص حم عسق

طه يس

شجرهٔ چشتیه عالیه

ول



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اختار من عبادہ بخدمت الفقراء وجعلھم من جملۃ احبّاءہ واصفیاءہ وشرفھم علی الفضلاءہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ونبینا محمدٍ وآلہ واصحابہ الکرام الی یوم الدین والی یوم یقیم الحق والیقین ۰ اما بعد فھذا سلسلتی من مشائخی فی طریقت الچشتی رضوان اللہ علیھم اجمعین بحرمتک یا ارحم الراحمین ۔

(۱) خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی من جانب رب الجلیل ورب العزت العرش العظیم جل جلالہ وعم نوالہ عظیم الشان

وقدیم الذات عن حضرت سید الکونین رسول رب العالمین خواجہ ہر دو سرا محمد المصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم را رسید۔

(۲) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت مدینۃ العلوم والمطالب امام المشارق ومغارب امیر المومنین وامام الاشجعین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ را رسید۔

(۳) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی حضرت ابی النصری الحسن البصری الانصاری رضی اللہ عنہ را رسید

(۴) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت ابی الفضل عبد الواحد بن زید رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۵) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی

حضرت خواجہ ابی الفیض فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۶) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ خواجگان ولی کامل سلطان ابراہیم ابن ادہم البلخی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۷) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۸) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۹) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجہ ابراہیم مشاد علو دینوری رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۱۰) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سلسلت چشتیان خواجہ خواجگان ابی اسحٰق شامی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۱۱) بعدازین خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ قدوۃ الدین ابی احمد ابن فرسنافتہ الچشتی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۱۲) بعدازین خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ ناصر الدین ابی محمد ابن احمد چشتی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۱۳) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجہ ناصر الحق والدین ابی یوسف رضی اللہ عنہ را رسید

(۱۴) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ قطب الحق والدین مودود چشتی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۵) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندنی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۶) بعد ازیں خرقہ خلافت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۷) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند غریب النواز

خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۸) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۹) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۰) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سلطان العارفین نظام الدین محمد ابن احمد بدایونی بخاری رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۱) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری

وباطنی خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اودھی چشتی رضی اللہ عنہ
را رسید۔

(۲۲) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری
وباطنی حضرت خواجہ ابوالفتح الولی الاکبر الصادق سید محمد حسینی الملقب بہ
گیسو دراز بندہ نواز رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۳) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری
وباطنی حضرت خواجہ شاہ جمال الدین عبداللہ مغربی رضی اللہ عنہ
را رسید۔

(۲۴) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری
وباطنی حضرت خواجہ شاہ کمال الدین واحد الاسرار بیابانی رضی اللہ عنہ
را رسید۔

(۲۵) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید شاہ میران جی شمس العشاق رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۶) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید برہان الدین محبوب سبحانی بیجاپوری رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۷) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ حاجی اسحق چشتی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۸) بعد ازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ راجی محمد چشتی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۹) بعد ازیں خرقہ خلافت اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت

خواجہ جنید ثانی چشتی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۰) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ شاہ ہدایت اللہ اعنی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۱) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید کمال الدین بخاری رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۲) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید جمال الدین چشتی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۳) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید محمد الملقب بہ شاہ میر رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۴) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید کمال الدین شیخ خاندان چشت رضی اللہ عنہ

رارسید۔

(۳۵) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید علاؤالدین رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۶) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید برہان الدین پروردگار رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۷) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید سلطان محمود اللہ شاہ حسینی الملقب بہ شاہ جی صاحب رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۸) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت محمد کمال اللہ شاہ نگہ رضی اللہ عنہ رارسید

(۳۹) بعد ازیں خرقۂ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی فقیر شاہ احمد حسین چشتی را رسید۔

(۴۰) بعد ازیں خرقۂ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی و خرقۂ درویشی ہم شاہ سید علی رضا را دادہ از نکات علوم و دقائق و حقائق و معارف آگاہ نمود خلافت و اجازت برضا و رغبت خود دادہ ام۔

اللّٰھم بحرمت ھذہ الاسماء و بحرمت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین۔

این چند کلمہ برائے سند و اجازت فقیر گردانیدن دیگران را در سلسلۂ چشتیہ عالیہ از رضا و رغبت خود بمقام حیدرآباد دکن

محلہ ڈیڈ لنی بازار در گروہ پاکبازان حیدر آبادی بہ این شاہ سید علی رضا

رضائے الہی عرف پلاس پوش قلندر را تحریر نمودہ دادہ ام خداوندا

این فقیر و تابعان این فقیر را بر جادہ شریعت غرہ مستحکم بدار و

در مشاہدۂ توحید وجودی مدام مستغرق بدار آمین یارب العالمین۔

بحق محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ہ

المرقوم ۲۰ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ

العبد

شاہ احمد حسین چشتی القادری

فرہنگ

کشف وشہود = مرتبہ عین اللہ را گویند +

چلیپا = عالم طبائع را گویند +

دیر = عالم انسانی را گویند +

کلیسا = عالم حیوانی را گویند +

طامات = معارف را گویند +

جفا = پوشانیدن دل سالک از مشاہدہ +

جور = باز داشتن سالک از سلوک عروج +

خشم = ظہور صفات قہر را گویند +

دلدار = صفت باسطی را گویند +

دلبر = صفت قابضی را گویند +

زلف = غیب و ہویت را گویند +

گیسو = ظاہر طالب را گویند +

میخانہ = عالم لاہوت را گویند +

بادہ = عشق را گویند +

وصل = عبارت است از نسیان خود بہ شہود نور وجود حق تعالیٰ +

بتکدہ ۔ بتخانہ ۔ شرابخانہ ۔ دیر ۔ خرابات و عالم معنی = باطن عارف کامل را گویند +

پیر مغان = پیر خرابات ۔ خمار ۔ بادہ فروش = مرشد را گویند +

مستی = فرو گرفتن عشق با جمیع صفات +

مست وخراب = استغراق راگویند+

مست وشیدا = اہل حزن وذوق راگویند+

اقامت = غلبہ عشق راگویند+

رجعت = ازمقام وصول بہ قہر بطریق انقطاع راگویند+

قلاشی = معاشرت۔ مباشرت = اعمال راگویند+

اوباش = آنکہ غم ثواب وعقاب نہ کند+

قلندر وقلاش = اہل صفا واہل ترک واہل فنا راگویند+

شمع = نوراللہ راگویند+

کباب = پرورش دل در تجلیات حق+

صبوحی = محادثہ راگویند+

صبح = طلوع احوال واوقات واعمال راگویند+

بامداد = مقام بازگشت احوال واوقات +

کفر = تاریکی راگویند +

بت وشاہد معانی = مقصود راگویند +

وفا- عنایت ازلی راگویند +

غمگساری = صفت رحمانی راگویند +

خال سیاہ = عالم غیب راگویند +

تفرید = عبارت است از تنہا کردن دل از جمیع ماسوی اللہ +

ترسا = مرد روحانی راگویند کہ از صفات ذمیمہ نفس امارہ خلاصی یافتہ باشد ومتصف بہ صفات حمیدہ باشد +

ترسا بچہ = واردات غیبی راگویند کہ از عالم غیب در دل سالک فرود آید +

گبر وکافر = کسے کہ یکرنگ در وحدت شدہ وردے از ماسوی اللہ

برتافتہ +

مئے = ذوق را گویند کہ از دل سالک سر زند و او را خوش وقت گرداند +

ساغر و پیمانہ = کسے کہ مشاہدہ انوار غیبی و ادراک مقامات کند +

زنار = علامت یک رنگی و یکجہت شدن را گویند +

یار ـ دلبر ـ صنم ـ دوست ـ محبوب = تجلی صفات را گویند +

غمزہ ـ بوسہ ـ قبض = جذبہ باطن را گویند +

لب و دہان = صفت حیات را گویند +

چشم ـ ابرو ـ جمال = کلام و الہام غیبی را گویند +

کلاہ چار ترک = ترک غنا ـ ترک بقا ـ ترک یاد ـ ترک ریب را گویند ـ

شیدا = اہل جذبہ و اہل شوق را گویند +

ساقی و مطرب ـ فیض رسانندگان معنی را گویند +

شراب و بادہ = بمعنی محبت است +

مئے لعل = خون عاشقان کہ از راہ دیدہ در جام کنارش ریزند +

اتحاد = عبارتست از استغراق در ہستی حق جل و علی +

سعادت = عبارتست از خلاص شدن بہ دیدن حق تعالیٰ +

شقاوت = عبارت است از حق تعالیٰ باز ماندن +

نعت

ذات احد تیرا ہے مسمی تو ہی ہے احمد نام محمدؐ
حق ستی تیرا تجھ ستی حق کا ہووے مدام کام محمدؐ

کام خدا کا منیت نمائی جسکو کہیں ایجاد و تکوین
کام ترا ہے ہستی نمائی یعنے فنائے نام محمدؐ

تین کو دکھانا جیونکہ راجی ہستی حقیقی یعنے خدا کو
آپ نہیں ہے کو دکھانا تجھکو سمجھو مدام محمدؐ

شاہد بزم محبت دیکھنے اپنا طلعت تجھ کون
ذات کو تیرے آئینہ کیتا کنہ کو تیری جام محمدؐ

ہے حقیقت بی شک و شبہت ذات تری و صفات تری
ذات و صفات حضرت ذوالجلال والاکرام محمدؐ

واجب و ممکن ناظر و منظور شاہد و واحد جملہ مراتب
تو ہے خدا کا نور ہے تیری نور کے سب اقسام محمدؐ

کنت نبیاً آدم بین الطین ہے تلقین کہ حق نے   تجھکو ابوالارواح کیا تجھ جسد کو ابوالاجسام محمد

نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ تجھ سے شفاعت خواہ تمامی   یوسف و ذوالقرنین و سلیمان سب ہی تیرے بے دام محمد

تیری تصرف میں ہے ہمیشہ ملک نبوت شہر ولایت   جملہ نبی احشام ترے اور جملہ ولی جند اے محمد

تب ستی پایا عرش بریں نے عز و شرف اضعاف مضاعف   جب ستی آئے فرق پر اوسکی پاک ترے اقدام محمد

شمس و قمر کو تیری جبیں کے نور سیتی خلق کیا حق   رخ ستی تیرے صبح بنایا زلف سیتی تیری شام محمد

گر تو نہ آتا عالمیاں کو راہ ہدایت کون دکھاتا   کون لیجاتا حق کی طرف سے خلق کے تئیں پیغام محمد

جس نے نہ بھولا یاد ترا وہ ذکر الٰہی میں ہے دمادم   جس نے قبولا حکم ترا وہ امر خدا کا رام محمد

عین خدا اور غیر خدا جو سر حقیقت تجکو نہ بوجھا   پختہ نہیں ہے خام سمجھ میں خاص نہیں ہے عام محمد

حال ترا ہے سر حقیقت فعل ترا ہے امر طریقت   قول ترا ہے راہ شریعت دین ترا اسلام محمد

ہے یہ سرا شہیر جو تجھ دیدار کی گلزار کا گلچین   اوس کے طفیل کیا بد کہا مجھ اپنا رخ گلفام محمد

رویت حق اور تیری شفاعت مطلق خاص اور عام   آخرت و دنیا میں کمال الدین کو دلا انعام محمد

ھو ھو ھو

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر ولا تعسر علینا یا رب

اُصُول تصوّف

جملہ تشبیہ	جملہ تنزیہ
محمدؐ الرسول اللہ او ست	لا الٰہ الا اللہ او ست
فرق	جمع
غیریت	عینیت

تنزیہ مع التشبیہ تشبیہ مع التنزیہ

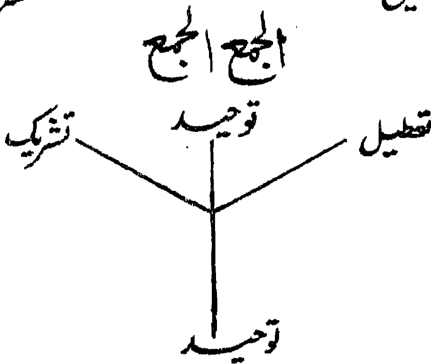
(دو ذات کا ثبوت) لا الٰہ الا اللہ محمدؐ الرسول اللہ

ہمہ اوست

(جمع الجمع)

الجمع بلا فرق
تعطیل

الفرق بلا جمع
تشریک



ملاحظہ ہو حدیث ترمذی شریف

رباعی

منظور ہے عامی کو فقط چہرہ فرق ؛ ہے خاص محب لجہ جمع میں غرق
کرتا ہے اخص یہہ دونوں ضد کو باہم ؛ جیوں شرق یہ غرب جمع اور غرب یہ شرق

ثبوت بیان جملہ تنزیہ مع التشبیہ"

جمع والا ہے فرق سے بے بہر ۔ فرق والا ہے جمع سے محروم
صاحب جمع جمع ہے مامون ۔ زافت ہر دو جانب مذموم
کیوں نہ ہو بندۂ آلہ نما ۔ پیر کشمیر ہے مرا مخدوم
رمز توحید سے نہیں خالی ۔ خواہ نثر کمال یا منظوم

"ثبوت بیان جملہ تنزیہ"



حق ہے موجود غیر حق معدوم / مادری اس کی کیفیت معلوم

جنب میں ہستی حقیقی کے / کالعدم ہے یہ ہستی موہوم

اس پہ ہے لا الٰہ الا اللہ / نص قطعی نہ ظنی مکتوم

اور اسی مدعا پہ ہے شاہد / وحدہ لا شریک کا مفہوم

ظاہر و باطن اول آخر حق / ہے کتاب مجید میں مرقوم

من جمیع الوجوہ غیر خدا / ہے نہ الا کہ اسم بے موسوم

مظہری مُظہری کی نسبت سے / عبد اور رب ہے لازم و ملزوم

عینیت غیریت حقیقی کے / رہ الحاد و شرک سے معصوم

اول حق و بعد خلق یہ کس کو نظر
کوئی حق مع خلق دیکھے مع حق
خلق اول و بعد حق کسی کا منظر
کوئی ناظر حق فقط اسے ہے بینا تر

(*)

موجود دو یک مقید و یک مطلق
پر اس میں حقیقت وجود کی ایک حق ہین
سب کوئی کہیں اس کو خلق اور اسکو حق
یک دیکھ نہ دو رنگ احول احمق

(*)

موجود وجود حق کہ ہر شے جب ہے
ہے عبد عبد سو رب یا ویدان
دعوی انا الحق اوس سے باطل کب ہے
پر عبد وہ حیثیت سے عین رب ہے

(*)

جسو میں ہو نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا ۔ آشکارا ہو نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
سب کی ذات صفت باطن و ظاہر کے مراۃ میں تو نامی نہ میاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

متلبس ہو وہ یک پیو صد جلوہ نما
در لباس دو جہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو ہی ہست بجز نیست نہیں پیو کا غیر
عین ایکان یہ سیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو زمین پیو زمان پیو مکین پیو مکان
پیو تن پیو ہی جاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو کو پیر سے پایا ہے وگرنہ تو محال
پیر یوں فیض رساں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو نے پیر کی گھونگٹ میں دکھایا ہے جمال
یہ عجب ناز بتاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو نے پیر نما آپ سوا ہے ورنہ
پیو بے نام و نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں تو سمجھا تھا مرا پیو ہے سینے سے جدا
سر بسر وہم و گماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیر نے پیو کو ہر شئے میں بتایا ہے مجھے
نہیں تو وہ پیو کہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو کو سب پیر دکھلانے مرے تئیں اے کمال
پیر شہ میر ضماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

افراط و تفریط سے اے عارف باللہ
توحید الٰہی کو نگہ رکھ کہ دبگاہ

افراط سو تشریک ہے تفریط سو تعطیل
او سط ارہ توحید ہوا ہے سائر الی اللہ

اس دو نو کے درمیان راہ ایک ہے یوں جیوں
زلفین کے مابین رخ دلبر دلخواہ

اثبات دو معبود ہے تشریک شریعت
تعطیل سو ہے نفی وجود او صفت اللہ

توحید ہے اثبات او معبود احد کا
نا ضد جیسے نا ند ہے نہ امثال نہ اشباہ

ارباب طریقت کنے توحید و تشریک
ہے دل کا توجہ سوے اللہ سوے اللہ

تعطیل ہے عینیت اوصاف مع الذات
رکھ راہ طریقت میں قدم اس سے حذر چاہ

اوصاف کے تیں ذات ہے کہتا ہے جو کوئی عین
اثبات کمالات کا نافی ہے وہ گمراہ

اوصاف میں اور ذات میں ہے جو سات طرح کا
ہے فرق جو بولوں تو نہو قصہ یہ کوتاہ

ہے غیر کی ہستی کا حقیقت میں جو اثبات
تشریک اوسے نفی کرا ہے فانی فی اللہ

ہر شئے میں تجھے ذات خدا کی نظر آنا
توحید حقیقی ہے بس اے باقی باللہ

ہاں عین حقیقی حق اور غیر مجازی
عالم کو سمجھ پڑ نکو تعطیل میں ناگاہ

ہے معرفت اللہ میں توحید و تشریک
یعنے کہ خدا خلق کا اور خلق خدا کا
جانے جو جدا ذات و حقیقت کو خدا کے
شہمیر کا میں اور یہ مرا قال نہ میرا
واللہ و باللہ کہ میں نیں ہوں کمالا

دیدار حق در رویت غیر اسے سخن آگاہ
آئینہ تو توحید ہے اور پردہ تو شرک آہ
وہ صاحب تعطیل ہے در معرفت اللہ
العبد و ما فی یدہ ملک لمولاہ
ہے مجھ میں جو دستا ہے سو اللہ ہی اللہ

(۲)

کہہ زاہدا حصول کمال اب نہیں تو کب
انی قریب تجھکو کہا جب حبیب نے
دع نفسک تعال کہا تجھکو دوست جب
جس واسطے ہوا ہے تو مخلوق کا سما
ناحق خیال غیر میں کھویا تمام عمر

محبوب کا شہود جمال اب نہیں تو کب
انصاف کر کہ اوس کا وصال اب نہیں تو کب
اوس دوست کے سے عدو قتال اب نہیں تو کب
عرفان ایزد متعال اب نہیں تو کب
چھوڑ ینگا راست کہہ یہ خیال اب نہیں تو کب

پایا خودی زوال خدائی کا ہے کمال — تحصیل یہ کمال زوال اب نہیں تو کب

جو قال میں حال ہے اور حال میں قال — حاصل ہوئی وہ قال وہ حال اب نہیں تو کب

جب فاسئلوا کہا ہے خدا اہل ذکر سے — اے غافلان وہ وقت سوال اب نہیں تو کب

جس حق میں لا یقاس بہا د تب کہے نبی — اس معصیت سے توبہ کمال اب نہیں تو کب

کہا ہے قرآن میں نحن اقرب سمجھو اسکو نقاب میں ہے — رکھا نہیں وہ کسی سے پردہ خودی سے تو خود حجاب میں ہے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن — ہے ایک نقطہ کہ جس کا مطلب بیان ساری کتاب میں ہے

مثال ماہی ہے حال اپنا رہے ہمیشہ درون دریا — خبر نہیں ہے کہ آپ کیا ہے اگرچہ دن رات آب میں ہے

"اصول نکات علم و فائق"

منزل ناسوت ۔ راہ شریعت ۔ نفی کو جلی

اثبات معبودین ۔ تشریک ۔ افراط	نفی
اثبات الہ واحد ۔ توحید ۔ اوسط ۔	شرک جلی
نفی وجود وصفات حق ۔ تعطیل ۔ تفریط	تعطیل جلی

کلمہ شریعت ۔ لا معبود الا اللہ

اس ذات کو اے عباد معبود کہو | تم جس سے ہستی اوس کی نہ افزود کہو
جس ذات اوپر وجود اوس کا زاید | بالذات کہاں سے ہوئے موجود کہو

منزل ملکوت[۲] ۔ راہ طریقت[۲] ۔ ذکر قلبی[۲]

توجہ بغیر حق ۔ تشریک ۔ افراط

توجہ بحق ۔ توحید ۔ اوسط

صفت عین ذات ۔ تعطیل ۔ تفریط

نفی

شرک خفی

کلمہ طریقت ۔ لا مقصود الا اللہ

منزل جبروت[۳] ۔ راہ حقیقت[۳] ۔ ذکر روحی[۳]

اثبات موجودین ۔ تشریک ۔ افراط

اثبات موجود واحد ۔ توحید ۔ اوسط

عینیت حقیقی غیریت اعتباری ۔ تعطیل ۔ تفریط

نفی

شرک اخفیٰ

کلمہ حقیقت ۔ لا موجود الا اللہ

منزل لاہوت - راہ معرفت - ذکر سری

نفی اثبات: تشریک - افراط

اثبات کا اثبات - توحید - اوسط

حق تعالیٰ کے وجود اور ذات کو جدا جاننا تعطیل - تفریط

نفی شرک شہود غیر حق

کلمہ معرفت - لا مشہود الا اللہ

کفر حق (سچا انکار) - کفر باطل (جھوٹا انکار)

منزل ہاہوت - راہ توحید - ذکر خفی

قرب نوافل لا رب علمی فنا علمی بقا

قرب فرائض ولا عبد حالی فنا حالی بقا

(مقام قرب)

قرب نے بالا و پستی رفتن است ٭ قرب حق از قید ہستی رستن است

حق کی یگانگی سے جو کوئی آشنا ہوا
وہ گم ہوا نہ بندہ ہوا نہ خدا ہوا

بحر زلال سے جو نمک جا ہوا تیرن
وہ گھل گیا نہ ملح ہوا اور نہ ما ہوا

اس قول حق سے حق ہے کہ بے پیر حق نما
جون حق سے تیوں نہ کسی کو سمجھ مدعا ہوا

معلوم ہوئی حقیقت توحید اوس کے تئیں
لا رب عبد کا کہ جسے کشف عطا ہوا

جس قدر من عرف کا کھلا جس کے رخ پہ در
اس قدر قد عرف کا نقاب اوس پہ وا ہوا

جتنا فقد عرف کے معمہ کو حل کیا
اتنا اسیر حیرت و محو فنا ہوا۔

جتنا فنا و محو ہوا اپنی ذات سے
اتنا وجود حق سے حصول بقا ہوا

ضدوں کے جمع کا ہنر آیا ہے جس کے ہاتھ
اثبات و نفی غیر حق اوس کا روا ہوا

مطلق کیا جو اپنے مقید صفات و ذات
وہ متصف بذات و صفات خدا ہوا

حاصل کیا جو علمی و حالی فنا بقا
اس کو مقام کن فیکون کا عطا ہوا

کرتا جو قطع پانچ رہاں چار منزلاں
آخر مقام قرب اوسے منتہا ہوا

پایا نوافل اور فرائض کے قرب کو
سرّی خفی کہ جس سے ادا بے قضا ہوا

حاصل کلام بعد حصول کمال کے
بندہ تو بندہ ہی ہے پر اللہ نما ہوا

جو وحدت الوجود بلا وحدۃ الوجود
پایا موحدوں کا وہی مقتدا ہوا

شہمیر سا ملا جسے صاحب کمال حق
وہ مستحق منصب قرب ولقا ہوا

صورت دحیہ سی جبرئیل جو ہوتے تھے عیاں
دحیہ دراصل نہ تھے اس میں نہیں ریب و گماں

عین جبرئیل نہ تھی صورت دحیہ لیکن
غیر جبرئیل بھی ہونا نہیں رکھتا امکاں

صورتاً گرچہ نہ تھی صورت دحیہ جبرئیل
ایک معنی نہ دگر بلکہ ہماں بود ہماں

ہکذا گرچہ مبرا ہے تنزیہ الذات
شکل و صورت سے وہ قدوس و سلام و سبحاں

صورت و شکل سے لیک از سر تشبیہ صفات
متمثل ہوئی در دیدۂ اہل عرفاں

حق کہا جائے وہ صورت کو نہ غیر حق نیز
چونکہ تمثیل میں جبریل کے گذرا یہ بیاں

خارجی میں ہیں یک شاہد عینی کے حجاب | کرکے آئینہ تو ہر یک میں ہوا اوسکو نگراں
یک تو پردہ ہے کثیف اوس کے اسامی بسیار | جیسے بدن جسم جسد شخص طلل جثمان
دومی پردہ لطیف اوس کی ہیں حیثیات القاب | برزخ و قلب مثال و دل و عرش رحمان
سومی پردہ الطف ہے حقیقت حق کا | ناطقہ روح و روان نفس و جان مغز جہان
ہر یک آئینہ کثرت کو ہے شامل حق کا | وحدت و تعین و احاطت و معیت سریاں
داخلی پردہ بھی اس وحدت مطلق کی یقیں | تین اقسام ہیں اسما و صفات و افعال
ذات ہر فعل میں فاعل ہے صفت میں موصوف | اسم کو آئینہ کر دیکھ مسمی کو رواں
جمع غیریت ذاتی بہ حقیقی وحدت | سخت مشکل ہے کمالا نہیں امر آساں

اس شغل میں دن رات رہ میں نہیں بس حق موجود ہے
یہہ کام کر یہ بات کہہ میں نہیں ہوں حق موجود ہے

دیدار مطلق ہے یہی گفتار اصدق ہے یہی
سر انا الحق ہے یہی میں نین ہوں حق موجود ہے
اوراد میں اجمل یہی اشغال میں اکمل یہی
افکار میں افضل یہی میں نین ہوں حق موجود ہے
جیوں شرع میں معبود دو تیوں معرفت میں بود دو
ہے شرک یہہ مقصود جو میں نین ہوں حق موجود ہے
اول بھی حق آخر بھی حق باطن بھی حق ظاہر بھی حق
غائب بھی حق حاضر بھی حق میں نین ہوں حق موجود ہے
جب مجہہ صفات و ذات نین افعال نین آثار نین
خوش نفی ہے اثبات نین میں نین ہوں حق موجود ہے
اوس کی مری ہے یہ ثنا مظہر ہوا مظہر انا

اللہ بقا بندہ فنا میں نین ہوں حق موجود ہے

ذاتی صفت حق کی قدم میری حقیقت ہے عدم
لحظہ بہ لحظہ دمبدم میں نین ہوں حق موجود ہے

ظل ہے نمود سایہ اور ظل میں مُظِلّ ہے جلوہ گر
ظل میں مُظِلّ ہے معتبر میں نین ہوں حق موجود ہے

ناخاک آب و گِل ہوں میں نا نفس روح و دل ہوں میں
حق ہے خدا باطل ہوں میں میں نین ہوں حق موجود ہے

کنجشک اور جرہ کہاں کان شیر تربرہ کہاں
خورشید کان ذرہ کہاں میں نین ہوں حق موجود ہے

ہوتا نہیں نین ہی کبھی نین ہے سو ہی ہو وے نہ کہیں
جسم ہے سو ہے اور نین سو نین میں نین ہوں حق موجود ہے

معلوم ہوں معدوم ہوں موجود ہوں موہوم ہوں
ہوں اسم بے موسوم میں میں نین ہوں حق موجود ہے
عاری حیات و علم سے بے قدرت و بے خواستہ ہوں
احوال اپنا کیا کہوں میں نین ہوں حق موجود ہے
میں ہوں اصم شنوا ہے حق میں بے بصر بینا ہے حق
میں گنگ ہوں گویا ہے حق میں نین ہوں حق موجود ہے
تھا حق نہ تھا میں اولا میں نار ہوں مستقبلا
الآن کما کان سن ولا میں نین ہوں حق موجود ہے
تقلید میں نقصان ضرر شہیر سے تحقیق کر
کہہ تو کما لا بے خطر میں نیں ہوں حق موجود ہے

کر شغل اسم ذات لسانی ہو یا دلی
کہتے ہیں اہل کشف و یقیں اسکی تئیں جلی

ہے ذکر قلب شغل مسمی اے مرد راہ
کر مختفی ایس کو اسے دیکھ منجلی

آثار فعل و وصف سے اپنی نظر نکال
رکھ یہ وجود ذات اگر مرد واصلی

جبتک ہے وہ نظر یہ تجلی و استتار
کہتے ہیں ذکر روحی شہود اسکو سب ولی

غالب عجب کہ یاد بسر دور ہو ترا
سیرتی وہی ہے دیکھ تو از عین کاملی

مانع نہ کوئی شغل شرا اوس نظر کے ہوئے
تو ہے خفی اے سالک سلک نبی علی

من حیث ذات کل خلائق ہو عین حق
ہر شے میں اس کو دیکھ کے رکھ اس سے شاغلی

کہ غیر وہم اور ترا کیا حجاب ہے
تو اوس سے جدا نہیں ہے جزئی سے جیون کلی

کامل کسی طبیب سے وحارت کی کہا دوا
تا ہووے پل میں دور ترا اور دو احولی

اول ایس کو بوجھ کہا ہی جو تو ہو کوت
خلاق خلق تجھکو کیا ہے خلقت لی

ارض و سما جبال کے انصاف و سلم سے
افضل کیا ہے ظلم ترا اور جاہلی

ظالم ہوا پنے نفس پہ جاہل ہو غیر سے
تا ہووے ظلم عادلی وجہل عاقلی

کاٹن ہو حق سے اور ہو باٹن تو آ عزیز
اس جہد و جہد بیچ نہ کر قصور و کاہلی

شہ میر و دستگیر نے جب دل کا آئینہ
کیتا ہے زنگ غیر سے صاف و صیقلی

دیکھا جمال حق کو تب اوس میں کمال نے
در عین بے چگونگی و بے تمثلی

(۴)

محو و صحو و فرق و جمع و جمع جمع
چونکہ دانستی شدی تو شمع جمع

محو چہ بود خویشتن کردن فنا
صحو چہ بود یافتن از حق بقا

از من و مائی بکلی شو فنا
گر ہمیں خواہی کہ تا بد آن بقا

فرق چہ بود غیر را انگاشتن
جمع غیرش را عدم پنداشتن

صاحب تعطیل اہل جمع دان
کو ندید از حق دریں عالم نشان

ہر کہ گوید نیست کلی ہیچ غیر
در یقین اوست مسجد عین دیر

صاحب جمع است و فرقش نیست فرق   جان او در بحر وحدت گشته غرق

جمع جمع است اینکه خود گوید عیان   در مرایای همه فاش و نهان

عین خواند هر چه آید در نظر   یا ز غیرش خواند از وجه دگر

صاحب این مرتبه کامل بود   زانکه این آن هر دو را شامل بود

صحو آید محو و فرق بود جمع   جمع جمع است بشنو ار داری سمع

جمع جمع آمد مقام عارفان   نیست زین اعلی کمال کاملان

مشهد اهل کمال این مشهد است   قید هست و نیست چون هیچی شدست

چشم بینا هر که دارد در جهان   از پس هر ذره حق بیند عیان

هر که در صورت بود هر خیر و شر   دوست بیند او بود صاحب نظر

زانکه هر چه در جهان دارد ظهور   هست او را بهره از ظلمات و نور

هر چه دارد در جهان نقش وجود   دو جهت در وی توان پیدا نمود

آن یکے صورت دگر معنے بود ہر چہ گوئی غیر ازین دعوے بود

از رہ صورت نماید غیر دوست چون نظر کردی بمعنی جملہ اوست

حسن لیلےٰ را بباید بے گمان دیدۂ مجنون کہ تا بیند عیان

روئے عذرا کے براندازد نقاب تا بہ بیند دیدۂ وامق پرآب

عاشق و معشوق غیر از یار نیست در حقیقت غیر او دیار نیست

فہم و دانش کو کہ تا گویم سخن پر کنم جام و سبو از بادہ من

پردہ بردارم ز اسرار یقین فاش بنمایم بہ عالم یوم دین

وانمایم ہم درین جا من عیان آنچہ موجود است در دار جہان

دیدہ کو تا یار بیند او عیان گوش کو تا بشنود راز نہان

چون ندیدم ہیچ محرم در جہان لاجرم دارم نہان اسرار جان

یار پنہان است در زیر نقاب ہمچو دریا کو نہان شد در حباب

پرده بردار و جمال یار بین   دیده وا کن چهرهٔ اسرار بین

نیست گردان چهره موهوم را   پرده بگشا تا شود معلوم را

خار و گل بنگر که از یک شاخ رست   تا شود پیشت این معنی درست

گر بصورت گل نماید غیر خار   خار و گل عین است از اصل و تبار

گر بہ گوئی خار و گل ضد همند   هم بوجهے این سخن باشد پسند

ور همی گوئی که خار و گل یکیست   عارفان را کے درین معنے شکیست

مرد عارف هرچه می گوید رواست   عارف ار گوید جواب این هم خطاست

چون نداری ذوق عرفان ای سفیه   قول رندان را شنو لا شک فیه

هرچه بنود مر ترا منکر مشو   صدق آور تا که ره یابی بدو

برتر از فهم و خیال ما و تو   هست عاشق را هزاران گفتگو

تو نداری ذوق ارباب صفا   گشتهٔ زان منکر اهل خدا

آیت لایهتدوا از حق شنو | قائل اول قدیمی هم شنو
سیر عشق از فهم و عقلت برتر است | ذوق عاشق از مقام دیگر است
مهر رویش بر همه ذرات تافت | هر یکی در خورد خود زو بهره یافت
دید از قهرش جماد افتادگی | کرد از مهرش نبات استادگی
یافت حیوان بهره ز و حسن نبات | گشت انسان مظهر نوع صفات
مظهر کلش بجز انسان نبود | هرچه بود از وی از دیدا نمود
باز هر صنفی شد از نوع دگر | یافته فیضی بحکم دادگر
گرچه این خور بر همه یکسان بتافت | لیک هر یک در خور خود نور یافت
در درون خانه نور آفتاب | هم بقدر روزنه افگند تاب
روزن از هر سو کشا این خانه را | تا شود این خانه پر نور و ضیا
سقف و دیوارش اگر سازی خراب | پر شود خانه ز نور آفتاب

چون حجاب نور حق دیوار ماست | نیست کن خود را که این هستی خطاست
گر تو ذوق نیستی دریافتی | در فنا دو اسپه خوش بشتافتی
من نمی دانم که تو در چیستی | چون ننوشیدی تو جام نیستی
چون تو برخیزی زما و من دمی | هر دو عالم پر ز خود بینی همی
از چه در ما و منی پیچیدهٔ | رمز موتو گوئیا نشنیدهٔ
چون تو از هستی خود برخاستی | در صفائے صرف بزم آراستی
چون نگردد کشف این حالت بتو | کے شوی واقف ز کنه خود بگو
پردهٔ خود از میان بر دار زود | تا عیان بینی بروئے یار زود
شد حجاب ذات اسماء و صفات | پردهٔ اسم و صفت شد کائنات
تا تعین برنخیزد از میان | حق بود پنهان نشاید شد عیان
کشف در معنی بود رفع حجاب | بود تو آمد بروئے تو نقاب

چهرهٔ معنی نهان در صورت است | معنی صورت نقاب حدت است

چیست اهل کشف دو بیدا ند بی حجاب | آنکه بیند روی جانان او عیان

دین تعین شد حجاب روی دوست | چونکه بر خیزد تعین جمله اوست

آنچه تو جویای آنی روز و شب | در توئی شد او عیان ای بوالعجب

چون دلت صافی شود از جمله این | پردهٔ ما و تو بر خیزد ز بین

نیست گردد صورت بالا و پست | حق عیان گردد به نقش هر چه هست

جمله اسرار جهان منصور وار | دائما گویان انا الحق آشکار

پنبهٔ پندار راز گوش جان | گر بر آری بشنوی گفتارشان

آئینه جان را مصفا کن ز زنگ | تا نماید روی جانان بیدرنگ

گر لقای یار داری آرزو | دل بود دل آئینه دیدار جو

آئینه دل صاف کن از هر غبار | تا عیان بنمایدت رخسار یار

دل بصفا کن ز زنگ غیر دوست | تا عیان بینی که ہستی جمله اوست

سد راه تو توی آمد بدان | ورنه خود پیداست در کون مکان

(۴)

از مکمل واصلان ارشادہاست | خود فراموشی ہمین یاد خداست

خود فراموشی نه کار ہر کس است | ہر که خود را گم کند او حق رس است

در جہان آنانکه بی مادمن اند | واصلان حق ہمین اہل فن اند

رمز موتو قبل موتو بہر چیست | مرگ پیش از مرگ دفع این خودیست

مرگ این نبود چو جان از تن رود | بلکه زین مرگ از تو مادمن رود

تا بکی باشی تو محجوب خودی | دانکه خودبینی ست اصل ہر بدی

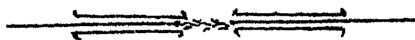
چون ز خود رستی ہمه برہان شوی | چونکه گفتی بنده ام سلطان شوی

در حقیقت مادمن سدره است | کس نه گوید ہر که از حق آگه است

از خمار ما و من هر که برست — وز شراب وصل جانان گشت مست
کے مقید و اصلان حق شود — عارف حق آن بود کو حق شود
در میان بنده و بین خدا — نے زمین آمد حجاب نے سما
بلکه این ما و منی آمد حجاب — زود بر داری بہ باشی کامیاب

خورشید رخت چو گشت پیدا — ذرات دو کون شد هویدا
مهر رخ تو چو سایه انداخت — زان سایه پدید گشت اشیائ
دریائے وجود موجزن شد — موجے بفگند سوے صحرا
این جمله چه بود عین آن موج — و آن موج چه بود عین دریا
هر چیز که هست عین کل است — پس کل چه بود سراسر اجزا
اجزا چه بود مظاهر کل — اشیا چه بود ظلال اسماء

اسماء چہ بود ظہور خورشید | خورشید جمال ذات والا
صحرا چہ بود زمین وامکان | کانست کتاب حق تعالے
اے مغربی این حدیث بگذار | سر دو جہاں مکن ہویدا



اصول نکات علم حقائق

مراتبات آفاق

احدیت	وحدت	واحدیت
ارواح	مثال	شہادت
گنج مخفی	نقطہ	ذات مطلق
عشق	وجود	عرفان

مراتبات نفس

نفس	دل	روح
سر	نور	ذات

مرتبۂ آفاق

احدیت۔ ایک ذات قابل محض بلا صفات اعتبارات

من حیث الظہور وکامن حیث البطون۔

وحدت۔ ایک ذات قابل محض اوس کے چہار اعتبار۔

وجود۔ علم۔ نور۔ شہود

(وحدت۔ ازل۔ انیت۔ حقیقت محمدی کو کہتے ہیں)

واحدیت
اسماے حقیقت انسانی } ایک ذات قابل محض با اعتبارات۔

تنزلات ستہ

واجب الوجود۔ ذات تعالیٰ کی ہستی ۔ بوجود بالذات ہیں

جب تک علم الٰہی میں ہیں۔ ان کو معلومات ۔ اعیان داخلی اور حقائق عالم کہتے ہیں۔ اور ظہور میں آنے کے بعد اعیان خارجی۔ اعیان خارجی کا نام کائنات اور عالم بھی ہے۔ پس جو کچھ محض ذات الٰہی سے تعلق رکھے۔ اوس کو مراتبۂ الٰہیہ کہتے ہیں۔ جیسا صفات اور اسماء۔ یہہ ہمیشہ ہر حال میں ہر مرتبہ مین مثل ذات کے قدیم بے عیب پاک منزہ و مقدس ہیں۔ اس کے تین مرتبہ ہیں۔ اس تین کے بعد ظہور کائنات ہے۔ اس کو مراتب کونیہ کہتے ہیں۔ اس کے بھی تین مراتب ہیں۔ اس طرح جملہ چھ مرتبہ ہوئے۔ ذات ابتدائی مرتبۂ لاتعین۔ دوسرا تعین اول۔ تیسرا تعین ثانی۔ یہ ہر ۳ ذات کے مراتب الٰہیہ ہیں۔ بعد اس کے مرتبۂ روح۔ مرتبۂ مثال مرتبہ جسم ان سب کے بعد مرتبہ انسان ہے۔ مرتبہ لاتعین کے سوائے تمیز انسان

تک چھ تنزل ہوئے۔ اس کو تنزلات ستہ کہتے ہیں۔ مرتبہ انسان
مرتبہ جامع ہے۔ یہہ مرتبہ سب مرتبوں کا اخیر ہے۔ اس کے سوائے
مرتبہ تعین اول سے مرتبہ جسم تک پانچ مرتبے ہوتے ہیں۔ ان کو
حضرات خمسہ کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ تنزل اس کو کہتے ہیں کہ ایک شئے اول آپ
جس مرتبہ میں ہے اوسی مرتبہ میں باوصاف خود قایم رہکر دوسرے
مرتبہ میں ظہور کرے مثلاً شخص اور سایہ عکس اور شخص۔

ذات الٰہی شانہ کو اس بات کے نظر کرتے کہ ذات مطلق
و بے قید ہے۔ نہ اعنی نہ اسماء اور نہ صفات کا قید اوس کو لگا سکتے
ہیں۔ اوس وقت ذات مطلق کو ذات ساذج۔ مجہول النعت۔
غیب الغیب۔ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ مرتبہ عقل کی حد سے دور ہے۔

اس مرتبہ میں ہست محض کہنے کے سوائے دوسرے کسی قسم کی
پہچانت ممکن نہیں۔ اس مرتبہ کو مرتبہ لاتعین اور مرتبہ احدیت بھی
کہتے ہیں۔ مثلاً تم نے ایک اجنبی شخص کو دیکھا ابھی اوس نے
نہ تو تم سے بات کی نہ ہنسا نہ کوئی حرکت کی اور نہ کچھ اشارہ کیا اور
نہ کوئی اپنا کمال ظاہر کیا نہ نام ونشان ظاہر کیا تو تم یہی بیان کروگے
کہ ایک فرد بشر ہے۔ مگر کوئی اس کے صفات اوس کے اسماء یا
اوس کے کمالات کو بیان نہ کرسکوگے نہ معلوم کہ ہندی ہے یا عجمی
یا رومی۔ یہی معلوم ہے کہ ہست ہے نیست نہیں۔ لیکن اوس کی
کنہ یا حقیقت سے واقفیت نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مرتبہ لاتعین کا
یہی حال ہے یعنے خدا تعالیٰ کے صفات واسماء اس مرتبہ میں
ایسے پوشیدہ تھے جیسے شجر تخم میں اوس کا کنہ وہی جانے جب اپنی

ذات اور انیت کو اپنے پر جلوہ گر فرمایا اور بطریق اجمال کے اپنے
صفات اور اسماء پر نظر کیا۔ اوس کو مرتبہ تعین اول و مرتبہ وحدت
و مرتبہ برزخ کبریٰ اور حقیقت محمدی کہتے ہیں۔ جب اپنے اسماء
اور صفات کے تمامی کمالات کو اپنے علم میں بالتفصیل پایا مثلاً نقاش
جس طرح اپنے ذہن میں نقوش اور تصویرات کا نقش مفصل خیال
کرکے دیکھتا ہے تو تمام نظر آتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ تمام
کائنات کا حال اول سے آخر تک جز سے کل تک اپنے علم میں
ملاحظہ فرمایا۔ جو جو نقوش کہ علم الٰہی میں ثابت ہوئے اون کو اعیان
ثابتہ کہتے ہیں۔ جیسے کہ کاتب کے علم میں حروف ہیں۔ اگرچہ تمام
عالم کے حقائق یہی ہیں۔ لیکن خود بخود خارج میں ظاہر نہیں ہوسکتے
ہیں۔ جیسے کہ نقاش کے ذہن میں جو نقش ہے وہ بحالہ رھکر

رنگ یا سیاہی کے لباس سے بعینہٖ وہی نقوش خارج میں آتے

ہیں۔ حاصل مدعا یہاں تین مرتبے ہوئے جن میں الہیت کے

سوائے اور کچھ نہیں یعنے عین ذات ہے کسی وجہ سے غیریت کا لفظ

نہیں آیا اس مرتبہ آخر کو واحدیت کہتے ہیں۔ بعد خدائے جل و حکمتہ

نے اپنی حکمتہ بالغہ سے اپنی ذات و صفات کا ظہور خارج میں

ہونے کے واسطے روح کو پیدا کیا یہ مخلوق اول ہوا۔ یہاں سے

دوئی کا نام آیا۔ بعد اس کے مثال اس کے بعد جسم اعنی۔ عرش۔

کرسی۔ افلاک، عناصر۔ موالیہ ثلاثہ یعنے جماد۔ نبات۔ حیوان۔ ان

تینوں مرتبوں میں داخل ہیں کائنات یہی ہیں۔

فائدہ:۔ مرتبہ لاتعین کنہ ذات کا مقام ہے وہاں ملائک و

مقربین و رسل کی عقل عاجز ہے کیونکہ حقیقت واجب کا مرتبہ ہے

ممکنات سے کوئی بھی اوس کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا. ہاں مرتبہ تعین اول سے تعین ثانی تک حد بشر ہے کہ واقف ہو سکے اس واقفیت کا نام علم وحدت ـ علم حقائق و اسرار ہے۔

دیگر

متحد بود یم با شاہ وجود | حکم غیریت بکلی محو بود

کان اللّٰہ ولم یکن معہٗ شیٔ" یعنے اول فقط ذات پاک اللّٰہ تعالیٰ کی تھی اور کوئی چیز اوس کے ساتھ نہ تھی۔ بلکہ اوس کے صفات کا ظہور بھی نہ تھا اگرچہ ذات میں تمام صفات موجود تھے مگر جوش استغنائی کے سبب اپنے میں آپ مشغول رہنے سے اپنی صفات

اور غیر کی ذات کے طرف توجہ نہیں فرمایا۔ ہر چند کہ حیات علم ارادہ۔ قدرت سماعت۔ بصارت کلام وغیرہ تمام صفات قدیم جیسی کہ اوس کی ذات کے ساتھ موجود تھیں۔ اسی طرح ذوات عالم ممکنات صفت علم میں مندرج تھیں۔ مگر ظہور نہیں رکھتی تھیں۔ جیسا کہ تخم میں شجر ہے اپنے تخم کے باطن میں اگر شجر پوشیدہ نہ ہوتا تو اوس کو زمین میں بونے سے شاخ و برگ وگل وثمر کہاں سے ظہور پاتے۔ پس ذات حق اپنے مشاہدہ میں آپ ایسی مشغول تھی کہ ملاحظہ صفات کی گنجایش نہ رہی۔ اگرچہ صفات بھی قدیم ہیں لیکن ظہور اون کا بہ نسبت ذات کے بعد ہے۔ غور کریں تو ذات وصفات ایک اعتبار سے واحد ہے۔ اور ایک رو سے جدا۔ جیسا کہ آفتاب اور اوس کا نور ایک ہی شئے ہے۔

لیکن ایک رو سے آفتاب کو آفتاب کہیں گے۔ اور نور کو نور آفتاب
حاصل مدعا یہ ہے کہ اوس مرتبہ کو جبکہ ذات میں صفات مندرج
تھے۔ غیب الغیب۔ غیب ہویت۔ غیب مطلق۔ مرتبہ احدیت۔
مرتبہ لاتعین۔ مجہول الکیفیت منقطع الاشارات۔ کنہ ذات۔
ذات بحت۔ ذات ساذج اور ذات مطلق کہتے ہیں جبکہ
ذات حق تعالیٰ کی اپنے آپ ظہور فرمائی تو انا ظاہر ہوا یعنے
میں ہوں کہا۔ اس مرتبہ کو تعین اول۔ مرتبہ وحدت برزخ
کبریٰ حقیقت محمدی ہے اور تنزل اول کہتے ہیں۔ یہاں جائے غور
کہ مرتبہ احدیت میں سوائے ایک ذات بحت کے کوئی اعتبار
نہ تھا۔ اس مرتبہ وحدت میں چار اعتبار پیدا ہو گئے۔ وجود۔ علم۔
نور۔ شہود۔ کیونکہ اول انا کہنے کے لئے ذات کا وجود ضرور ہے

دوسرے اپنے ذات سے آپ خبردار ہونے کے بغیر اعتماد در نہیں ہوتا۔ لہذا ذات کو اپنی ذات کا علم ہونا ضرور ہے تیسرے اپنے اوپر آپ ظاہر ہو تو ذات کو اپنی ذات کا شہود حاصل ہوا۔ چوتھے اپنے آپ پر ظاہر ہونے کے لئے نور درکار ہے کیونکہ ظلمت مانع ظہور ہے۔ پس یہ چار دل اعتبارات محض ایک ہی ذات کے فرض کئے ہیں۔ لہذا ذات میں کسی قسم کی غیریت ملحوظ نہیں کیونکہ یہاں ایک ہی ذات موجود ہے۔ علم بھی ذاتی ہے۔ ظہور و نور بھی ذاتی ہے۔ اس مرتبہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنے کمالات کا علم اجمالی ہے۔ یعنے یہاں بطریق اجمال کے جانا تفصیل کمالات کی دوسرے تعین میں ہوتی ہے۔ اس مرتبہ وحدت کے مجملی تعلم کا نام شیونات ہے۔ مرتبہ ثانی کے معلومات متفصلہ کا علم

اعیان ثابتہ ہے۔ جب ذات الٰہی اپنے علم کی تفصیل کی طرف
متوجہ ہوئی نتائج علم قدیم یعنے معلومات جو ازل سے علم کے ساتھ
رہکر علم میں پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے۔ مثلاً ہم اگر اپنے علم کے
طرف متوجہ نہوں تو ہم جو جو بات کہ جانتے ہیں۔ اور جس جس چیز
کی سمجھ رکھتے ہیں پوشیدہ رہتی ہے۔ جب اوپر ہم خیال کرکے
بہ تفصیل اپنے خیال اور حافظہ پر نظر کرتے ہیں تو تمام علوم جمیع
حالات جملہ کیفیات آنکھوں کے روبرو ظاہر ہوتے ہیں فقط بہ تفصیل
متوجہ ہونے کے اور خیال کرنیکے محتاج رہتے ہیں۔ اسی طرح مرتبہ
تعین اول میں ذات جب تفصیل علم کی طرف توجہ فرمائی [illegible]
ذات کے جمیع صفات ظاہر ہوئے۔ [illegible] پائی
اس کے معلومات از جز تا کل [illegible] قدرت کی

ظہور پائی۔ اور اوس کے تمام مقدورات ثابت ہوئے۔ اسی طرح
ہر صفت اور ہر اسم کے مظاہر صاف و صریح و مفصل ظاہر ہو گئے اور
حق تعالیٰ نے معائنہ فرمایا۔ اس مرتبہ کو تعین ثانی۔ مرتبۂ واحدیت
مرتبہ الوہیت۔ مرتبہ ثانیہ۔ تنزل ثانی بھی کہتے ہیں۔ اس
مرتبہ کے معلومات مفصلہ اعیان ثابتہ ہیں۔ یہ اعیان ثابتہ
تمام ممکنات کے حقیقتان ہیں۔ یعنے ہماری حقیقت جو علم الٰہی
میں ثابت ہے وہ عین ثابتہ ہے۔ علم الٰہی میں ہم جس طرح تھے۔
اوسی طرح پیدا ہوئے ہیں۔ سر مو اس میں کمی و بیشی ممکن نہیں ہے۔
[illegible] ش کے ذہن میں طرح طرح کے نقش خواہ حیوان کی صورت
خواہ [illegible] بیل بوٹے پھول پھل کے ہزارہا آگئے ہو
نقش ہے [illegible] سل موجود ہو د نہیں۔ فقط نقش ذہنی

وجود سے قایم ہیں جب نقاش اپنے ذہنی نقوش کا ظہور چاہتا
ہے تو کسی چیز پر رنگوں سے وہی نقش ظاہر کرتا ہے گویا وہ نقش
باطن سے ظہور میں آیا۔ اور عدم سے ہستی پایا جیسا نقاش کے
ذہن میں تھا بعینہ وہی ظاہر ہوا ہے سو فرق نہیں۔ نقوش خارج
میں آنے سے ذہن نقاش میں کسی قسم کا تغیر و تبدل و خلو لازم
نہیں آتا۔ بلکہ وہ نقش اول جس طرح تھا اب بھی نقاش کے ذہن
میں باقی و ثابت رہتا ہے۔ باوجودیکہ اوس کا مثل خارج میں بھی
ہوا۔ پس خلائق عالم ... [illegible]

جس طرح کی تجلی معطی مطلق عالم شہادت میں اوسی طرح اوس
کو عطا کرتا ہے۔ یہاں شکوہ ہے تو اپنی عین کی قابلیت کا شکوہ
ہے معطی کا شکوہ بیجا ہیں۔ کسی کا ظرف بڑا ہے تو زیادہ پانی پائیگا
اور ظرف چھوٹا ہے تو کم۔ اگر ظرف پاک ہو تو پانی پاک رہے گا۔
اگر ظرف نجس ہے تو پانی نجس رہے گا۔ بہر حال شکوہ اپنے ظرف کا ہے
دریا کا شکوہ بیجا ہے بلکہ شکوہ کی گنجایش ہی نہیں۔ جو نادان شکوہ کرے
حقیقت کار سے ناواقف ہے۔ کیونکہ اعیان اور قابلیت [illegible]
[illegible] ذات ہے تب [illegible]
[illegible]
کا [illegible] ہے
[illegible] دا [illegible] کہ

معلوم جدید ہونے سے اوس کے آگے ذات کو جہل لازم آتا ہے نعوذ باللہ۔ دوسرے یہ کہ قدیم ذات میں حادث شئے داخل ہونا ضرور ہوتا ہے۔ درحالیکہ یہہ ہر دو امر مسائل شرعیہ و معتقدات محققین سے بھی باطل ہیں۔ کائنات اگرچہ آزادی ظہور کی حادث ہے لیکن ماہیات اوس کی علم الٰہی میں قدیم ہیں۔ ماہیات و معلومات و حقائق و کائنات اور اعیان ثابتہ کا ایک ہی مفہوم ہے۔

خدا تعالےٰ نے جب ارادہ کیا کہ عالم کو پیدا کرنے سے خصوص انسان کے ظاہر ہونے سے اپنا ظہور کامل ہو بعضے کو بواسطۂ عناصر بعض کو بلا واسطہ عناصر پیدا کیا۔ اذا اراد اللہ شیئاً فیقول لہ کن فیکون یعنے جب چاہتا ہے اللہ کسی شئے کو پیدا کرنا پس کہتا ہے اوس کو ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے اس سے

معلوم ہوا کہ جب خدا تعالےٰ اپنے علم میں موجودہ اشیا کو
ظاہر ہونے کا حکم دیتا ہے تو وہ ظاہر ہو جاتی ہیں وہ کس طرح
ظاہر ہوتی ہیں۔ اون کا پہچاننا کمال نازک امر ہے۔ ہر کسی کے
سمجھ میں آنا نہایت دشوار ہے۔ کیونکہ یہہ سر ربوبیت ہے ہاں
کسی کو حوصلہ ہو تو اپنے مرشد سے پائے۔ مراقبوں کا خلاصہ
اسی امر کی دریافت ہے۔ اس سے فنا کے درجہ کو جلد پہونچتا ہے
حضرت مرشدی و مولائی شاہ کمال الدین کرم کندی فرماتے
ہیں ؎ اعیان کے ہے لباس سے ہستی تری عیاں ٭ جیوں صورت
ظروف سے جلوہ تراب کا۔ اب اس قدر معلوم کرنا ضرور ہے کہ اب
تک جو بیان ہوا وہ تین مرتبوں سے متعلق تھا۔ یعنے مرتبہ لاتعین
وہاں نہ تعین کا قید نہ تنزل کا۔ نہ کوئی اعتبار قیاس کیا جاتا ہے

نہ کسی قسم کا اشارہ ممکن ہے۔ تنزیہ محض ہے۔ ذات قید علم سے
بھی بری ہے۔ علم بھی ذات پر احاطہ نہیں کیا۔ دوسرا و تیسرا
مرتبہ تعین اول اور تعین ثانی ہے۔ تعین اول میں علم ذاتی ہے
اور تعین ثانی میں علم صفاتی ہے۔ لہذا مرتبہ آخر میں ذات
لانہایت صفات لانہایت پر محیط ہے۔ لہذا ذات قید علم میں
آئی تعین علمی ثابت ہوا۔ تعین و تنزل و تقید و تجلی کا ایک ہی
مفہوم ہے۔ ان تینوں مرتبوں میں سوائے ذات کے دوسری
کوئی چیز کو ظہور نہیں ہے اور یہ مراتب الہیہ ہیں۔ جب کائنات
کو پیدا کرنا چاہا اول ارواح کو پیدا کیا یہ تعین عینی ہے یہاں سے
دروازہ غیریت کا کھولا۔ یعنے ماسوی اللہ کا ظہور ہوا۔ خدا اور بندہ
کہنا شروع ہوا۔ بعد ارواح کے عالم مثال ظاہر ہوا اور اس کے بعد

عالم اجسام۔ یہی ہیں مراتب تعین کونیہ۔ ان تمام کا جامع انسان ہوا۔ مراتب الٰہیہ و مراتب کونیہ تمام اس میں جمع ہوئے ؎

بیا اے طالب جویائے دلدار | بہ بین در جان معنی صورت یار
که نقطه در مراتب کرد حرکت | برآمد صورت پرکار دوار

(۹)

رو بتاب از جسم و جان راشاد کن | موطن اصلی خود را یاد کن
تو مکانی اصل تو در لامکان | این دکان بربند و بکشا آن دکان

(۱۰)

اولی و ہم در اول آخری | باطنی و ہم دراں دم ظاہری
تو محیطی بر ہمہ اندر صفات | و ز ہمہ پاکی و مستغنی بذات

(۱۱)

ذکر خدا یہی ہے خودی کو بسر کمال
جینا یہی ہے اپنی ارادات سے مر کمال
کہتے ہیں زہد ترک کو دنیا کے لیک میں
کہتا ہوں معنی اس سے پسندیدہ تر کمال
دنیا تری نہیں جو کرے اس کو ترک تو
تیرا جو کچھ کہ ہے تو اوسے ترک کر کمال
گر پوچھتا ہے مجھکو ترا تجھ میں ہے سو کیا
تری خودی ہے تجھ میں سن اے بے خبر کمال
معنے تری خودی کا تجھے بولتا ہوں سن
خالی ہے وہم غیر نہ چیزے دگر کمال
مذہب میں بے خودان خدا دان کے یہ خودی

ہے کفر بلکہ کفر ستی ہے تبر کمال
ورنہ خودی خدا کو ہے لایق کہ ہست ہے
ہے ہست کی خودی صفت ذات بر کمال
ایمان سمجھ تو سانچ کو اور کفر جھوٹ کو
باطل میں حق میں فرق کا ہے گر شر کمال
ہے جانتا نہیں کو نہیں ہے کو یو جبتا
نین راست ہے دروغ کر اس سے حذر کمال
اور ہے کو ہے نہیں کو نہیں بولتا ہے سانچ
انصاف کر بصر سے بہا کر نظر کمال
پس ہے سو حق ہے نین سوا لیے لیتے اوس کا غیر
وحدت کے بحر کا یہ سخن ہے گہر کمال

رکھہ اپنے دل کے درج میں کر درج اسے حتیٰ

مت بیچنے لیجا یہہ گھر گھر یہ گوہر کمال

رہ دو قدم ہے نفس عدو پہ رکھہ ایک قدم

دوجے قدم کو دوست کے کوچہ میں دیکر وصال

شہمیر کے سخن کو تجھو بھول یاد رکھہ

ذکر خدا یہی ہے خودی کو بسر کمال

(۲)

موم کی ذات ہے موجود وجودی مثلا

اپنی ہستی میں نہ محتاج ہے کس کا اصلا

نرمی موم سے موجود ہے ایا ذہنی

موم لے ہاتھہ میں اور عقل سے نرمی کو پا

موم کو ذات سمجھہ اور صفت نرمی کو

الغرض کا اس کو نہیں اس سے بجز قطعا

موم سے شکلوں کو دکھایا صفت نرمی کر

ورنہ ہر شکل سے ہوتا نہ تجلی فرما

موم موجود وجودی ہوا نزدِ ذہنی
کہیں اشکال کو موجود اضافی عرفا

لوگ موجود وجودی ہستی کر قطع نظر
کریں موجود اضافی کے طرف چشم کو وا

موم موجود وجودی ہے نہ اشکال و لیک
موم کی ہستی سے اشکال ہیں موجود بپا

یا کہ موجود و مشہود ہے فی الواقع موم
ذات اشکال برابر عدم ہست نما

سوی تنزیہ کوئی گر جو کرے نسبت موم
گر کہیں موم کے تئیں خالق اشکال بجا

اور اضافت جو کرے موم کی تشبیہ طرف
عین اشکال وہی موم کہیگا نہ سوا

شکل اغیار سے خود موم کیا گرچہ ظہور
یاں وجود اور ہے موجود و گر اے دانا

ہے نہیں موجود سے مقصود مگر کثرت خلق
حق مطلق ہے عبارت بوجود یکتا

خلق کو صوفیہ موجود کہیں حق کو وجود
ایک ہستی سے دو موجود ہے کہنا ہے روا

پس یقین بوجہ کہ در عالم ہستی و وجود
کوئی نہ موجود ہے جز ہستی مطلق ابدا

یہ تمامی تھا بیان وحدت ہستی کا کمال
لیکن از روئے حقائق ہے حق و خلق جدا

اول ہو فنا اپنی پندار کی ہستی سے
تن بعد بقا حاصل کر یار کی ہستی سے

یک ذات الٰہی کو جب دیکھا میں
بس یار ہو قائل بسیار کی ہستی سے

یک شخص نمایاں ہے لک عکس کی کسوت میں
پھر پوچھ نکو معنی اسرار کی ہستی سے

یک ہستی مطلق ہے با انواع ظہور خود
موجود ہی کر تو یہ اغیار کی ہستی سے

جب جلوہ نما ہووے چندر بدن مطلق
ذرہ نہ رہے باقی مہیار کی ہستی سے

اول تو نہ تھا عالم آخر بھی عدم سراب
ہے بود نمایش ہے جوں دار کی ہستی سے

ممکن ہے وجود خلق اور ذات خدا واجب
بالکل تو نہ ہو منکر آثار کی ہستی سے

عینیت و غیریت رب عبد میں کر ثابت
باکون دوئی کر گم اغیار کی ہستی سے

یک اول و یک آخر یک باطن و یک ظاہر
کر تو یہ کمال الدین دو چار کی ہستی سے

بوصف ضدیت جو غیر شئے کو عین نا جانے
خدا کی معرفت کا راز وہ نادان کیا جانے
تری ہجران میں وصل اور وصل میں ہجراں کو پاتا ہوں
جو ہو خود سے فنا تجھ سے بقا یہ مدعا جانے
ہوئے پرہیز سے دو چند اور صد چند درماں سے
یہہ بیماری کی بیچارہ فلاطون کیا دوا جانے
نہ نکلا دیدۂ عرفان سے جس کی پردۂ غفلت
ترا دیدار وہ کیا دیکھ جانے کیا دکھا جانے
حقیقی عینیت اور غیریت نا بوجھکر خود کو
کوئی ملحد خدا جانے کوئی مشرک جدا جانے
نہو دے بے خودی اور با خدائی بیرین حاصل

بغیر از کیف کوئی مستی کی کیفیت کو کیا جانے

کہاں ہے مدعی کو حال خالی قال سے حاصل

جو گزری رات پروانہ پہ کیا مرغ صبا جانے

تصور عقل ہے جاناں کہ زاہد حور کی خاطر

ترے کوچہ سے کر کر کوچ جنت کو چلا جانے

کہاں جانے کمال اللہ کی بندہ نمائی کو

مگر شہیر سا کوئی بندہ اللہ نما جانے

بے تفقہ جسے تصوف ہے
وہ تصوف نہیں تصلف ہے

کیوں خلیفہ رسول حق کا ہو
جس کے تئیں شرع سے تخلف ہے

مذہب عشق کا جو کوئی مختار
بے تشفع ہے بے تخنف ہے

سب سے اول جو حق نہو مشہود	معرفت نین ہے بل تعرف ہے
ہو حصولی حضوری آخر کار	گرچہ آغاز میں تکلف ہے
وہ ہے عبد عزیز رب عزیز	مصر عرفان کا جو کہ یوسف ہے
نقد دیدار حق ہے عارف کو	گرچہ زہاد کو توقف ہے
یہ سخن باوجود بے عملی	پیر شہمیر کا تصرف ہے
ایک نکتہ ہے اس کے تئیں کافی	گر کمالی کوئی ترا کف ہے

(۲)

کہتے جو وجود پر مقام ہے عدم	کچھ نور نہاں اسمیں سراپا ہے ظلم
ہے مرتبہ غیب ہویت سے مراد	جان ہمزہ عبادات و اشارات ابہم

(۳)

عبد رب ہے سو کچھ عجب ہے رے	ایک سب ہے سو کچھ عجب نہ رے

کل شئے مظہر اتم ہے ولے | منتخب ہے سو کچھ عجیب ہے یہ

باآنکہ خدا بصورت ہر ہر شئے | ہر وجہ کمال اس سے ظاہر تر ہے
حیرت ہے خلق بین و حق نابین کو | آئینہ حجاب کیوں ہوا ہے۔ ہے ہے

جیوں خب کے مرتبہ کو پہونچا مولے | مولے کے بھی مرتبہ کو ہو عبد رسا
یہ حاصل اتصاف حق با مبدء | با معنی اتصاف مبدء بہ خدا

بر صورت دحیہ و عرابی ہے اور | جبریل کو ہوتا متمثل جائز
گہہ صورت خلق سے نمایش کرلے | کیوں قادر ذوالجلال ہوئے عاجز

ہیں سب رہِ مستقیم پہ ہادی کے
گمرہ نہ ضلال صرف کے وادی کے
منقاد ہیں اوس کے امر ایجادی کے
سالوک ہیں اوسکے سالک ارشادی کے

تھی وحدت حق عیاں نہاں جملہ جہاں
اب وحدت حق نہاں عیاں کثرت خلق
جیون شیر عیاں و روغن اوسکے نہاں
جیون شیر نہان و روغن اوسکے عیان

ہستی پہ شقی سعید مقبل مدبر
اطلاق نہ کر بلکہ ذوات اکوان
بد نیک و پلید پاک مسلم کافر
ہیں مقتضی اسی کے باطناً ہم ظاہر

کاتب سے کہا الف نے لکھ مجھکو راست
تا حق نہ کرو حق کی طرف تہمت جبر
جیون کاف کیا جیم کجی کی درخواست
از ماست کہ بر ماست نہ افزونی کا سست

لارب ولا عبد ہے رتبہ اعلیٰ | رب اوسط و عبد لامحالہ ادنے
ہر یک میں محقق ہے وجود واحد | مانند صفا و آب و موج دریا

(+)

ما ہیچ نئیم جملہ مائیم | گہ چون مگسیم گہ ہمائیم
سلطان حقیقتیم لیکن | در کسوت آب و گل گدائیم

(+)

ما قل و دل احسن قول و کلام | ہے لاجرم ای کمال کر اس کو تمام
برارسال درود و ابلاغ سلام | برختم رسل حبیب ہے حق خیرانام

(+)

اصول نکات علم معارف

جن کو اہل شہود کہتے ہیں | ذات و وجود کہتے ہیں
تدبیر بہ یک ناقہ نشانید دو محمل | سلمائے حدوث تو و لیلائے قدم را

وجود ایک ۔ ذات دو

انیت ایک ۔ اقرار دو

حرکت ایک نسبت دو

فعل کی حقیقت حرکت ۔ حرکت کو دو نسبت ۔ ایک حرکت طرف تنزیہ کے اور دوسری حرکت طرف تشبیہ کے ۔

ارشاد ۔ نری عینیت کا قائل ملحد اور نری غیریت کا قائل کافر

معرفت کے ہوا میں اڑنے کو * غنیمت غیریت دو پر ہوتا
گر برا نہ کر سکے وہ نقص ہے * گبر و مسلم کا ہے خالق اسلئے

(۳)	(۲)	(۱)
تن	دل	روح
کثیف	لطیف	الطف

(۱) عبارت کلمہ کی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
(۲) معنے کلمہ کے۔ نہیں ہے کوئی معبود بحق سوائے اللہ تعالے کے۔
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہوئے اللہ تعالے کے۔
(۳) مقصد کلمہ کا۔ نفی اثبات۔ نفی کے معنی نہیں ٹھہرانا۔ اثبات
کے معنی ہے ٹھہرانا۔ نفی الہ باطلہ کی۔ اثبات الہ بحق کا۔ الہ باطلہ
سو جن کو کافران بدنیان مشرکان داخل ہوا۔ مخلوقات کو

اللہ تعالے کے۔ تعینات کو حق سبحانہ تعالے کے۔ معبود ٹھہراے۔
الہ حق کے معنی سا تچا معبود جس کی شان یہ ہے۔ لیس کمثلہ شیٔ
وھوا السمیع البصیر۔

(۴) حاصل کلمہ کا۔ توحید افعالی یعنے ہمہ از دست۔

ہرچہ ہست از بلندی و پستی ؛ ہمہ زو یافت صورت ہستی
یعنی ستاروں کی تحویل اور نقل۔ ملائکہ کے عقول و نفوس۔
حیوانوں کے اقوات و اصوات۔ انسانوں کی عقل و تمیز سب
اسی معطی تعالی کی طرف سے ہیں۔

(۵) نتیجہ کلمہ کا۔ اثبات معبود بی تشریک۔ نفی وجود و صفات
حق تعطیل۔

(۶) خلاصہ کلمہ کا۔ توحید الوہیت۔ اتباع رسالت۔

سه در کلمہ کفر دو شرک است چار ÷ از طفیل مرشد کامل برار

سه نور در ظلمت نماید چو بتر ÷ جلوۂ تنزیہ در تشبیہ نگر

آب حیواں را بجز ظلمت مجو ÷ وصل حق جوئی ز بیرونت مجو

سه رسن مہد کہ در سر دو طرف صورت لا ÷ ہیچ دانی کہ چہ معنی است ایں شکل نجرا

یعنی اے طفل بہ گہوارہ قیچی خم ÷ کہ نہادند وجودت میان دو عدم

ارشاد - وجہ اشکال چگونگی - وجہ لا اشکال ہستی - چگونگی ہستی سے قایم ہے۔

وحدت کے دو قسم ہے۔ (۱) وحدت مقید اس میں وجود مثل کی نفی ہے۔ (۲) وحدت مطلقہ اس میں وجود غیر کی نفی ہے۔

سه لب لعل تو یاقوت است یاقوت ہاست مرجان را

بچشم تو بادام است بادام ہاست مرجان را

سر زدہ ام بر سر جہاں پا پوش ÷ بے سبب این برہنہ پائی نیست
سو موجود وجود حق ہی ہر شئی جب ہے ÷ دعوائے انا الحق اوس سے باطل کب ہے
ہر عبد سو عبد رب سے رب جا ویدان ÷ پر عبد وہ حقیقت سے عین رب ہے

سبعہ صفات ذات قدم کے = حیات۔ علم۔ ارادہ۔ قدرت۔ سماعت۔ بصارت۔ کلام :

سبعہ صفات ذات عدم کے۔ میت۔ جاہل۔ مضطر۔ مجبور۔ اصم۔ اعمی۔ ابکم :

ارشاد۔ وجود کو ذات قدم کیساتھ نسبت حقیقی ہے۔ اور وجود کو ذات عدم کے ساتھ نسبت مجازی ہے۔

حق ظاہر بصورت ممکنات۔ ممکنات موجود بوجود حقیقی حق۔

احدیت یا ذات ساذج۔ مجہول النعت۔ غیب الغیب۔

لاتعین ۔ غیب مطلق ۔ مجہول الکیفیت ۔ منقطع الاشارات ۔ ذات بحت ۔ ذات مطلق = ایک ذات قابل محض بلا صفات اعتبارات

من حیث الظہور ولا من حیث البطون ۔

وحدت یا ازل ۔ انیت ۔ حقیقت محمدی ۔ تعین اول ۔ برزخ کبریٰ ۔ تنزل اول = ایک ذات قابل محض اوس کے چار اعتبار

۱ وجود ۔ ۲ علم ۔ ۳ نور ۔ ۴ شہود ۔

واحدیت یا اسمائے حقیقت انسانی ۔ تعین ثانی ۔ ممکن الوجود اعیان داخلی ۔ حقائق عالم ۔ ماہیات = ایک ذات قابل محض باصفات اعتبارات ۔

اسمائے متقابلہ = قہار ۔ رحمٰن

صفات متضادہ = قہر ۔ رحیم

ارشاد:- ذات ایک صفات کثیر- اسم کے رسم کو صفات کہتے ہیں۔ اسم کو پکارنا یا اوس کی عبادت کرنا شرک ہے - حمد یا تعریف کے چار قسم ہیں:-

(۱) حمد جمع الجمع - خدا اپنی تعریف آپ کرتا ہے - جیسا کہ معراج میں ارشاد ہوا کہ ٹھیرو تمہارا خدا نماز پڑھ رہا ہے - اور نماز بغیر سورہ فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ "لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب"

(۲) جمع با فرق - واحد کثرت کی۔ "انک علیٰ خلقٍ عظیم"

(۳) فرق با جمع - کثرت واحد کی - سبحان اللہ -

(۴) فرق با فرق - ایک مقید دوسرے مقید کی - جیسے زید بکر کی تعریف کرتا ہے -

سراب :- ناقص کو علی الترتیب کامل کرنے والا -

ارشاد:۔ الحق محسوسٌ والخلق معقولٌ۔

ذات یا وجود کا نام جامع ہے۔ کیونکہ وہ مجموعہ ہے اسمائے متقابل اور صفات متضادہ کا +

اے عزیز بدانکہ درراہ فقر دو کار اصل است یکے پاک داشتن دل از محبت غیر خدا تعالیٰ و بریدہ ماندن از ہمہ۔ دوم آنکہ در جملہ حرکات خود و کردار خود دیدن کہ این جملہ افعال حق است من درین میان نشان روے مظہرے بیش نیم۔ اما گفتن این معنی شانیست از زندقہ و صدیق آنست کہ معنی بہ یقین داند و بر جادہ شرع صادق ماند و عمر در کار بندگی حق بگذارد ؎

عاشق حسن خود است آن بے نظیر + حسن خود را خود تماشا میکند

ارشاد:۔ ثبوت الذات مصلوب الوجود۔

ارشاد۔ اعیان ثابتہ۔ لاشمت رائحۃ الوجود۔

الطف۔ امین روح۔ امین شاہد۔ امین وجود۔

لطیف۔ تن مثال۔ روح مقیم۔ انا نور۔

کثیف۔ روح جاری۔ من نور۔ لازم الوجود۔

نفس = بولتا + دل = جانتا + روح = دیکھتی + عشق = چاہتا + نور = پہچانتا +

نفس ۔ شریعت ۔ اسلام ۔ ناسوت

دل ۔ طریقت ۔ ایمان ۔ ملکوت

روح ۔ حقیقت ۔ احسان ۔ جبروت

عشق ۔ معرفت ۔ تقوےٰ ۔ لاہوت

نور ۔ مقام قرب ۔ توحید ۔ ہاہوت یا ذات بحت

ذات وہ ہے جس کی طرف اسماء اور صفات رجوع کئے جائیں۔
بندہ وہ ہے جو اپنی ذات سے کچھ نہیں رکھتا۔ "العبدُ وما
فی یدہٖ ملکٌ المولیٰ" +

حبیب = ہم عاشق و ہم معشوق +

چھ وجود ہیں۔ (۱) واجب (۲) ممکن (۳) ناظر (۴) غائب
(۵) شاہد (۶) واحد۔

(۱) دل کو دیکھتا ہے (۲) خواب میں دیکھتا ہے (۳) ایک
اور دو کو دیکھتا ہے (۴) ایک دو اور تین کو دیکھتا ہے (۵) ایک
دو تین اور چار کو دیکھتا ہے۔ (۶) ایک دو تین چار اور پانچ کو
دیکھتا ہے +

ایجاد = روحوں کا پیدا کرنا +

تکوین = اجسام کا پیدا کرنا۔

وجود کے بدلنے کو توحید وجودی کہتے ہیں۔

ذات کے بدلنے کو توحید ذاتی کہتے ہیں۔

صفات کے بدلنے کو توحید صفاتی کہتے ہیں۔

افعال کے بدلنے کو توحید افعالی کہتے ہیں۔

اسماء کے بدلنے کو توحید اسمائی کہتے ہیں۔

عالم امر قدرت سے ہے۔ عالم خلق حکمت سے ہے

فکر آن باشد کہ بکشاید رہے ۔ راہ آن باشد کہ پیش آید شہے

شاہ آن باشد کہ از خود شہ بود ۔ نے ز مخزن نے ز لشکر گر بود

کفر و ایمان رفیق یکدگر اند ۔ ہر کرا کفر نیست ایمان نیست

بر سر و نادانستہ ریختم علوم ۔ کشتم تخم ضایع شد در شور بوم

ذات وصفات کے ملاپ کا نام نور محمدی۔

ذات کے معنی لغوی۔ وحدت یگانگی۔

صفات کے معنے لغوی۔ وحدت بیگانگی۔

؎ خواہی کہ شوی داخل ابیات نظر | از قال بحال باید کرد گذر
از گفتن توحید موحد نہ شوی | شیرین نہ شود دہان بنام شکر

؎ چند بینی لالہ نسرین و ورد | چند بینی رنگ سرخ و رنگ زرد
چند در کثرت تماشائی خویش را | یک زمان در خانۂ وحدت بیا
ساقیا مستم کن از جام شراب | تا یکے باشم زہشیاری خراب
مست گردان از مئے وحدت چنان | کہ نماند ہیچ از کثرت نشان

؎ ادب تاجیست از لطف الہی | بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

؎ اصطلاحاتست مر ابدال را | زان یقینے نیست اہل قال را

ؔ آنکہ در عالم خدا دانی ٭ جہل علم است علم نادانی

ؔ نہ نماز آتی ہے مجھکو نہ وضو آتا ہے ٭ سجدہ کرلیتا ہوں جب سامنے تو آتا ہے

ؔ ہر چہ آید در نظر غیر تو نیست ٭ روئے تو یا خوئے تو یا بوئے تو

ؔ ہوش من از غیر حق آگاہ نیست ٭ در دل و جانم بجز اللہ نیست

ؔ ندارم ذوق رندی نے خیال پاکدامانی ٭ مرا دیوانہ خود کن بہر رنگے کہ میدانی

عالم تین ہیں:- عالم اجسام۔ عالم امثال۔ عالم ارواح۔
ان کو مراتب کونیہ۔ اعیان خارجی یا کائنات بھی کہتے ہیں۔

رب العالمین = صاحب دو عالموں کا یعنے غیب و شہادت کا +

اجسام = عالم شہادت + امثال و ارواح = عالم غیب +

ؔ نخواہم چشم سر محبوب دیدن ٭ سکلامش را بگوش حق شنیدن

من نور = سیاہ حلقہ چشم + لازم الوجود = تن عنصری +

انا نور = سیاہ حلقہ چشم باطن = روح مقیم نکلنے کا مقام +

سے مقیم و جاری و من نور انا نور ÷ مثالی عنصری تن جان عرفان

سے جاری مقیم مطلق تینوں کو ایک کرنا ÷ ساری عمر اس کے سائیں کو دیکھ مرنا

پنج گنج یا پنج ابلوں - احدیت - وحدت - واحدیت - الوہیت -

ربوبیت +

(۱) روح جاری - من نور - لازم الوجود - (بندہ) کثیف [۱]

(۲) روح مقیم - انا نور - تن مثال - (رسول) لطیف [۲]

(۳) امین روح - امین شاہد - امین وجود - (اللہ) الطف [۳]

ترجموں = نفس - دل - روح - تزکیہ نفس - تصفیہ دل یا

قلب - تجلیہ روح - تخلیہ سر -

عشق میں حسین کو ہوس نفس نکے آرام کی ہے

عاشقی اوس کی مگر کام کی نہ نام کی ہے

بزم وحدت میں اوسے بار کہاں جبکہ تمیز

بد کی ہے نیک کی ہے خاص کی ہے عام کی ہے

؎ قبلہ شاہان بود تاج و کمر ٭ قبلہ ارباب دنیا سیم و زر

قبلہ صورت پرستان آب و گل ٭ قبلہ معنی شناسان جان و دل

قبلہ عاشق وصال بے زوال ٭ قبلہ عارف جمال ذوالجلال

انا مطلق وکبریائی + انا - انکساری۔

ارشاد:۔ ایک صفت کو دوسری صفت کے ساتھ غیریت۔

ہر صفت کو ذات کے ساتھ عینیت۔ جس حال میں عینیت اوسی حال

میں غیریت۔ عینیت وجودی۔ غیریت ذاتی۔

عقل = جبرئیل + عقل و روح مقید اند چو ہاروت و ماروت۔

عقل کل و نفس کل مرد خدا است | عرش و کرسی را مدان کز وی جداست

ہے نے غم و اندیشۂ سود و زیان | نے خیال این فلان و آن فلان

راہ فانی گشتہ راہ دیگر است | زانکہ ہشیاری گناہ دیگر است

ہست ہشیاری زیاد ما مضی | ماضی و مستقبلت پردہ خدا

آتش اندر زن بہر دو تا بکے | پر گرہ باشی ازین ہر دو چو نے

ہے اول حق و بعد خلق پر کسکو نظر | خلق اول و بعد حق کسی کا منظر

کوئی حق مع خلق دیکھے مع حق | کوئی ناظر حق فقط رہے بینا تر

ارشاد: تنزل اوس کو کہتے ہیں کہ ایک شئے اول آپ جس مرتبہ
میں ہے اوسی مرتبہ میں بہ اوصاف خود قایم رہکر دوسرے مرتبہ
میں ظہور کرے + مثلاً شخص اور سایہ عکس اوس شخص +

صفات اور ذات کی تفریق: صفات من وجہ غیر ذات ہیں

من وجہ عین ذات ۔ عین ذات من وجہ ظہور اور وجود کے اور غیر ذات از روے فہم اور عقل کے کیونکہ صفات کو عین ذات جاننے سے نفی صفات لازم آتا ہے جو موجب تعطیل ہے +

ذات اور صفات میں سات طور کا فرق ہے :۔

(۱) ذات کو تقدم ہے صفات کو تاخر ہے (رتبتی)

(۲) ذات قایم بوجود ہے ۔ صفات قایم بذات ہیں

(۳) صفات میں تعدد ہے ۔ ذات میں نہیں ہے ۔

(۴) ذات کو انیت ہے ۔ صفات کو نہیں ہے ۔

(۵) ذات ہمیشہ یکساں ہے ۔ صفات کو تغیر ہے

(۶) ذات موجود وجودی ہے ۔ صفات موجود ذہنی ہیں

(۷) ذات کو اجمال و تفصیل نہیں ہے ۔ صفات کو ہے

ناسوت عالم اجسام است = ملکوت عالم مثال است و
جبروت عالم ارواح است = ولاہوت الہیت وہاہوت مرتبہ ذات
مندرج = داخل ہیں مانند دخول۔ صفات کے بیچ موصوف کے
نہ مانند دخول جھاڑ کے بیچ تخم اور نہ مانند انسان کے بیچ نطفہ کے
وجود = وہ ذات کہ اپنے کو جانی ہوئی۔

عدم اضافی کہ علم میں موجود ہیں خارج میں نابود۔
حقیقت عالم جو گنج مخفی سے ظاہر ہے۔
حقیقت معلومات جو صورتان علمی ہیں۔

عالم کبیر۔ یعنے عالم اجسام سے عالم ارواح وغیرہ سوائے
انسان کے سب عالم کبیر ہے۔ عالم انسان سر ہے۔ عالم حیوان
پیٹ سے کمر تک۔ عالم نباتی بول و براز کی جگہ۔ عالم جمادی پاؤں

عالم علوی سر۔ عالم سفلی گلے سے کمر تک۔ عالم سفلا کمر سے پاؤں تک۔

ایمان مجسم۔ ممکن + ایمان غیر مجسم۔ یقین + بیزاں پیر حقیقت +

ے سیاہی گر بدانی نور ذاتست ٭ بتاریکی درون آب حیاتست

ایک تن خاکی۔ دوسرا ممکن الوجود۔ تیسرا ممتنع الوجود۔ چوتھا عارف الوجود +

قلب معنوی یعنی تمام چیزاں اس میں ہیں۔

ے غیب کے مہمان اند ابتغاش ٭ بحل تصنیف کے وہ تاج الراس ہیں

تن باطنی کا نام محمد صلعم۔ خطرات دو ہیں۔ نیک و بد۔ خطرہ بد اگر آیا اور گیا تو وہ خطرہ شیطانی ہے۔ اگر قایم رہا تو خطرہ نفسانی ہے۔ خطرۂ نیک اگر آمد و رفت رکھا تو خطرہ ملکی ہے اگر قایم رہا تو

خطرہ رحمانی ہے ۔

؎ انائے مطلق کو جانو ٭ انیت وحدت کو مانو

؎ اے نکردہ دل ز علائق صاف ٭ مزن اندر دانش حقائق لاف

؎ زانکہ در عالم خدا دانی ٭ جہل علم است علم نادانی

جیساکہ اللہ کے چار مقام ہیں ویسا ہی بندہ کے بھی چار مقام ہیں یعنے اول عدم آخر عدم ظاہر عدم باطن عدم ؎

چشم پیدا کن دریں عالم کہ بینی روئے دوست

ورنہ فردائے قیامت کور را دیدار نیست

لاالہ میں عبودیت ٭ الااللہ میں الوہیت

لاالہ کی صورت عالم ٭ الااللہ کی صورت حقیقت

لاالہ کا پاسبان شاہ حبش یعنے ابلیس ہے ۔

علت فاعلی۔ بنانے والا + علت مادی جن چیز بنتی ہے +

علت صوری = چیز بنے بعد جو صورت لیتی ہے +

آدم تین ہیں = عقل کل۔ مردان۔ عقلان مجرد۔

حوا تین ہیں = نفس کل۔ عورتاں۔ نفسان مجرد۔

آدم = عالم ارواح۔

؎ تا بجاروب لا نہ روبی راہ ٭ نہ رسی در سرائے الا اللہ

موسے = روح + فرعون = نفس + رود نیل = خواہش +

بیان نہ بطون چشتیہ :-

۱ گنج مخفی ۔ ۲ نقطہ ۔ ۳ ذات مطلق ۔ ۴ احدیت ۔ ۵ وحدت

امین وجود۔ امین یکہ۔ امین شاہد۔ روح مقیم ۔ انا نور نور ساطر۔

۶ واحدیت ۔ ۷ ارواح ۔ ۸ مثال ۔ ۹ شہادت

ممکن الوجود ۔ روح جاری۔ من نور۔ تن عنصری

نفس کا پرتو خطرہ + دل کا پرتو یاد + روح کا پرتو زور +

ے چھ نشان میں حق کے تجھ میں رے غوث ؛ نفس و دل اور روح و خطرہ یاد زور

سر کی حقیقت = یاد غالب غفلت مغلوب +

ے اپنا سو ہے یاد یا دحق کا ؛ پرکان ہے معلم اس سبق کا

ے ہر قوم کو ہی جدی عبادت ؛ عارف کو ہے بےخودی عبادت

جو غیر کو آپ کر پچھانے ؛ وہ کیوں کرے دشمنی دوانے

ے جنے جیو کو سمجھا سو سمجھا دے ؛ مگر جیو سمجھنے کو آتا کسے

ے خدا بندہ میں آکر یوں نہاں ہے

کہ جوں بو گل کی گل کے درمیاں ہے

عدم العدم۔ عدم محض۔ عدم حقیقی۔ ذات باریتعالیٰ کو کہتے ہیں

بود نبود۔ عدم اصطلاحی۔ عدم مجازی۔ مخلوق کو کہتے ہیں۔

۱۔ ذکر جلی۔ لسانی یا دلی۔ نفس زیر ناف۔ سفید رنگ مہتابی یا نیلگوں۔

۲۔ ذکر قلبی۔ دل۔ زیر پستان چپ۔ زرد رنگ۔

۳۔ ذکر روحی۔ روح۔ زیر پستان راست۔ سرخ رنگ

۴۔ ذکر سری۔ سر۔ درمیان سینہ۔ سفید رنگ مانند پنبہ۔

۵۔ ذکر خفی۔ نور۔ مقام پیشانی۔ سیاہ رنگ۔

۶۔ ذکر اخفیٰ۔ ذات۔ دماغ۔ سبز رنگ۔

۱۔ ذکر جلی یا شغل لسانی یا دلی۔ پاس انفاس۔

"الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً و علی جنوبھم"

۲۔ شغل قلبی۔ توجہ سحق
کر تختنفی آپس کو اسے دیکھ منجلی۔

۳۔ شغل روحی۔ نظر بر وجود
اثار و وصف فعل سے اپنی نظر نکال
دیکھ بر وجود ذات اگر مرد واصلی

۴۔ شغل سری۔ یاد غالب غفلت مغلوب۔

۵۔ شغل خفی۔ اپنے ستر کو شغل لبشر اس نظر کیے ہوے
"رجال لا تلهيهم اموال ولا بيع عن
ذكر الله"۔

۶۔ شغل اخفیٰ۔ نہ ذکر و ذاکر و مذکور رہنا۔
لا ربٌ ولا عبدٌ

حضرت حق جل شانہ صاحب قدرتست بہ یک امر تمام اشیاء
موجود می نمود اما حکمت موقوف می نماید ہم قدرت وہم حکمت را
بہ سر کار آورد یعنے چیزے از چیزے بر آورد چنانچہ جملگی مخلوقات
از خاک خاک از آب و آب از آتش و آتش از باد و باد از ہوا
وہوا از صفا وصفا از قدرت وقدرت از ذات۔
اے عزیز تمام خلقت را ہمیں خاک خداست اگر بخود قایم
بودے۔ خاک ہمیں بہ آب خواندے اگر استقامت بخود داشتے
علیٰ ہذا القیاس ہمچنیں تا ذات کہ ذات قایم بخود است بعز تعالیٰ
شانہ غیر ما یقولون ؎

ہر چہ از دیگرے بود موجود ٭ در حق او ہماں خدا باشد
لیکنش قایم بخویشتن نبود ٭ ور خدا کش از اں جدا باشد

حق بجو دقایم است آنجری + گر خدا دانیش روا باشد

تفصیل الوان عناصر

(۱) ہوا کا رنگ سبز ہوتا ہے۔

(۲) آتش کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔

(۳) آب کا رنگ بیرنگ ہوتا ہے۔

(۴) خاک کا رنگ زرد ہوتا ہے۔

(۵) سما یعنے ایتھر کا رنگ نسنتی یا کبود ہے۔

تقییر = ترک فنا۔ ترک بقا۔ ترک یاد۔ ترک ربیب = کلا وچار ترک۔

فقیر = فاقہ۔ قناعت۔ یاد الہٰی۔ رضاے مولا۔

فقیر = فنا فی اللہ۔ قایم باللہ۔ راضی برضا۔

اصول موضوعہ وجود مطلق کا بیان

(۱) وجود یعنے ہستی مطلق حقیقت حق ہے جو خارج میں بصورت اشیاء موجود ہے۔

(۲) وجود مصدری جو موجود ذہنی ہوتا ہے نہ موجود فی الخارج اس سے یہ وجود منزہ ہے۔

(۳) یہ وجود بسیط ہے جو تقسیم و تجزی سے مبرا ہے۔

(۴) وجود مطلق کے مراتب لاتحصیٰ ہیں یہی وجود مرتبۂ احدیت

ربوبیت۔ خالقیت میں اللہ۔ رب۔ خالق۔ اور مرتبہ عبودیت
میں عبد۔ مربوب۔ مخلوق ہے +

(۵) ایک مرتبہ کا نام اطلاق دوسرے مرتبہ پر کفر والحاد ہے
ع۔: گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔

؎ مرتبہ تنزیہ میں اللہ ہے ؛ صورت تشبیہ عبداللہ ہے
؎ چون وجودے بلباس عدمے می آید
بدرِ دِش زانا العبد وسے می آید

(۶) وجود مطلق حلول واتحاد سے پاک ہے۔ حلول واتحاد کے
واسطے دو موجود فی الخارج کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ایک وجود
دوسرے موجود میں حلول کرے یا اوس کے ساتھ متحد ہو +

(۷) وجود مطلق عرض اور جوہر ہونے سے منزہ اور بری ہے۔

بل العالم بجمیع اجزاءہ اعراض والمعروض هو الموجود +

(۸) خالق ومخلوق کی حقیقت ایک دوسرے سے حقیقی مغائر ہے۔ یعنے خالق کی ذات علیحدہ ہے۔ جو وجود محض ہے اور مخلوق کی ذات علیحدہ ہے جو عدم قابل الوجود ہے۔

(۹) خالق اور مخلوق وجود میں ایک دوسرے کا حقیقی عین ہے یعنے ذات دو ہیں وجود ایک ہے۔

(۱۰) حقیقت خالق اور حقیقت مخلوق ہر دو قدیم اور ازلی ہیں اس سے تعدد قدما لازم نہیں آتا۔

(۱۱) حقیقت خالق صورت۔ مقدار۔ کیفیت وغیرہ صفات حدوث سے منزہ ہے۔

(۱۲) حقیقت کے ظہور کے واسطے صورت کا ہونا ضروری ہے

(۱۳) جن نقائص سے ذات حق منزہ ہے ان ہی نقائص سے ظاہر ہے۔

(۱۴) کوئی صورت بغیر اپنے متقوم کے قایم ہو سکتی ہے اور نہ قایم رہ سکتی ہے۔

(۱۵) تعینات علم الٰہی کا نام صور علمیہ ہے۔ یہی صور علمیہ ماہیات اور حقائق ممکنات ہیں جن کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔

(۱۶) ماہیات ممکنات مع اپنے قابلیات و اقتضات ذاتیہ کے علم الٰہی میں بے جعل جاعل ازلاً ابداً ثابت ہیں۔

(۱۷) کوئی شئے اپنی حقیقت سے علٰحدہ نہیں ہو سکتی یعنے اس کا شئے بنا اس سے زائل نہیں ہو سکتا ورنہ علم الٰہی میں محلیت حوادث

اور جہل کا نقص لازم آئیگا۔ تعالی اللہ عن ذالک۔

(۱۸) کسی حقیقت کا اقتضائے ذاتی اس سے زائل نہیں ہوسکتا لہذا ہر حقیقت اپنے اقتضاء کے قبول کرنے پر مجبور ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے:۔

العباد مختار فی فعلہ مجبور فی اختیارہ۔

(۱۹) ایک حقیقت کے اقتضائے ذاتی کو دوسری حقیقت کو دینا یا باہم تبادلہ کرنا وضع الشیء فی غیر محلہ ہے جس کو ظلم کہتے ہیں۔

(۲۰) حق تعالی ظلم سے پاک ہے۔

(۲۱) کوئی حقیقت یا اس کا اقتضاء علم الہی سے منفک نہیں ہوسکتا۔

قد احاط اللہ کل شیء علماً۔

(۲۲) مشیت علم کے تابع ہے۔ اور علم اپنے معلوم کا تابع لہذا علم الہٰی شقی کو سعید اور سعید کو شقی معلوم نہیں کر سکتا۔ گدھے کو گھوڑا سمجھنا یا اونٹ کو ہاتھی جاننا بدیہی جنون ہے۔

(۲۳) ایجاد اشیا و حق کے ذمہ واجب نہیں۔ ان شاء فعل وان شالم یفعل۔

(۲۴) حق تعالیٰ کو اشیاء عالم کے ساتھ معیت ذاتی ہے علمی معیت پر بس کرنا ذات حق کے محدود اور متحیز ہونے اور ذاتی صفت کے انفکاک کو مستلزم ہے۔ جو ہر دو موجب نقص ہے۔

تقادس ذات اللہ عن کل نقص وعیب۔

(۲۵) کان اللہ ولم یکن شئ غیرہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ موجود تھا۔ اور کوئی شئ اس کے سوا موجود نہ تھی۔

(۲۶) جب کوئی شئے سوائے حق کے موجود نہ تھی پھر جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے صاف ظاہر ہے کہ یہ اس کی تشبیہ تصور معاویہ کی تو ثبات ہیں۔

ے خدا موجود تھا اول نہ تھا غیر ÷ وہ غیر اب بھی عدم ہے گر تو سمجھے

(۲۷) مخاطبہ کن کے واسطے علمی تصور کا تعین ضروری ہے یہی تعین علمی حقیقت ممکن ہے جس کو اوس کی عین ثابتہ کہتے ہیں

آن یکے ماہے ہمی بیند عیان ÷ وآن یکے تاریک می بیند جہان

وآن یکے سہ ماہ می بیند بہم ÷ این کسے نیست یک عکس بے غم

چشم ہر سہ باز و گوش ہر سہ تیز ÷ در تو آویزان وازمن در گریز

سحر غیب است این عجب لطف خفی ÷ بر تو نقش گرگ و بر من یوسفی ست

عالم از سجدہ سراد است و فرونش ÷ سر نظر را نیست این سجدہ قبول

بدآنکہ پیر شابہ نبی است درحق تربیت" الشیخ فی قومہٖ کالنبی فی امتہٖ"۔

اے کہ کنی فرق نبی از ولی ؛ ہر دو یکے دان ز ہاکن دوئی

گفتم کہ پیمبری تو یا پیر ؛ گفتا کہ دوئی ز راہ برگیر

بدانکہ پیر سراسر صفات حق باشد

اگرچہ پیر نماید بصورت بشرے

بپیش تو چو کف است و بوصف چون دریا۔

بہ پیش خلق مقیم است و ہر دمش سفرے

---(۵)---

التصوف باوصاف اللہ۔ صفات بشریت سے دور ہو کر اللہ کی صفتوں سے متصف ہوتا۔ یہ امر جارحجابات اور شیخ

موقوف ہے اوّل حجاب دنیا اور اس کی لذتین ۔ دوّم دین
اور اس کی لذتین ۔ سوّم حجاب اخروی اور اس کی کرامتین
چہارم شعور جب فقر کی آگ نے یہ چاروں حجاب جلا دیئے تو
پھر نور ہی نور باقی رہا ۔ اور یہی نور ہدایت پیر کی ذات ہے ۔
انہیں حجابات کا اٹھنا ۔ جمعیت نصیب ہونا ۔ تفرقہ کا مٹنا اور
گویا فقر کا تمام ہونا ہے ۔ یہی معنے ہیں ۔ فَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہ
کے ۔

س ۔ فانی از خود شو کہ تا یابی نجات ✿ چوں تو بر خیزی نشیند حق بجات
صحبت شیخ بہ ز ذکر خدا است ✿ ذکر با شیخ بہ ز ذکر خدا است
زانکہ او نیست آن صفات خدا است ✿ وصف او نیست و ذات خدا است
جز بدرقۂ حضرت شیخ ازین وادی وحشت خیز و بادیۂ محنت انگیز

بسر بردن ممکن نیست۔

کیست درین منزل حسرت فزای ٭ راہ نماید بہ خدا جز خدای

بادوست پیام درنہ گنجد ٭ خود بود کہ خود پیمبری کرد

پیر من و مرید من درد من و دوائے من
راست بگفتم این سخن شمس من و خدائے من

اما این معنی در کارخانہ عقل نیست
عقل ازین معنی مفلس مادرزاد است

این از عالم عشق است ۔ اینجا نشان ازین معنی یابند عاشق
جنون الٰہی کار دیوانگان دیگر است و کار عاقلان دیگر۔

این چنین گر عاقلے گوید خطاست ٭ لیکن از دیوانۂ عاشق رواست

مرشد سے معرفت کا جسے اکتساب کم
اوس کو علاقہ یار سے اور انتساب کم

جام مجاز سے جو حقیقت کا مئے پیا
اوس مست کو ہے بیش نوازش عتاب کم

دو ذات یک وجود کے شارق میں تاب تام
یک ذات دو وجود کے گوہر میں آب کم

مثنوی

حضرت پیر و مرشد قبلہ

بعد حمد خدا و نعت رسول
گوش دل سے کر اس کو سمع قبول

ظاہر اس میں ہیں پیر کے آداب
ادب مثنوی کے فیضمآب

پیر کی شکل سے خدا ظاہر
مصطفےٰ شکل پیر میں باہر

مصطفےٰ کا ادب خدا کا ادب
رہنما مصطفےٰ کا ہے نائب

مصطفےٰ کے ادب کا رکھ تو لحاظ
یونہی آداب پیر کا بھی لحاظ

ادب مصطفےٰ کو قرآن میں
دیکھ تفصیل اون کی فرقان میں

خدمت پیر میں ادب کو نگاہ
رکھ ہمیشہ تو مثل پیش شاہ

تا گدا سے تو بادشہ ہووے
زنگ دل سے دوئی کا دہلجاوے

کوئی حرکت نہ ہو خلاف ادب
تا نہ ہو دور تجھ سے فضل رب

ناخوشی پیر کی بھی یک ذرہ | پادشہ کو کردی پل میں یک ذرہ
خوشی اوس کی خوشی اللہ ہے | ناخوشی اوس کی قہر مولا ہے
گر تجھے وصل حق کی ہو خواہش | دید جاناں کی ہو مگر خواہش
منحصر ہے رضائے رہبر پیر | لیجئے تجھ وقت کے پیر پیر
باادب حاضر اور غائب رہ | در عیاں در نہاں برابر رہ
جملہ آداب جو ہوے مسطور | در کلام مجید رب غفور
باب میں مصطفے کے ہیں آئے | یونہی در حق رہنما سن لے
باادب جب تو ایسا ہو جائے | بحر رحمت کو جوش آجائے
در مقصود کو تو پائے گا | گنج مقصود ہاتھ آئے گا
ہے ادب تاج سر پہ فضل الٰہ | باادب پائے فضل و عزو جاہ
بے ادب بے نصیب کہتے ہیں | باادب با نصیب بنتے ہیں

کوئی حرکت خلاف مرضی پیر | ہوئی تجھ سے گئی تب ہی تاثیر

نہیں ہے پیر طالب دولت | نہ وہ چہتا ہے تجھ سے کچھ ثروت

خلق کہتی ہے رہنما کو شاہ | شاہ کیوں کر ہو طالب زر و جاہ

یہ صفت پادشاہ دنیا ہے | پیر تو پادشاہ عقبیٰ ہے

پیر طالب ہے حب ذاتی کا | نہیں حب اس کو کچھ صفاتی کا

تو ہی دھوکے میں پیر سے اے یار | مثل اپنے تو سمجھا دنیا دار

مال و دولت سے اس کو ہی کیا کام | طالب حق وہ جاہ نہیں اور نام

تجھ سے طالب ہے وہ محبت کا | نہ زر و سیم اور دولت کا

وہ بھی تیرے لئے ہی ہے بھائی | فائدہ اوس میں اوسکا نہیں کچھ اخی

اسی رستے سے ہو پہنچنا حق تک | وجہ مطلق کو پائیگا بیشک

کر اطاعت تو پیر کی شب روز | حب ذاتی میں اس کی رہ دلسوز

سن یہ حالت ہو تجھ پہ جب طاری　　تب کھلے راز رویت باری

دل آگاہ کو اشارہ بس　　نہ ہو غافل کو سی پارہ بس

پیر ظاہر بصورت ہادی　　ہوا طالب کا رہبر و ہادی

شکل و صورت سے حق ہے پاک اخی　　بے تمثل نہ ہو گا کام کوئی

اس لئے پیر کی لیا صورت　　تا نہ ہو طالبوں کو کچھ وحشت

انس کا واسطہ ہے جنسیت　　نہ ہو ناجنس سے کبھی الفت

جب نہ ہو انس تو نہ ہو تاثیر　　اور تعلیم بھی کرے نہ پذیر

آپ کہتے ہیں کرتے ہیں کچھ اور　　آپ کو ہی سزا ہیں یہ سب طور

آپ کا دادن سب سے اعلیٰ ہے　　اور کا دادن اس سے ادنیٰ ہے

خود تو کرتے ہیں تمام اوروں کا　　کیا بھلا دل اس میں غیروں کا

کوئی ذرہ نہیں ہے غیر ترا　　تو ہے قیوم ذرہ ذرہ کا

ذرہ اور آفتاب میں تیرا　　نور چمکا ہوا مرے مولا

تو تعین کے رو سے غیر دکھے　　اور ہستی کی رو سے عین دکھے

ہست اور نیست میں ہیں سارے راز　　خوب فرمائے شاہ بندہ نواز

خود سے فانی و حق سے باقی ہے　　ماجرا طرفہ فانی باقی ہے

ہے فنائے تعین اے بھائی　　ہستی محض باقی جان اخی

پیر کے سامنے تو ہو مردہ　　ہاتھ میں مردہ شو کے جوں مردہ

نذر جو پیر کو تو دیتا ہے　　تیرے خوش کرنے کو وہ لیتا ہے

ڈالے ماں باپ تجھکو غلاظت میں　　پیر بٹھلائے تجھکو جنت میں

نہ وہ جنت ہے جو مجازی ہے　　بلکہ وہ جنت حقیقی ہے

مرتبہ گھٹ گیا ام و اب سے　　ہوا ارفع گرو ملا جب سے

اس کا احسان کیا کرے تو ادا　　کیا ادا کر سکے گا شکر خدا

احمد بے نوا و حال تباہ
پار کر بیڑا اس کا یا اللہ

اپنے پیارے نبی کے صدقہ میں
اور آل نبی کے صدقہ میں

نزع کے وقت تو ہی تو ہو یاں
دید میں تیری آخر ہو یہ سانس

نہ کسی غیر کا خیال رہے
حال در حال۔ حال ہی حال رہے

کر عطا مجھکو جنت مطلق
حال مطلق نصیب کر اے حق

نہیں ہے کوئی آرزو دل میں
حاجت صرف ہے مرے دل میں

حال دل تجھ پہ ہیں عیاں سارے
ہیں عیاں سامنے نہاں سارے

نبی کی ذات کے مرآت میں نور خدا دیکھا
جہاں کے جام میں عکس جمال مصطفےٰ دیکھا

خدا اور مصطفےٰ یک دوسرے کا ملکہ ہے درپن

محمدؐ میں خدا دستا خدا میں مصطفےٰ دستا

دسے ذات خدا یا مصطفےٰ یوں عین شئے مجھ

کہ نقطہ یا الف جیوں عین ہر حرف ہجا دستا

دیا ہے رویت مطلق کا دیدہ جس کو حق اوکو

نبی اللہ نما دستا خدا بندہ نما دستا

حقیقی عینیت کی حیثیت سے بالیقین باہم

احد احمد یگانہ اور عرب رب آشنا دستا

ولے بیگانگی واقعی اصطلاحی کے

تصور میں محقق کو خدا بندہ جدا دستا

دو شئے کو جمع کرنا باوجود ضدیت یکجا

تجھے الحق مقام معرفت کا منتہیٰ دستا
بجز قلب حقیقت رب کو عین عبد یون دیکھو
کہ جیون ہر روپ میں بہروپ عین اصل آپ کا دستا
ایس مین مرشد میں پیمبر اور نبی میں حق
کمالا تجھکو ہے شہود شاہد دائما دستا۔

موجود بذاتہ ہے واجب متعال
معدوم بنفسہ ہے ممکن نہ محال
ہے ہست کا غیر نیست اور نیست کا ہست
کیا نقص ہے غیریت حقیقی میں کمال

بعد حمد خالق و نعت محمد مصطفیٰ

سن حقیقی یکصد و سی مسئلہ کا مدعا

چار کرسی اصطلاحی یعنے میں ہوں نور پیر

پیر نور مصطفیٰ اور مصطفیٰ نور خدا

چار مذہب یک شریعت اور طریقت دویمی

ہے حقیقت معرفت سوم چہارم سالکا

چار ہیں فرض وضو توحید ذاتی اولین

اور صفاتی اور اسمائی دا فعالی بجا

تین فرض غسل سے توبہ کرا اول شرک سے

تب الی اللہ عن ذنوب ثم من اضرارہا

ہیں تیمم کے فرائض تین سو اس کا بیان

مجملاً دو نفی ایک اثبات ہے تو خوب پا

پنج بنا اسلام کے از روئے باطن ہیں اول

ذکر مولیٰ فکر سے اولیٰ ہے اے اہل دلا

ہو مشاہد با تجلی اور مراقب با حضور

ہو محاسب با حساب اور ہو مجاہد با غزا

تیسرے صفت احکام یوں ہے جو کرے تو آپ کو

سات اوصاف ذمیمہ سے منزہ اور صفا

ہے حسد اول بخیلی دوسرا وصف شنیع

غیبت و اکل حرام و کینہ و حرص و ریا

ہے حمیدہ شش صفت سے متصف چھ رکن ہو

حکمت و عفت شجاعت عدل و تعلیم و سخا

علم و ارادت قدرت و سمع و بصر نطق و حیات

بوج ایمان ذات ہے یہ سات اس کے صفہا

چار منزل با مقام قرب ہیں اوقات خمس

پنج نیت پنج ذکر اسے سالک سالکات ھدیٰ

تیس روزہ یعنے ترک چار و نہ و دو ہفت بیت

غفلتان شش شش موذیان شش شش ہفت جہائے فنا

غفلتان اور موذیاں چار اندر زدان دو تیان

تیس نیت نام ہے تیس کے ابدال کا

یک فنائے نفس اور دیگر فنائے قلب ہے

پس فنائے روح کر ضرب کے سہ رکعت ادا

ہو فنا فی الشیخ اول پس فنا ہو فی الرسول

پس فنا فی اللہ بقا باللہ ہے رکعت عشا

ہے فناء الاسم فی الاسم و فنائے روح و جان

فی المسمیٰ کن یہ دو رکعات در فجر صبا

کم خور و کم خواب کن کم گوی و کم با خلق باش

ظہر کے یہ چار رکعت کر ادا مت کر قضا

چار رکعت عصر کے ہیں ترک حب دنیوی

ترک عقبیٰ کی طلب اور ترک کر نفس ہوا

حضرت سید محمدؐ شاہ میر ملک دکن

رحمتہ اللہ علیہ فی الصباح والمسا

یوں کئے ارشاد مجھکو از رہ لطف و کرم

ہے کما لا تجھ پہ واجب ان فرائض کا ادا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ تجدّد امثال

تجدد امثال کے لفظی معنی نو پیدا ہونا مانندوں کا یعنی ہر لحظہ ایک دنیا فنا ہوتی ہے اور اسی آن میں دوسری دنیا بعینہٖ جیسے کہ پہلے تھی ویسی ہی پھر نئی پیدا ہوتی ہے۔

ہر نفس نو می شود دنیا و ما ٭ بے خبر از نو شدن اندر بقا
آن ز تیزی مستمر شکل آمدہ است ٭ چون شرر کش تیز جنبانی بدست
شاخ آتش را بجنبانی بساز ٭ در نظر آتش نماید بس دراز

عمر ہمچون جوئے نو نو می رسد | مستمرے می نماید در جسد
پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے است | مصطفےٰ فرمود دنیا ساعتے است
صورت از بی صورتی آمد برون | باز شد انا الیہ راجعون

یعنے جس آن میں کہ فنا ہوتی ہے اسی آن میں پھر بقا پاتی ہے یہہ فعل کچھ ایسی جلدی سے ہوتا ہے کہ فنا معلوم ہی نہیں ہوتی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نمل میں وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب یعنی گمان کرتا ہے تو کہ یہہ پہاڑ ایک جاے جمع ہوئے ہیں حالانکہ وہ گذرتے جاتے ہیں مانند ابر کے یعنی ایک پہاڑ فنا ہوتا ہے اور دوسرا پہاڑ فوراً اوس کی جگہ قایم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ہر ذرہ ہر آن فنا اور ہر آن بقا پاتا ہے ایسا کیوں ہوتا رہتا ہے۔

اس کا سبب یہہ ہے کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر شئی اپنی اصل کے طرف رجوع کرتی ہے۔ کل شیئ یرجع الی اصلہٖ پس ہر وہ عالم کا اصل سوائے حق تعالےٰ کے نیستی ہے جو اپنی اصل کے طرف پھرتی ہے اور اصل حق کا وجود یعنی ہستی ہے اور حضرت وجود کے لاتحصیٰ صفات ہیں اور وہ ایک سکنڈ کے لئے بھی معطل نہیں رہ سکتے ان میں سے ایک صفت محی اور دوسری ممیت ہے ان کا فعل ہر آن ہونا چاہئے اس لئے صفت ممیت ہر آن فنا کے طرف لے جاتی ہے اور اسی آن صفت محی بقا کے طرف لے جاتی ہے اور وجود بخشی کرتی ہے۔ یہہ فعل اس سرعت سے ہو رہا ہے کہ چشم ظاہر بیں میں اشیاء ایک حالت پر معلوم ہوتی ہیں۔ اس کی مثال بہتے ہوئے پانی یا جو الہ سے

اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔ ایک نہر کے پاس بیٹھو اور غور سے
دیکھو جہاں تم بیٹھے ہو وہاں پانی تمھارے سامنے سے بہہ رہا ہے
بادی النظر میں پانی ایک ہی حالت پر نمایاں ہے مگر کروڑہا
پانی کے قطرات تمھاری نظر سے گزر رہے ہیں ان کی جگہ دوسرے
قطرات تازہ بتازہ نوبنو لیتے جارہے ہیں اس لئے پانی اپنی
جگہ معلوم ہو رہا ہے دوسری مثال حوالہ کی ہے۔ وہ اس طرح
ہے کہ ایک لوہے کی سلاخ یا ایک لکڑی لو اور اس کے دونوں
سروں پر کپڑے کی دھجیاں یا تاگا لپیٹو گول لٹو کی طرح اکو
کروسین آئیل میں ڈبو کر سلگا لو اور انگلیوں کی حرکت سے
گردش دو نہایت تیزی کے ساتھ تو تمہیں ایک آتشین
گھیرا یا سرکل دکھائی دیگا حالانکہ وہ سرکل نہیں ہے صرف

دو روشن گولے ہیں جو نہایت تیزی کے ساتھ گردش دینے کی وجہ
سے دائرہ کی شکل میں نظر آرہا ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ جو فاعل
حقیقی ہے اس کے فعل کی سرعت کے سبب سے جس کو وجود
بخشی کہتے ہیں فنا دکھائی نہیں دیتی اور کل یوم ھو فی شان
اور بل ھم فی لبس من خلق جدید کا مطلب سمجھ
میں نہیں آتا اس کی سمجھ کسی صاحب سمجھ سے حاصل کرو۔ کل
شئی یرجع الی اصلہ سے ہر دم اپنی اصل کی طرف کہ
عدم اور نیستی ہے بالذات میلان حاصل ہوتا ہے لیکن بسبب
اوس مدد کے کہ صفت بقائی حق تعالےٰ سے اس کو مدام
پہنچتی رہتی ہے فنا سے محفوظ رہتا ہے اس واسطے کوئی آن اشئے
موجود اور ذات کیا اوس سے منقطع نہیں ہوتا اگرچہ اس شئے

کو اس کے اصول سے آگاہی نہو اس قاعدے کے تحت ایک
تنئے تا فنائے صوری یعنے سوت کروڑ ہا جسم لیتی رہتی ہے مگر پھر
بھی اپنی شکل پر برقرار دکھائی دیتی ہے۔

سوال ۔ اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ ہر آن نیا
جسم پیدا ہوتا ہے تو یہ امر دریافت طلب ہے کہ زید بکر سے
کچھ روپیہ قرض لیا اور اس کی لڑکی سے نکاح کیا اور آخرش
بکر کو قتل کر دیا تو بتلائیے کہ جس آن جس جسم کے ساتھ مذکورہ
بالا معاملات پیش آئے تھے تو دوسری آن میں وہ جسم باقی
نہ رہا تو قرض کی ادائی ۔ نکاح ۔ اور قصاص کے متعلق کیا کیا جائے
کیونکہ دوسری آن میں وہ جسم ہی نہیں جس نے اور جس سے
یہ معاملات پیش آئے تھے ۔ اگر یہ بات مان لی جائے تو

ثواب اور عذاب۔ نیکی بدی کوئی چیز ہی نہیں۔ کیونکہ جس جسم کے ساتھ گناہ کیا تھا وہ جسم ہی نہیں رہا تو عذاب دوسرے جسم کو دینا یہ صریح ظلم ہے۔ اس کا کیا جواب ہے۔

جواب یہ ہے کہ تجدد امثال کے مسئلہ میں حقیقت کو تبدل نہیں اور تجلی کو تکرار نہیں۔ یعنے اس فنا و بقا سے حقیقت نہیں بدلتی کیونکہ فنا دو قسم پر ہے صوری اور معنوی۔ فنائی صوری ظاہر موت کو کہتے ہیں جس میں ہئیت بدل جاتی ہے اور فنائی معنوی باطن کی موت ہے جس میں حقیقت نہیں بدلتی ہے۔ یعنے جو ذات کہ ہے سو ہمیشہ قائم ہے مگر لباس بدلتا جاتا ہے۔ ہر موجود کے دو لباس ہیں۔ یعنی فنا اور بقاء۔ یعنی ممیت و محی کا ہر آن ظہور ہوتا رہتا ہے۔ اس عمل سے

حقیقت میں کچھ خلل نہیں آتا ہے

دمبدم گر شود لباس بدل ﴿ شخص صاحب لباس را چہ خلل

یہہ فنا بقاء ظہور اور وجود اور تجلی و استتار کی روسے ہے نہ از روئے حقیقت۔ اس کی تجلی کو تکرار نہیں۔ کیونکہ حق سبحانہ وتعالی کی ذات پہلے غیب میں تھی جیسے کہ تجلی کرتی جاتی ہے ہر ہر تجلی اور ظہور اوس کا تازہ بہ تازہ نو بہ نو ہے یہہ نو پیدا ہونا ماننداوں کا ہے جس شئے کی صورت سے تجلی ہوئی پھر مثال میں اوسی شئے کی صورت سے تجلی ہوتی جاتی ہے ہر تجلی تازہ ہے گو دیکھنے میں تجلی اول کے مانند ہو ہے

میرود ہر دو جہانے در فنا ﴿ در ہماں دم دیگرے آید بجاے او

پس ایسی حالت میں ان معاملات کا تعلق۔ اسی زید و بکر سے رہے گا۔ جس کے ساتھ اول مرتبہ معاملہ کیا گیا تھا۔ سائنس سے بھی اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے لہذا عالم علوم جدیدہ بھی اس مسئلہ سے انکار نہیں کر سکتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبیان التوحید

مصنفہ حضرت پیر و مرشد قبلہ

بعد از حمد و نعت بداں اے سالک کہ قبل از مشغولی روزہ دارد و روز اول بہ استغفار از جمیع معاصی مشغول شود۔ استغفر اللہ من جمیع ما کرہ اللہ قولاً و فعلاً و حاضراً و ناظراً اللّٰھم اغفر لی و تب علینا انک انت التواب الرحیم۔ روز دوم بہ کلمہ تمجید

سُبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ
واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم شود۔ روز سیوم بہ کلمہ شہادت اشھد ان
لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان
محمداً عبدہٗ ورسولہٗ وکلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ
وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد
وھو علی کل شیٔ قدیر وکلمہ استعاذہ اللھم انی اعوذبک
ان اشرک بک شیٔ وانا اعلم بہ واستغفرک لما لا اعلم

ہر ایک را تا یک پاس مشغولی نماید بعدہٗ در پاس آخر کلمہ طیبہ
بدل گوید تا وقت عصر بعدہٗ دل را از غیر حق تعالیٰ منورہ بسوئے
باطن مرشد متوجہ باشد یعنے خطرات ماسوی اللہ بالکلیہ

دور کنند تا فیض مرشد او را موثر گردد و مرشد باید که روز سیوم بین المغرب والعشاء از ملاحظہ برزخ کبریٰ و صغریٰ و کلمہ تمجید و درود چنانکہ روشن است مشغولی فرماید۔

اوّل۔ لا معبود الا اللہ۔ دوم لا مقصود الا اللہ سیوم لا فاعل فی الوجود الا اللہ۔ چہارم لا موجود الا اللہ تا توحید علمی و توحید ایمانی و توحید حالی و توحید الہٰی حاصل گردد۔ و وقتیکہ بہ "لا معبود الا اللہ" مشغول شود از دل جملہ معبودان باطل بالکلیہ بکشد و آن در حق مسلمانان ۳ سہ چیز است۔ دنیا و خلق و ہوائے نفسانی۔ یعنے انقیاد نمی کنم و فرمانبردار نمی شوم مگر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ را۔ از امور دنیا دمی ہیچ چیز را منقاد نیستم۔ ہر وقت کہ خطرہ از امور دنیا

بباید دفع کند و خلق را شریک در عمل نیارد یعنے خطرہ ریا وسمعہ را در عمل راہ ندہد اگر بخاطر در وقت عمل مخلوقے بگذرد کہ ببیند و بشنود ہمون معبود اوست نہ حق و ہوائے نفس را از معبودیت برارد یعنے در ہرچہ خواہش نفس است از جاہ و عزت و خود نمائی و عجب و کبر بلکہ جمیع لذات نفسانی از دل مطلقاً دور کند ہیچ خطرہ ازین خطرات در دل جا کردن ندہد مگر خطرہ کہ بسوی حق تعالی بکشد تا از رق عبادت ماسوی اللہ بکلی فارغ گردد۔ ہرچہ خطرہ از خطرات کہ در دل پائندہ شدہ است ہمون در حقیقت معبود اوست۔ چنانچہ حضرات اہل صفا فرمودہ اند۔ ما شغلك عن اللہ فھو صنمك۔ ہرچہ در بندآنی بندہ آنی۔ و از حدیث صحیح نیز این معنی مستفاد می شود

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعس عبد الدنیا وتعس عبد الدرھم وتعس عبد الخمیصہ ان اعطی رضی وان لم یعط سخط
بلکہ از نص قرآن نیز معلوم می شود "افرأیت من اتخذ الٰہہ ھواہ" وعلامت صحت این شغل اول آنست کہ توحید ایمانی بایست آید کہ تفرد اوصاف الوہیت متیقن گردد چنانچہ اہل سنت وجماعت میفرمایند کہ خالق ہمہ افعال جمیع عباد حق تعالی است وہیچ اختیار ہیچ مخلوقے نیست چنانچہ آیۂ کریمہ ورباک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ تعالی عما یشرکون اختیار غیر حق را شرک میفرمایند نعوذ باللہ منہا کہ

خود را یا غیرے را اختیار تصور کند خود را مشرک داند بشرک
خفی و ہرگاہ بتوحد اوصاف الوہیت متیقن شد خود را مسلم
داند۔ وقتے کہ این قدر شد کہ لا معبود الا اللہ تمام
گردد و بعدہٗ در لا مقصود الا اللہ ولا محبوب
الا اللہ ولا معشوق الا اللہ قدم نہد دریں وقت
ہیچ مقصود را در باطن خود جا ندہد و مقصود سہ چیز است
اول بہشت وما فیہا من القصور۔ دوم مقامات
کشفی کہ اولیا را می شود از مشغولی مثل کشف قبور یا کشف قلوب
یا کشف بلاد وغیرہا از کشوف تسعہ می باید کہ ہیچ مقصود نباشد
مگر کشف ذاتی کہ عبارت از توحید خاص است و آن در
عرف صوفیا فنا فی اللہ را گویند و ہر مطلب دیگر کہ در خاطر آید

نفی سازد ے

درین منزل بود کشف و کرامات   ولی باید گزشتن زان مقامات

سیوم آنکہ تجلیات قربی کہ اولیا را می شود مثل ولایت و قطبیت و غوثیت و غیر ذالک نیز مقصود نباشد بجز وصال حق کہ عبارت از حضور صاحب معرفت است و آن توحید حالی است می باید کہ ہم مطلب و ہم مقصد نباشد از ان حیثیت کہ بوجود آن حضور خوش وقت گردد اگر دمے از حضور حق تعالے غافل شود ماتم بر خود انگارد و ہمیشہ طالبش این باشد ے

یا وصال خود بدہ یا فارغم کن از مراد
وعدہ فردا رہا کن یا چنان کن یا چنین

علامت صحت این مشغولی آنست کہ محبت حق سبحانہ تعالی

بر دل او غالب گردد چنانکہ یک طرفة العین ازو غافل نشود
و بے اختیار بسبب ذکر حالش چناں گردد کہ گفتہ ؎
از بس کہ خیالت بنظر میدارم ۞ در ہر چہ نظر کنم توئی پندارم
و این مقام تلوین است حال و صعقہ و فریاد درین جا
عاشقان را روے میدہد بعد ازین ترقی کند چنانچہ مطلب بعض
رضائے حق باشد چنانکہ گفت۔ در ہر فعل و حرکت و سکنت
طلب رضائے او کند تا جملہ افعال و احکام الٰہی کہ در جمیع
تقدیرات حق کہ بر نفس او یا بر عالم میرود ہیچ اعتراض بہیچ
وجہ من الوجوہ راہ نیابد بلکہ ہر چہ واقع از محبوب شود عین مطلب
انگارد و حقیقة المحبة ان تھب کلک لمن احببت
این جا درست گردد۔ ہر وقت کہ مرض یا خلاف نفس ظاہر شود

چون مطلب محبوب است محظوظ و خوش وقت گردد و نتیجه ایں
ذکر توحید علمی است کہ از علم الیقین حاصل گردد و آن آنست
کہ بیقین داند کہ موجود حقیقی و موثر مطلق نیست مگر خداوند جل جلالہٗ
و جملہ ذوات پرتو ذات اوست و جملہ صفات پرتو صفات
اوست و جملہ افعال پرتو افعال اوست و ایں مرتبہ از اوائل
توحید اہل خصوص است و بعدہٗ مرشد اورا "لا فاعل فی
الوجود الا اللہ" فرماید یعنی "لا محرک ولا مسکن
فی الموجودات الا اللہ" بمعنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
یعنے لاحول عن شیٔ ولا قوۃ علی فعل شیٔ الا باللہ۔
تا مدتے عامل شود تا کہ این معنے در دل قرار یابد و چون ازین
فارغ شود جمیع اسماء حسنیٰ مثل "لا نافع ولا ضار ولا

معطی ولا مانع فی الوجود الا اللہ" تا نود و نہ اسمائے
صفات تمام مشغولی نماید بعدہ معنی نود و نہ اسماء فرماید کہ در موجودات
مشاہدہ نماید مثلاً ہر کجا منع بیند مانع او را داند و یا عطا بیند معطی
او را شناسد و نفع و ضرر و حرکت و سکنت بالکل اولاً بواسطہ
بعدہ بے واسطہ از وی شناسد تا آنکہ ہیچ فعلے از ہیچ موجود مثل
تاثیرات جمادی یا نباتی یا افعال حیوانی یا انسانی از ینہا نداند
بلکہ از حق داند کہ متلبس بلباس کونی شدہ در مظاہر مختلفہ و اطوار
گونا گون می نماید و این جا سالک را مدح و ذم مساوی گردد
بلکہ از ذم بیشتر محظوظ شود و بلا کہ عبارت از زحمت و فقر است
نعمت داند و سخا کہ عبارت از دولت دنیاوی و صحت
بدن و حفظ نفس است مصیبت انگارد چنانکہ در حدیث صحیح

وارد شدہ لیس بمومن مستکمل الایمان من لم یعد
البلاء نعمۃً والرخاء مصیبۃً و معنی لاحول لا
قوۃ الا باللّٰہ ولا تتحرک ذرۃ الا باذن اللّٰہ
درکائنات مشاہدہ نماید۔ بل معنے لاموجود الا اللّٰہ این جا
درست گردیدہ۔ انشاء اللّٰہ تعالیٰ فنائے افعالی روسے خواہد
داد کہ ہر فعل را بے واسطہ از حق خواہد دید بعین الیقین۔
و علامت قرار تصور مذکور آنست کہ در جمیع موجودات یعنے جماد
و نبات و حیوان و انسان ہر حرکت و فعل کہ مشاہدہ نماید
فعل و تصور حق تعالیٰ بیند بے واسطہ و معائنہ اسماء افعال
حق تعالیٰ در ہر ذرہ از ذرات موجودات کند و بداند کہ ہمہ علویات
و سفلیات متحرک بحرکت فیض الٰہی ہستند و او سبحانہ قیوم ہمہ است

کہ ہمہ بہ او قائم اند چون بموجب ذکر سابق جز او محبوب نماند لاجرم
در ہر فعل فعل محبوب مشاہدہ خواہد کرد و درین وقت لذت از
ہر فعل چناں آید کہ از فعل معشوق ظاہری. پس بالفرض التقدیر
اگر کسے دشنام دہد داند کہ محبوب بہ این روش محب خود را
سرفرازی نماید و ہیچ وقت در ہیچ فعل ظاہری و باطنی از افعال
محبوب غافل نشود و منتظر باشد کہ محبوب بہ محب خود در افعال
موجودات چہ سلوک می کند و بہ ہیچ وجہ در ہیچ فعل اعتراض
نکند مگر در فعلیکہ مخالف شرع باشد بہ امر محبوب اعتراض
کند. معاذ اللہ در خلاف طبع خود اگر اعتراض کند وقت
از دست می رود البتہ تجربہ کردہ شدہ است و درین مقام
وجود سوا در مشاہدہ جمال واحد حقیقی چنان مستغرق علیٰ جمع

گردد کہ جز ذات وصفات و افعال واحد حقیقی بچشم باطن چیزے دیگر نہ بیند بعدہ در تتمہ تجلی افعالی بہ این چہار اسم مشغولی نماید۔ "لا اول الا اللہ لا آخر الا اللہ لا ظاہر الا اللہ لا باطن الا اللہ" تا بنظر تحقیق بیاید کہ

حق جان جہان است وجہان جملہ بدن
توحید ہمیں است دگر شیوہ و فن

بعدہ ترقی کند بہ تصور صفات ذاتی یعنے "لا حی الا اللہ لا علیم الا اللہ لا قدیر الا اللہ لا سمیع الا اللہ لا بصیر الا اللہ لا کلیم الا اللہ" ہر ایک از امہات صفات را تا بجارے استعمال کند کہ در تمام موجودات حیات حق را و علم و سمع و بصر حق را مشاہدہ نماید و

وکیفیت تصور آنست کہ بداند کہ چنانچہ آفتاب را نور است۔
"وللّٰہ المثل الاعلیٰ" ہمیں وضع صفات حق تعالیٰ نیز
نورہا دارند۔ اول نور حیات الٰہی مشاہدہ کند کہ در جمیع موجودات
بحسب قابلیت ظاہر شدہ و حیات حیات اوست لیکن
ہر جا موافق قابلیت ظاہر شود و اعیان ثابتہ جمادی و نباتی و
حیوانی و انسانی قبول فیض حیات الٰہی نمودہ و بہ اعتقاد صوفیہ
رضی اللہ عنہم ہمہ موجودات از حیات او نصیب دارند لیکن
بعضے جا بہ صورت طبع برآمد کہ بخود شعور ندارد و بعضے جا شعور بخود
دارد و بس و بعضے جا شعور بغیر نیز دارد لبشدت ضعف و چون نور
حیات الٰہی در ہمہ موجودات مشاہدہ نمود نور علم را بہ ہماں طریق
تصور نماید کہ یک علم الٰہی است کہ در جمیع موجودات ساریست

وہمہ موجودات برآن علم عالم اند بحسب قابلیت مختلفہ
چنانکہ در حیات دانستہ شد و وقتیکہ علم شد کہ جزاو عالم
نیست در ارادہ ہمچنین تصور کند کہ بیک ارادہ الہی جمیع موجودات
مرید ہستند اگر کسے گوید چون ہمہ جا مرید اوست پس ارادہ
مختلف از مراد چرا می شود در مخلوقات جوابش آنست کہ در
ارادہ بے واسطۂ او اصلا بوجہ من الوجوہ تخلف جائز نیست
اما در ارادہ بواسطہ مطابق واسطۂ مراد بہ ظہور می آید کہ عادت
الہی چنین جاری شدہ و حکمت الہی موافق تقدیر او بہ
مقتضائے اسمائے متضادہ او چنین تقاضہ نمودہ است کہ
ہر ارادہ موثر نہ شود و تحقیق این کلام صوفیہ بسیار است۔
ہمچنین در باقی صفات ہر صفت را علیحدہ نور تصور نمودہ

متصور باشد تا در جمیع موجودات ایں صفات مشاہدہ نماید
و این مشاہدہ را بلکہ مشاہدہ افعال را نیز سہ مرتبہ گفتہ اند۔
اول علم الیقین یعنے بداند کہ ہر فعل و صفت بالیقین از
اوست بوجھیکہ ہیچ شبہ نشود۔ دوم عین الیقین کہ بچشم
دل ہر فعل و صفت کہ بیند بداند چنانچہ کسے بچشم ظاہری کسے را
مشاہدہ می کند۔ سیوم حق الیقین کہ متصف شود کہ گاہے خود را
کہ نور خاص حق است کہ بصورت نفس ناطقہ ظاہر شدہ
بہ بیند کہ عین نور مطلق است و در ہمہ افعال فعل حق داند یعنی
آنکہ خود عین حق است پس فعل حق فعل اوست و فعل او
فعل حق است و در وقت عین الیقین قرب نوافل متحقق می شود
و در وقت حق الیقین قرب فرائض متحقق می شود۔ نوافل

آنکہ بندہ بسبب اوصاف حق متصرف است و فرائض آنکہ
حق بواسطہ بندہ فاعل است درینجا نام سالک متحقق می شود
و تخلق بہ اخلاق یعنے اتصاف بہ اوصاف محقق گردد و درین
وقت موحد را وجود او در نظر شہود در نیاید تا غایتے کہ این
صفت توحید را نیز صفت واحد بیند و این دیدن را ہم صفت
حق داند و ہستی خود را کہ موہوم بود در نور ذات حق مطلق محو
مستغرق بیند و یک نور وجود مطلق در بواطن جملہ اشیا بیند
کہ ہمہ تلبسات روحی و مثالی و شہادی بہ او قایم اند و او
متصور بہ ہمہ صور گشتہ واصلا نام و نشان غیریت بہ ہیچ
وجہ من الوجوہ در وراہ نیابد معاذ اللہ اگر بیابد خود را محجوب
دانستہ التجا بہ حقیقت خود کند تا برطرف شود۔ بعدہ بروجہ

عینیت جمیع نود و نه نام را استعمال کند و درین وقت مرشد
او را تصور لا موجود الا اللہ فرماید کہ در جمیع موجودات
یک وجود مشاہدہ نماید کہ قایم بالذات است و جمیع اعیان
ثابتہ قایم بنور او ہستند بلکہ عین نور شن اند کہ عبارت از نور
واحدیت است و اعیان خارجہ از روح و نفس و بدن ہمہ قایم
بعین ثابتہ خود اند و ہر عین ثابتہ را قایم بذات داند و مراد
از عین ثابتہ این جا حصہ وجود است کہ علم تعلق بہ او گرفتہ
بود و من حیث التعلق بالعلم معدوم است و من حیث التحقق
موجود است و ہمون را بہ اصطلاح صوفیہ محققین سر اُو گویند
این جا این معنی متحقق می گردد

در کون و مکان نیست عیان جز یک نور ظاہر شدہ آن نور بہ انواع ظہور

حق بوز تنوع ظهورش در عالم ۞ توحید ہمین است دگر وہم وغرور

این جا ذکر خاصه فقیر شاید یکبار آید لا اله الا الله الوجود

البحت القایم بالذات الظاهر بهذه الاوصاف والاعتبارات

یعنی نیست موجود مگر وجود بحت که قایم بذات خود است و جمیع

صفات الہی ہست و ہشت گانه و اعتبارات کیانی ہست و

ہشت گانه به او قایم اند و او ظاہر شده است بصورت افراد

آنها من الازل الی الابد و ہر آن در افراد یکیاں دیگر خود را

خود می نماید و در گفتن گوینده حق را داند و دوئی را بہیچ وجه راه

ندهد و اینجا نیز امهات صفات بر وجه عینیت بکار می باید داشت

تا توحید حالی روی نماید که حال توحید وصف لازم ذات موحد

گردد و در جمیع موجودات حقیقی چنان بیند که آن موحد خود را

بہ کمال استجلا مشاہدہ می نماید گاہے خود را در جمیع موجودات
متصرف یابد بہ عینیت حاصل چنانچہ قطرہ در دریا گم شود ہمچنین
عین ثابتہ را در بحر وجود محو یابد جمیع تصرفات حق تصرف
اوست ؎

تو در وگم شو وصال اینست وبس
تو مباش اصلا کمال اینست وبس

بعدہ در نقش اسم ذات مشغول شود چنانکہ در خلا و ملا نقش اللہ
بہ صورت رنگ آفتاب و یا مہتاب در دل می کردہ باشد با
عینیت کہ تمام خود را خود بر دل صنوبری کہ مظہرے از مظاہر اوست
نقش می کند و ہمچنین متصور باشد تا فانی گردد و تصرف واقعی
بدست آید اگر مقدرست بہ لقا رسے نماید و دعوائے انا الحق

انا الحق و سبحانی ما اعظم شانی دست میدہد و بتوحید الہٰی متصف
می گردد۔ چنانچہ حق سبحانہ بوحدت خود ہمیشہ موصوف بود
و ہست۔ بہمان وحدت حقیقت سالک موصوف میگردد و این
جا سالک بمرتبہ جبروت کہ عبارت از واحدیت است خواہد
رسید و در توحید حالی سیر او تا ملکوت است و در توحید علمی
ہنوز در ناسوت است بعدہٗ تجلیات و حالات روے می نماید
کہ گفتن محال است۔ دایم می باید کہ در ۳ پایہ ذاتیہ مشغول
باشد۔

حی۔ علیم۔ قادر یا ۳ پایہ صفاتیہ۔ سمیع بصیر
علیم۔ یا بدہم اللہ۔ اللہ گوید۔ حاضر ناظر شاہد حق را واند بلکہ
ناظر و منظور ظاہر و باطن اول و آخر او را بیند۔ یا اسمے دیگر کہ

دران خط یا بدم بگوید و ایضاً یا بگوید یا اللہ۔ یا حی یا قیوم
یا بگوید یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم بدم بر دل تصور کند۔ و تصور
ہر یک از مرشد معلوم کند۔ و در وقت حی وجود مطلق بجمیع اسمائ
واحدیت تصور کند، و در وقت قیوم تلبس بہ نفس رحمانی بصور اشیا
بروجہ تجدد امثال در نظر آرد و ہمیشہ بلکہ ہر دم دریں مشاہدہ
باشد و در وقت یا رحمٰن کمال جلا تمام مشاہدہ نماید و
در وقت رحیم کمال استجلا بہ کمالہ مشاہدہ نماید تا ہیچ
وقت ہیچ وجہ از حق غافل نہ شود ہر چند اعمال کہ سبب غفلت
است کردہ باشد۔ اینجا ست کہ فرمود "رجال لا تلهيهم
تجارة ولا بيع عن ذكر الله"۔

سبحان اللہ چہ سر است کہ ہیچکس محرم نیست بلکہ ہیچکس

نیست کہ نامحرم شود فہم من فہمد۔

اے برادر چون سالک طرفے از معنی بے نشان دریافت
دو راہ پیش می آیند راہ جذب و راہ سلوک و شیخ مقتدا مختار
است در تقدیم یکے بر دیگرے در جہان مجذوب سالک بر سالک
مجذوب کہ مجمع علیہ اکابر است مستلزم ترجیح تقدیم جذب
در حق جمیع سالکان نیست۔ بسا کس کہ تقدیم سلوک وی را انفع
است از تقدیم جذب بحسب استعداد خاص۔ و مراد ما از جذب
این جا نہ محض کشش خاطر است بجانب محبوب و بر طرف شدن
خطرات و نہ ربودہ شدن از عقل و د لطائف شرع و ادب
بلکہ مراد این جا خرق حجب وجود است تا حقیقۃ الحقائق و
نفوذ است سوئے مبدائے اول اسمے احدیت بر جمع قہری

ازراه افناد حاصل جذب تحلیل اجزاست وکشف حجب.
ومراد از سلوک انصباغ نفس است بکیفیتے از کیفیات نفسانیہ
وپیدا کردن آن درخویش مثل خشوع وطہارت وعشق وجز آن
اما روش جذب آنست کہ چون سالک فی الجملہ بہ عالم غیب
آشنا شد اورا فرمایند کہ ذکر زبانی یا قلبی بسیار کند ودیدۂ
بصیرت را منتظر آن عالم دارد ودل خودرا آنجانب متعلق
گرداند. فقیر شک ندارد کہ چون چند روز بدان جانب
متوجہ شود توحید افعالی اورا منکشف گردد پس بحال نہ بفکر
درمی یابد کہ عالم وحرکات وسکنات او بمنزلہ احوال تماثیل
لعبت بازاست وآن ہمہ راجع بتدبیر وحدانی است وباز
بستہ بہ فعل واحد است واگر پیش ازین معتقد این معنی بودہ ا

الحال آثار این بروے ظاہر شوند از توکل و تفویض و عدم
نسبت موت و حیات و شفا و مرض به اسباب آنہا مگر بحسب
سنۃ اللہ و قلت اعتیاجات و داعیۂ قویہ و تمسک به اسباب
واگر معتقد نه بود الحال اعتقاد تمام ناشی از وجدان او را حاصل
شود و عمده درین جا حوادث کلیه اند مثل فقر و غنا و شفا و مرض
و موت و حیات و جاه و خمول۔ اما رویت تصریف در ہر ورق
از اوراق اشجار و مثل آن نزدیک ما در اصل داخل توحید
افعالی نیست۔ اگرچہ بسیار است که سالک را حاصل
می گردد و گاہے اہل ارشاد درین مرتبه او را فرمایند که
ذکر کند و ملاحظہ "لا فاعل فی الوجود الا اللہ" منظور دارد
تا زود تر این معنے بروے غالب آید۔ اگرچہ اصل ظہور این

نسبت موقوف برین ملاحظہ نیست وصاحب توحید افعالی
ناسوت را مثل ظل عالم غیب می بیند چنانکہ اگر عاقل بیند کہ
سایہ متحرک است بطریق بداہت اثبات جسمے کہ اصل سایہ
است می کند ہمچنین این در حوادث عالم افراد آن تدبیر غیبی
راکہ عالم ناسوت ظل آنست مشاہدہ می کند وبعد از ظہور توحید
افعالی۔ توحید صفاتی ظاہر خواہد شد ومراد ازوے مشاہدہ
آن واحد است درصور شتے۔ پس بداہت اثبات اصلی کند
کہ ہمہ اختلاف وتشعب دران واقع است وآن اصل رادرضمن
آن صور می بیند ومی شناسد مثل مشاہدہ انسان کلی درضمن
افراد انسان یا مشاہدہ شمع در تماثیل متخذہ از شمع وآن اصل
رابیرنگ می دانند ورنگ ہائے مختلف ناشی بیرنگی نمی دانند

بطریق بداہت نہ فکر۔ این دو مقام متصل اند باہم و آخر یکے
باول دیگر مربوط است و از مردمان کسے ہست کہ طول العمر
ہمین جا ماند و عروج ازین جا میسرش نہ شود آنکہ قوی المحبت
و ذکی الذہن است بعد ازین حالات متوجہ می شود بر آن اصل کل
داحد بغیر التفات بہ آن صور مختلفہ بلکہ از آن کثرت نظر پوشیدہ
و ذہول ورزد و سنۃ اللہ جاری شدہ است کہ تمام
توحید صفاتی بر مشاہدہ آن اصل است در ضمن انا کہ
عبارت از ھویتہ خود است پس نظر بہ انا نافذ می گردد
بہ آن اصل و ازین جا پے تراخی نظر می پوشد از صور و آن
حال را توحید ذاتی میگوییم۔ درین مباحث اگرچہ در مبحث
ذوق الاصل مراد از آن چیزے دیگر دارم و ہمانست۔

"کالبرق الخاطف" ۔ اما توحید ذاتی کہ این جا مراد است
مقامے است از مقامات کہ سالک آنجا استقرار می کند
وبعض سالکان از توحید افعالی بطریق طفرہ بتوحید ذاتی
می رسند و بتوحید صفاتی و بدیدن حقیقۃ الحقائق در ضمن
انا اصلاً آشنا نہ شدند و قلیلاً ما ھم و بعد تکمیل این
نسبت بے تراخی مندفع می شود بہ نسبت بے نشان و یادداشت
و ذکر خفیہ و حقیقت آن التفات اجمالی است بہ سوے حقیقت
الحقائق ۔ چون سالک این جا رسید بروے واجب است
کہ زمانے دراز آنجا وقوف کند و بہ تجرید تمام و اشتغال عظیم
متوجہ بہ این معنی باشد تا وے را نماید کہ تعینے خاص
از ان حقیقت منشعب شدہ بر ھویتہ وے نزول

فرمود دوے باقی شد به آن تعین و این جا راه جذب
آخر رسید۔ چون این قسم وحدت بر سالک منکشف شد
راه جذب را طے کرده است معتقد توحید وجودی باشد یانه
تفصیلش آنست که یکے اولاً توحید صفاتی می یابد وبعد زمانے
ازان در می گذرد و بتوحید ذاتی می رسد و این معامله را
توجیهه (اسے شهودی) می کند۔ به آنکه نخست مغلوب شده بودم
و قیومیت واجب را به نسبت ممکن اتحاد دانسته بودم چنانکه
در عالم منام کسے سبع را می بیند و آنجا هیچ سبع نیست قوت تخفیه
وے است به شکل سبع ظهور کرده است و چون ازین مقام
ترقی کرد و به تنزیه اقتاد آنرا اخلاص از ورطهٔ تشبیهه دانست
و دیگرے را هم همین صورت واقع شد و آن را توجیه کرد به آنکه

آن ظهور و سریان امر محقق است و آن استتار ثانیاً
استتار است در نظر فقط. بالجمله این راه امر متفق علیه است
هیچکس از اولیا مکمل نه بوده است الا به این راه رفته اگرچه
در تعبیر سیان ایشان اختلاف باشد
عبارا تنا شتی وحسنک واحدٌ. وکلٌ الی ذاک الجمال یشیر
اما مرد قوی المعرفت و ذکی الذہن می تواند که محض کلام
ایشان بفہمد و اختلاف عبارات ایشان را جمع کند اگرچہ
در قلت مکث و طول مکث درین مقامات نیز مختلف باشند
و بر ہر یکے واقعات و احوال بہ نوع دیگر واقع شود بہ حسب استعدادات
ایشان ۔ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

[illegible]	اسمائے الٰہی نصف دائرہ	[illegible]	حروف	[illegible]	اسمائے کیانی نصف دائرہ	[illegible]	نمبر	کیفیت
↓	بدیع	↑	ا	↓	عقل کل	↑	۱	عالم امر
	باعث		ب		نفس کل		۲	
	باطن		ت		طبیعت کل		۳	
	آخر		ث		جوہر ہیولا		۴	
	ظاہر		ج		شکل کل		۵	
	حکیم		ح		جسم کل		۶	
	محیط		خ		عرش		۷	شمار (۷) سے
	شکور		د		کرسی		۸	(۲۸) تک عالم خلق
	غنی		ذ		بروج		۹	
	مقتدر		ر		منازل		۱۰	
	ربّ		ز		زحل		۱۱	
	علیم		س		مشتری		۱۲	جاری ہے
	قاہر		ش		مریخ		۱۳	
	نور		ص		شمس		۱۴	

نمبر ترتیب	اسمائے الٰہیہ	نمبر عروج	حروف	نمبر ترتیب	مراتب [illegible]	نمبر عروج	نمبر [illegible]	کیفیت
	مصور		ص		زہرہ		۱۵	
	محصی		ط		عطارد		۱۶	
	مبین		ظ		قمر		۱۷	
	قابض		ع		کرۂ نار		۱۸	
↓	حی	↑	غ	↓	کرۂ ہوا	↑	۱۹	[illegible]
	محی		ف		کرہ ماء		۲۰	
	ممیت		ق		مرتبہ خاک		۲۱	
	عزیز		ک		مرتبہ جماد		۲۲	
	رزاق		ل		مرتبہ نبات		۲۳	
	مذل		م		مرتبہ حیوان		۲۴	
	قوی		ن		مرتبہ ملک		۲۵	
	لطیف		و		مرتبہ جن		۲۶	
	جامع		ہ		مرتبہ انسان		۲۷	
	رفیع الدرجات		ی		مرتبہ جامع		۲۸	

هو هو هو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ وصلوٰۃ بے نہایت بر برزخ کبریٰ بین العالم الغیب والشہادت وتحیات بے پایان بر مخاطب لولاک لما خلقت الافلاک وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

اما بعد بعضے از اسرار مخفیہ و اسرار دقیقہ عالم باطن برائے طالبان و سرگشتگان بادۂ محبت و دلولہ زدگان عشق سوختگان آتش فراق و ہجر کہ از زبان اوستادان کامل و مرشدان مکمل

شنیدہ و از کتاب ہائے معتبر دیدہ بود بعمل آوردہ و معاملہ خویش معائنہ کردہ درین اوراق نوشتہ شد اکنون درکلام قدسی آمدہ است۔ حدیث قدسی "اِنَّ فِی جَسَدِ آدَمَ مُضْغَۃٌ وَفِی الْمُضْغَۃِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ رُوْحٌ وَفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَفِی الْخَفِیِّ اَخْفٰی وَفِی الْاَخْفٰی"۔ و درکلام مجید آمدہ است۔ "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ"۔ "وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ"۔ "وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ"۔ "اَنَا عِنْدَ مُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبِهِمْ لِاَجْلِیْ"۔ روزے از رسول حق صلی اللہ علیہ وسلم یکے از طالبان مطلق پرسید کہ "این اللہ"۔ گفت بدل انسان کہ "لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ"

پس طالب را باید کہ خدائے را در آسمان و در زمین و بیابان و در جنت و در حجرہ نگردیلکہ در باطن خود جوید و بخود جوید۔

رباعی

آن را کہ بجو ہیم بجانست ایجان ؛ نور بصر و نطق لسان است ایجان
باجملہ وبے جملہ عجب جانانیست ؛ در ہر چہ کہ بینیم ہمانست ایجان

یافتن حق شناختن خود است کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم در خلوت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ را گفت کہ یا علی خدا را در خود بشناس۔ چنانکہ گفت علیہ السلام من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ (تزکیہ بر نفس و تصفیہ بر قلب و تجلیہ بر روح و تخلیہ بر سر است) پس شناختن خود شناختن حق است و شناخت حق یافت خود است تا ہستی

خود بتمام فانی نشود کمال شناخت میسر نگردد۔ چنانکہ فرمود عرفت ربی بربی لا یعرف غیر اللہ۔ ہم خود را خدا داند در غیر کہ گنجد دران۔ لیکن دریائے غیر جز اعتبار نیست، و بعد از شناخت محبت پیدا می شود۔ چون محبت غلبہ کرد عشقش نامند کہ استیلائے المحبت ہو العشق۔ بعدہ در مقام عاشقی می رسد بعد از آن در مجرد عشق و برائے حاصل کردن این مقامات مرشدان کامل مراتب نہادہ اند۔ چنانکہ تزکیہ و تصفیہ و تجلیہ و تخلیہ۔ این چہار مراتب است تزکیہ دور کردن اوصاف ذمیمہ و اخلاق ناپسندیدہ است۔ و کم گفتن و کم خفتن و کم باخلق بودنست این نیز از تزکیہ است۔ و تصفیہ دل را با ذکر و مراقبہ صیقل کردنست ~

سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار
زنگار خوردہ کے بنماید جمال دوست

ودر نفی این چہار خواطر نیز تصفیہ است - اوّل خطرۂ شیطانی دوم خطرہ نفسانی - سوم خطرۂ ملکی - چہارم خطرۂ رحمانی - اول خطرۂ شیطانی میل کردن بر حرام و منہیات و مخالف شرع و آنچہ بدان ماند دوم خطرۂ نفسانی میل کردن بر لذات و شہوات اگرچہ حلال باشد - بغیر ما بد منہ لبقاء النفس ~

چرب و شیرین کم دہ این مرد دررا
زانکہ تن پروردہ رسوا می رود

سوم خطرہ ملکی میل کردن بر طاعات و عبادات و حسنات و غیر آن - چہارم خطرۂ رحمانی مایل شدن خاطر بر معرفت و

محبت و وحدت و ولوله شوق و ذوق است و تجلیه بر روح
است که مشاهده حق است درین مقام طالب را در هر لمحه و لحظه
چندین هزار تجلیات جلالی و جمالی می نماید و سالکے به ارواح
خویش مشاهده می کند ع

هر لحظه به شکل دگر آن یار بر آمد ٭ هر لمحه دگر گون و به گلزار بر آمد

درین جا لذت و ذوق و سرور عالم می یابد و سراسر همه شوق
می گردد و این جا مقامیست که بسیار سالکے درین مقام
مانده اند و کار را درین بیشتر است باید که درین منزل قناعت
نکند و ساکن نشود که "السکون حرام علی اولیاء"
درینجا کشف و کرامت و اظهار خواطر است باید که در تصرف نیارد
و خود را نگهدارد که مقصود وراء الورا است این جا ماندن کفر است

"مَن شغلک عن الحق فهو صنمک" روح را لقالب
ظهور دیگر است شخص را بشناس که آن ہم اول است و آخر است
و تخلیہ بر سرا است کہ خالی کردن سر است از خود و از مقابلہ
و مجادلہ خود و از مقام سر خود را خالی کردن بیشتر مقام خفی در خفی
کا نیست کہ گوید زیرا کہ کار کنندہ از مقام سر خفی در خفی محو شدہ
است کار کے کند و کہ را پرستد و چہ کند و کہ گوید و کہ شنود
فہم من فہم۔ عزیز من این جا محو در محو و طمس در طمس و ناپیدائے
در ناپیدائے و بے تدی و بے صدی است و از خفی غیب الغیب
است تا آنجا رسی نہ جستی و ندانی زیرا کہ سرِ عالم باطن را انتہائے
نیست کہ وراء الورا است کمال کمال ظہور عین بطون است
و کمال بطون عین ظہور است (ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن)

نظر عشق بر عین عین است ؎

کجا غیر کو غیر کو نقش غیر ٭ سوئے اللہ واللہ مافی الوجود
تماشائے خود را بہ خود می نمود ٭ کہ خود عاشق و عشق و معشوق بود

سالک در اول مرتبہ در عشق حسن خیالیت و مقام او در دماغ است و بستہ شدن خیال او را تعلق بہ مرتبہ شدہ است چون خیال بستہ شد بدل افتاد کار دل ذکر است چنانچہ بالا رفت چون کار دل تمام شد کار روح می فرمایند و کار روح ذکر قدسی است و مقام مشاہدہ است چون آن کار تمام کرد در خفی کار نیست چنانچہ بالا رفت بشیر غیب الغیب است و این جا سالک از تفرقہ بجمع در جمع آمد از کثرت بوحدت رسید و از تفصیل بہ اجمال پیوست و از مقید بمطلق پیوند شد

کامل گشت ہنوز مکمل نیست جمع است جمع الجمع نیست فنا شد
فناء الفنا نیست زیرا کہ درحقی محو شد باذ بہ تنزلات آمدن
نمی تواند مجذوب گشت سالک نیست مست گشت ہوشیار
نیست وچون ازین سکر بصحو آید واین صحو عین سکر نماید آنگاہ
درجمع الجمع رود چنانچہ درمنازل ترقی کردہ است تنزل کند و
آن تنزل نیست بلکہ ترقی در ترقی است زیرا کہ بدو آمدہ است
وبدو می گوید و می شنود برائے تکمیل دیگران مقام است
واین مقام جمع الجمع است و فناء الفنا است کائن و بائن
انبیاء و اولیاء و مرشدان کہ دعوت می کردند درین مقام بودند
کہ ایشان با حق حق باطل بودند خواب ایشان بیداریست و مستی
ایشان عین ہوشیاری است ۔ ان عینی تنام ولا ینام قلبی ۔

واین جا قایل عین صامت است و صامت عین قایل این مقلم تمکین است تاکرادسند وکراچشانند منها الاسرار باب النعم والعاشق تشکون ما یتجرع - سالک را فنائے اول صفاتی می شود بعدہ فنائے ذات درین ہردو مرتبہ نہادہ اند چنانکہ خدائے تعالی را سبع صفات ذاتیہ یعنے ائمہ و ارکان الوہیت وامہات صفات نیز و آن این است حیات و علم وارادت وقدرت وسماعت وبصارت وکلام پس فنائے صفات سالک بصفات الہی یعنے متصف می شود بصفات اللہ و آن انیست - حیات بحیات حق وعلم را بعلم حق وارادت را بہ ارادت حق وقدرت را با قدرت حق و سمع را با سمع حق وبصر را با بصر حق وکلام را با کلام حق این جا

اتحاد معنوی میسر می شود کہ تمیز آن ممکن نیست اگر نظر سالک
بالحقیقت بہ آن افتد کما حقہ بداند و بہ بیند و بشنود کما حقہ
وہم خودی و دوئی نیست کہ آن را وجود موہوم و حجاب میگویند
دور کند درین مقام سالک از خود فانی و بحق باقی می گردد بصفات
نہ بذات و این را قرب نوافل گویند چنانکہ کلام قدسی است
الانسان سری وانا سرّہ۔ لایزال العبد
یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احبہ وان احبہ
کنت لہ سمعاً وبصراً ویداً ولساناً ورجلاً بی
یسمع وبی یبصر وبی یاخذ وبی یبطش وبی ینطق
وبی یمشی و بنائے ذات حق ہنوز باقیست و در فنا می رود وصفات
ہنوز اضافت بہ سالک می کند چنانکہ گفت لہ سمعاً وبی یسمع

و سالک را نسبت بخود ہنوز مقام دوئی است۔ کہ التوحید قطع الاضافات. و چون در مقام فنا می رسد اضافت از سالک برخیزد و آن شعور سالکیست بر فنائے خویش تا آنکہ شعور محو نشود فناء الفناء میسر نشود۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ولی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ این جا صفات و ذات مستہلک و فانی محض گردد و این مقام صحو سیت کہ بالاتر از محو است و این جا اضافت و نسبت برخاست۔ کل من علیہا فان۔ این جا رومی نماید۔ کل شئ ھالک الا وجہہ سر بر زند۔ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار۔ خود بیان تمام است و کل یوم ھو فی شان و ان ربی علی صراط مستقیم۔ وکان اللہ

ولم یکن معہٗ شیءٌ۔ فنائے ذات این جا تمام گشت
واین را قرب فرائض گویند۔

ے۔ بہ نقش خود است فتنۂ نقاش
کس نیست درمیان تو خوش باش

ے۔ جانان تو با ما بودہ چندین چرا نمودہ
آخر تو ہم خود بودۂ الحمد للہ یافتم

حدیث ستفرق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ
کلھم فی النار الا واحدۃ۔ ہفتاد وسہ ملت اند ہفتاد
ودو ملت اہل ضلالت اند ویک اہل ہدایت پس طالب را
باید کہ خود را تفحص کند کہ من در کدام فرقہ ام وداشتن این امر
مشکل است ایشان را تمیز دلائل دیگر این باطلہ اند پس شناخت

بردو نوع است یکے آنکہ خود را در قول وفعل وحال متابعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیند چنانکہ در حدیث
الشریعت اقوالی والطریقت افعالی والحقیقت احوالی
والمعرفت وصالی ۔ اگر قال با قال رسول اللہ وحال با حال
رسول اللہ وافعال بہ افعال رسول اللہ قدم بقدم خود را بسیرت آنحضر
علیہ السلام یابد بداند کہ در ہدایت است وگرنہ در ضلالت دوم
آنکہ راہ حق را نہایتے نیست وحدے نیست پس ہر جا سالک سیر خود
را حد ونہایت بیند بداند کہ اہل ضلالت است و اگر سیر ورا ورائ
رود وبہ ہیچ منزل فرو نیاید بداند کہ اہل ہدایت است نیز کہ اورا
نہایتے نیست ہر جا کہ مقام کند بت راہ او باشد چنانکہ من شغلک
عن اللہ فھو صنمک ۔ پس طالب بہ ہیچ جا مقیم نہ باشد

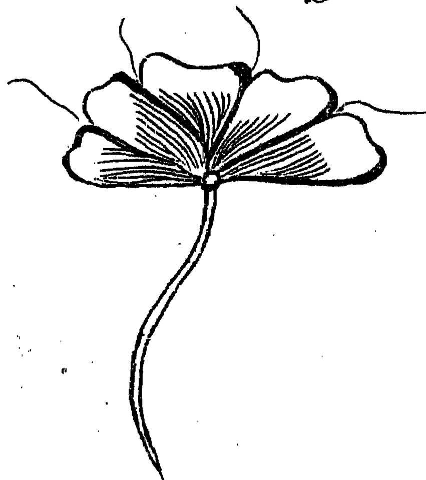
و منزل نه کنار بیت

محالست سعدی که راه صفا
توان رفت جز در پے مصطفیٰ

صراط مستقیم راه توحید است و عشق کمال خبر آن میسر نه گردد مقام حضرت محمدی چنانکه اول سالک را فناء الفنا فی الشیخ تمام در متابعت آنحضرت است و آن مقام جبروت است تا که راه جبروت قطع نکند در لاهوت نه رسد اگر کسی را بخت فرخ افتد او را راه عشق با متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میسر گردد و بے این باقی همه نقصان و ضلالت است و شوقے که آنحضرت را با حق بود از ان پرتوے و سایهٔ برین سالک افتد تمام کار است بخدمت مرشد کامل ۔ اللھم ارزقنا و

اياهم بالعشق والشوق والذوق تمام است بجميع
صفات اللہ ولی التوفیق بالارشاد ۞

تمت رسالہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہارونی
قدس سرہ العزیز۔



قصیدہ

حضرت فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

چشم بہ کشا کہ جلوۂ دلدار | متجلی است از در و دیوار
نحن اقرب الیہ آمدہ است | دور افتادۂ تو از پندار
کل شیء محیط می بینم | می سرائی بہ لحن موسیقار
تا بہ کے در صفات حیوانی | ہیچ یکچند احمقی بر عار
او بہ پیش تو ایستادہ چو سرو | سر فرو بردۂ تو نرگس وار
سرمۂ گر نہ نور بی بصر | بہ کشی در دو چشم بیدار نگار

از درون و برون نشیب و فراز | از پس و پیش و زمین و یسار
شاہد لا الٰہ الا اللہ | پیش تو پردہ گیر داز رخسار
ثَمَّ وجه الله آیدت به نظر | وهو معکم نمایدت دیدار
کاروان نفخت من روحی | به سرای تو بر کشاید بار
این تماشا چو بنگری گوئی | لیس فی الدار غیره دیار
احد است او اگر تو به شماری | واحدیت رساندت به ہزار
ہمہ یک قطرہ است این دریا | ہمہ یک دانہ است این خروار
اسپ و فیل و پیادہ و فرزین | به تن واحد آن سپہ سالار
می نماید به چشم احول تو | شتر و اسپ و فیل و گاو و حمار
زاغ و طاؤس و مار و مور و مگس | بلبل و قمری و چکاوک و سار
کافر و گبر و مومن و ملحد | متقی و شقی و بدکردار

هر چه می بینی از جماد و نبات ‌ ‌ ‌ وز وحوش و طیور و حیوان ار

آسمان و زمین نشیب و فراز ‌ ‌ ‌ از خبیثات و طیبات انگار

این همه ذات پاک یزدان است ‌ ‌ ‌ می کند جلوه ها برین اطوار

گر تو علم الیقین بدست آری ‌ ‌ ‌ سوی عین الیقین بیابی بار

روی حق الیقین عیان بینی ‌ ‌ ‌ شوی از کائنات برخوردار

به همین دیده بنگری ظاهر ‌ ‌ ‌ صورت خویش را بصورت یار

گوئی انگه نه خود که این همه اوست ‌ ‌ ‌ راحت و رنج و اندک و بسیار

پس به خود گوئی و ز خود شنوی ‌ ‌ ‌ لمن الملک واحد القهار

تو بدین پایه کی رسی هیهات ‌ ‌ ‌ که خرت باز مانده از رفتار

من طلبنی وجدنی آمده است ‌ ‌ ‌ عاشقان را بدست هست اقرار

من رانی فقد رای الحق را ‌ ‌ ‌ زین سبب گفت احمد مختار

من عرف نفسہٗ فقد عرف	گر نمی دید حیدر کرار
رمز من کان ھٰذہٖ اعمیٰ	بشنو یا ای خران کودنسار
ہر کہ این جا ندید محروم است	در قیامت ز لذت دیدار
کار کن کار پیش ز انکہ اجل	بار آرد ز ہستی تو دمار
منزل تو نہ دور نزدیک است	پای مردی بکن قدم بردار
قاطعان طریق در راہ اند	شتر مست تو گسستہ مہار
انا لیلیٰ بگو اگر مردی	ورنہ چون ابلہان سر مخار
بہ چہ معنی انانیت کفر است	ہیچ فہمیدی ای نکو کردار
خویشتن را مگو ہمہ یعنی	معنی سر آنی بگو ہمہ بردار
قل ھو اللہ وصف احمد آن	از میانش و لیک میم برآمد
این سخن در تو کی کند تاثیر	دارد آئینۂ دلت زنگار

روزے از روزہا کلیم اللہ ۔۔۔ خواست مرشد ز ایزد دادار

وحی آمد برائے او کہ برو ۔۔۔ پیش ابلیس مفسدان سالار

راہ طے کرد و سر بحکم نہاد ۔۔۔ رفت در پیش آن لعین ناچار

گفت خواہم من از تو ارشادے ۔۔۔ کاے تو در راہ عشق پاک عیار

یعنے ایزد برائے ارشادم ۔۔۔ بر سر تو نہادہ تاج مدار

زین سخن ہمچو شعلہ سر پیچید ۔۔۔ جست و بر جا نشست ہمچو شرار

گفت من از دم ازل دارم ۔۔۔ طوق لعنت بگردن ادبار

تو ندیم اللہی نداری ننگ ۔۔۔ تو کلیم اللہی نداری عار

من کجا و طریق این احکام ۔۔۔ من کجا و سبیل این اطوار

من نہنگم نہنگ عصمت خوار ۔۔۔ من پلنگم پلنگ دین ادبار

راہ در سہم ضلالت از من جو ۔۔۔ مفسدان را منم سپہ سالار

بزبان نیاز بازش گفت | ای تو در راه عشق خوش رفتار
درس کرد و بیان تو میگفتی | نکتهٔ هم برای من بگسار
به تکلم در آمد و بکشود | لب گوهر فشان و شکر بار
گر ز من چشم داری این معنی | در من بر نویسی این طومار
من گهربا تو بهر من نه شوی | این سخن راز من به خاطر دار
چون شوی بهر من برو پس از ان | هر چه خواهی بگو و باک مدار
یعنی اول چو من شوای سره مرد | زخم او را سپر به سینه میار
چون شنید این سخن از و موسی | گفت از روی عجز و الانکسار
راست گفتی درست فهمیدم | این سخن از تو ای ملک عیار
عین آبیم گرچه در ظاهر | می نمائیم لولوی شهوار
نام خود را کنون چو آب نهیم | زانکه ما شهر بتیم شکردار

آب را تو تمام ژاله نگر | ژاله را عین آب می پندار
خویشتن را تو در میانه مبین | سد اسکندر را ز میان بردار
لیک اندر قمارخانهٔ عشق | به ز منصور کس نه باخت قمار
تا تو هستی خدای در خواب است | چون بمیری تو او شود بیدار
فتمنوا الموت ان کنتم | صادقین آمده است در اخبار
گر بمیری تو پیشتر ز اجل | نکند بر تو تیر و خنجر کار
ملک الموت را شود بیقین | همچو سیماب کشتنت دشوار
صید عنقا کجا تواند کرد | بوالفضولی اگر رود به شکار
تو بخوف و رجا ازین درگاه | باز می مانی ای تحیر شعار
از زبانت همی کنی من و تو | جان غن یک تر ماتگی هشدار
عشق گر در دلت فروزد شمع | روز روشن نماید شب تار

ذوق و شوق آنچنان عیان بینی | که شوی مثل من ز خود بیزار
محو گردی چنان تو از مستی | نشناسی کلاه از دستار
در صفت سر زنند ازین هستی | می طرازم به صفحهٔ اظهار
یا به کل اللسان شود خاموش | یا به طال اللسان کند گفتار
لیک طال اللسان هلاک شود | سر و پا گم کند به دستار
وانکه کل اللسان بود چه شود | با سلامت به السید هموار
کم نه گردد ز کاکلش یک موی | کم نه گردد ز خرقه اش یک تار
آنکه او سر دهد ز بهر سرست | وانکه او سر دهد ز بهر دستار
گاه طال اللسان بود خاموش | گاه کل اللسان کند گفتار
میرزا موج اندرین مستی | مطلعی همچو مطلع الانوار
او خروشان چو بلبلان بهار | او خموشان چو طبلهٔ عطار

غیر او کیست کو سخن گوید | یا خمش بر نشیند اے دلدار

از برائے فریب خود خود گشت | جلوہ در قد و در قدم رفتار

تاب در زلف و وسمہ بر ابرو | سرمہ در چشم و غازہ بر رخسار

رنگ در آب و آب در یاقوت | بوئے در مشک و مشک در تاتار

ہست فعل خود است خود منظور | خود تماشا و خود تماشاکار

عاشق خود خود است خود معشوق | خود طبیب خود است و خود بیمار

خود شدہ طوطی و خود آئینہ | خود شدہ پیش طوطی آئینہ دار

خود کند ساز ہر گناہ کہ ہست | خود زند باز باب استغفار

حمد خود از زبان خود خود گفت | تا کہ بر خود شود پذیرفتار

خود پیمبر شدہ پیام آورد | گشت خود معترف نمود اقرار

گفت انا احمد بلا میم | از زبان محمد مختار

لی مع الله ومن الی گفت — هم خود از نطق سید الابرار

رب ارنی بگوش تو خود ریخت — خود بخود کرد حسرت دیدار

باز خود گفت لن ترانی را — بہر چہ بہر گرمی بازار

خود انا الحق زد از لب منصور — خود بر آمد ز شوق بر سر دار

من نیم او خود است فیہ تقا سبیح — من نیم او خود است در گفتار

ہست کان یا حیات صرف اہم — با ہمہ خیر و شر خود دوار

روز آدینہ بر سر منبر — گشت شبلی برائے خطبہ سوار

کرد توحید ایزدی آغاز — کہ یک است چند چہ صد چہ ہزار

مگر آنجا جنید حاضر بود — گفت اے پاکباز پاک عیار

آنچہ من با تو گفتہ ام بہ نہفت — تو عیانش ہمی کنی اظہار

گفت ہیہات اے یگانہ عصر — سخن مشرکانہ را بگذار

من همی گویم و همی شنوم | نیست کس غیر من به هر دو دیار
قم باذنی و قم باذن الله | هر دو یک نغمه است از لب یار
خواه قرب نوافلش برخوان | خواه قرب فرائضش به شمار
نیست جز نام فرق زیر و بم | زیر و بم میزند سر از یک تار
لوح دل را ز نقش غیر بشوی | خویشتن را خدای خود انگار
نور چشم من از خودی بگذر | زانکه باشد خودی ز جمله خوار
گر بدین بال و پر کنی پرواز | شاهبازی تو جبرئیل شکار
وانکه غیر تو چیست هستی تو | خویشتن را کناره گیر کنار
چونکه لا تشرک است حکم خدا | خویشتن را ز شرک پاک برآر
شرک دو هست در خفی و جلی | هر دو را پیش تو کنم اظهار
ای پسر لا اله الا الله | خود ز شرک خفی آئینه دار

هست شرک جلی رسول الله | خویشتن را ازین و شرک بدار
گر ز شرک جلی خلاص شوی | خویش را از خفی خلاص شمار
چون ازین شرکها خلاص شوی | شوی آن وقت صوفی عطار
آن یکی وقت نزع شبلی را | گفت ای قدوهٔ صغار و کبار
که بگو لا اله الا الله | مغفرت خواه زایزد غفار
به تبسم درآمد و بشگفت | همچو مردی بهار و چهره یار
گفت معشوق من ز استغنا | نگشاید ز روی رشوت کار
سالکی مر جنید را پرسید | کای ز سر تا قدم همه اسرار
به تکلم درآ که مشرک کیست | گفت کای تیره گوئی گودن سار
هر که نادیده نام او گوید | مشرکست آن فضول نا همواره
دع نفسک تعال را بشنو | ای برادر تو گوش پنبه برآر

هرکه از روی نزد تا لحق سر | هست او از جماعت کفار
هرکه منکر شود بود مشرک | من ز او چون خدای او بیزار
چون دوئی از میانه برداری | تو نمانی و او کند گفتار
دین احمد گزین مسلمان شو | بگزر از خویش و بگسل این زنار
این بت ار بشکنی چو ابراهیم | گر در آتش روی شود گلزار
شو بهر قول و فعل تبع سلف | غیر باطن به ظاهر است بسیار
شو بباطن ربوبیت پرواز | کن بظاهر عبودیت اقرار
ظاهر خویش پاک کن بوضو | باطن خویش را نماز گذار
پس وضو چیست پاک کردن دل | پاکی دل چه شستن از اغیار
حج چه باشد تر خود سفر کردن | بر کجا جانب هدایت کار
هست قربانی از پس حجت | قطع احکام طبعها یکبار

صفت طبع را چو نفی کنی | روی حق بینی از در و دیوار
روی بیگانه را که می نگری | آشنا وا نمایدت هر بار
تا نکاری یگانگی را تخم | کی دهد شاخ آشنائی بار
شد جنابت تمام شرک دوئی | غسل فرض است زان به آب دیدار
غسل چه بود به ورطهٔ توحید | غوطه خوردن نیامدن بکنار
چیست تجرید گشتنت آزاد | از هزاران هزار یار و دیار
بعد از آن از برادر و خواهر | بعد از آن از تمام خویش و تبار
غم اینها به هیچ نوع مخور | بگذر از جمله و بحق بسپار
زانکه داریم ما خداوندے | لطف او هست بر همه غمخوار
بعد تجرید بایدت تفرید | یعنی از آخرت شدن بیزار
فارغ الدین و تارک الدنیا | نکند فرق از فنا

دین و دنیا و دوزخ و فردوس | تو رہا کن بہ این خران بسیار

چیست تو بہ گزشتن از جملہ | چہ خدا و رسول و جنت و نار

تام این منزلیست اوادنے

ہست جائے شکیب و جائے قرار



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اولیائے عرفان وحدت

(مصنفہ)

پیر و مرشد قبلہ

الحمد للہ الذی نزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم کثیراً کثیرا۔

اما بعد جان اے بھائی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک سچا غلام مطیع الرسول کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے اور اسی سے

ہمارا خطاب ہے غیر سے ہم کو کچھ کام نہیں۔

اے مطیع الرسول نیک شعار | رحمت حق ہو تجھ پہ لیل و نہار
یاد رکھ وحدت حقیقی کو | گرو لے گر نہ بھولے تو اوسکو
ہاتھ سے کار دنیوی کرنا | دل کو مولا کے یاد میں رکھنا
نہیں اچھا طریقہ رہباں کا | خوب مسلک رسول یزداں کا
یاد رکھنا مسائل وحدت | دین میں پختگی ہو اور عظمت
مسئلہ وحدت وجود کے چند | میں نے لکھے ہیں اس میں اے دلبند
حفظ کر لو انہیں بجوش تمام | آخری وقت میں آئیں کام
کوئی گر سیکھنا جو چاہے انہیں | ہوں اگر اہل تو سکھا دو انہیں
مصطفیٰ پر درود اور سلام | احمد انشر میں کر اب تو کلام

جان اے بھائی وحدت کے دو قسم ہیں مطلقہ اور مقیدہ۔

مطلقہ میں وجود غیر کی نفی ہوتی ہے اور مقیدہ میں وجود مثل کی۔

پھر وحدت مطلقہ کے دو شق ہیں۔

(۱) وحدت الوجود (۲) وحدت الشہود۔

وحدت الوجود کا تعلق عقائد سے ہے اور وحدت الشہود کا عمل سے آدمی کے مختلف مراتب ہونے کے وجہ سے ان کے عقائد کے بھی مختلف مراتب ہیں۔ عوام کے عقائد کو خواص کے عقائد سے وہی نسبت ہے جو عوام کو خواص سے ہے۔

عوام کے لئے الہ باطلہ کی نفی لا الہ الا اللہ یعنے لا معبود الا اللہ کہنا کافی ہے جس سے شرک جلی سے نجات مل جاتی ہے اس مرتبہ کا نام شریعت ہے۔ شریعت میں اثبات معبودین تشریک ہے۔ اور اثبات الہ واحد توحید ہے۔ عوام کے لئے

عذاب جہنم سے نجات اور جنت کے نعمتوں سے تمتع دیدار خدا
اور شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتباع شریعت سے
حاصل ہو جاتی ہے۔ فمن زحزح عن النار وادخل
الجنۃ فقد فاز۔ جو شخص نار جہنم سے بچا اور جنت میں داخل
ہوا وہ مراد کو پہونچ گیا۔ مگر خواص کے واسطے اتباع شریعت کے
ساتھ تعلی مرتبۃ القرب توجہ الی الغیر بھی شرک ہے۔ یعنے نفع و
نقصان ہدایت وضلالت وغیرہ کو غیر حق کی طرف منسوب کرنا
اس مرتبہ میں شرک ہے۔ مگر شریعت میں ایسا نہیں ہے۔

حضرت سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اگر عز و جاہ ست وگر ذل و قید
من از حق شناسم نہ از عمرو زید

کیونکہ نافع وضار سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں۔ اس
مرتبہ کا نام طریقت ہے۔ طریقت میں توجہ بغیر حق تشریک ہے
اور توجہ بحق توحید ہے اور یہ شرک خفی ہے۔ جو لوگ اس مرتبہ
سے بھی اونچے ہیں۔ ان کے لئے اتباع شریعت و طریقت کے
ساتھ شرک فی الوجود بھی شرک ہے۔ یعنے وجود میں غیر حق کو
شریک کرنا اور یہ کہنا کہ وجود دو ہیں۔ ایک وجود اللہ تعالیٰ کا
اور دوسرا وجود خلق کا اس مرتبہ میں یہ عقیدہ بھی شرک ہے۔
اس مرتبہ کا نام حقیقت ہے۔ اس میں اثبات موجودین تشریک
اور اثبات موجود واحد توحید ہے۔ اس مرتبہ کا شرک شرک
اخفیٰ کہلاتا ہے۔ وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم
مشرکون۔ اور نہیں ایمان لائے اکثر اون کے ساتھ اللہ کے

مگر وہ شرکت کرنے والے ہیں۔ اس سے اونچا مرتبہ معرفت کا ہے
اس مرتبہ میں شہود غیر حق تشریک ہے اور شہود حق توحید ہے
مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ کا یہی مصرع اس مرتبہ کا پتہ دیتا ہے

ع:۔ ہرچہ پیدا می شود از دور پندارم توئی۔

وحدت الشہود اسی مرتبہ کا نام ہے۔ یہ عمل کا نتیجہ ہے۔ یعنے کسب سے بذریعہ شیخ کامل کی غلامی سے حاصل ہوتا ہے اور کبھی بے ریاضات شاذ عنایت ہوتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اور مرتبہ وحدۃ الوجود مرتبہ علم ہے جو عالم ربانی کی تربیت پر موقوف ہے۔ وحدۃ الوجود کو ایمان بھی کہہ سکتے ہیں جس کی بناء تصدیق غیر پر ہے۔ اور وحدۃ الشہود احسان ہے جس کی بنا مشاہدے پر ہے۔ ایمان اور شئے ہے

مشاہدہ اور شئے ہے۔ ایمان کے معنی تصدیق خبر ہے اور مشاہدہ
رویت مخبر عنہ ہے۔ شریعت ایمان کی تکلیف دیتی ہے اور
معرفت مشاہدے کی وہاں شہود علمی یعنے علم الیقین ہے اور
یہاں شہود عینی یعنے عین الیقین ہے۔ علم الیقین کے مرتبہ
میں جو ایمان کا مرتبہ ہے۔ عین الیقین یعنے مشاہدہ کی ضرورت
نہیں ہے۔ یعنے ایمان کی تکمیل مشاہدہ پر موقوف نہیں۔
یومنون بالغیب مومنین ومتقین کی صفت کاملہ ہے۔
کیونکہ ایمان کی تعریف میں مشاہدہ شرط نہیں ہے جیسا کہ اوپر
معلوم ہوا۔ وحدۃ الوجود کے معلوم کرنے کے واسطے پہلے یہ سمجھ لینا
ضرور ہے۔ وجود ایک اور ذات دو بوجہ ذیل مسلم ہے۔
دو ذات یعنے ایک ذات حق کی اور دوسری ذات خلق کی۔

ذات حق وجود محض ہے ازلاً ابداً اور ذات خلق عدم قابل الوجود ہے۔ اور ہر ذات اپنی اپنی صفات کی حامل اور مسند الیہ ہے۔ ذات حق چونکہ وجودی ذات ہے وہ ہمیشہ وجودی صفات سے موصوف ہے مثلاً حی۔ علیم۔ قدیر۔ مرید۔ سمیع۔ بصیر۔ کلیم وغیرہ یہ سب وجودی صفات ہیں اور ذات خلق چونکہ عدمی ذات ہے وہ عدمی صفات سے موصوف ہے۔ جو وجودی صفات کے اضداد ہیں مثلاً حی کے مقابل میت۔ علیم کے مقابل جاہل۔ قدیم کے مقابل حادث۔ قدیر کے مقابل عاجز۔ مرید کے مقابل مضطر۔ سمیع کے مقابل اصم۔ بصیر کے مقابل اعمیٰ۔ کلیم کے مقابل ابکم۔ حضرت شاہ کمال الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

ذاتی صفت حق کی قدم میری حقیقت ہے عدم
لحظہ بہ لحظہ ومبدم میں نہیں ہوں حق موجود ہے
عاری حیات وعلم سے لے قدرت ولے خواست ہوں
احوال اپنا کیا کہوں میں نہیں ہوں حق موجود ہے
میں ہوں اصم شنوا ہے حق میں بے بصر بینا ہے حق
میں گنگ ہوں گویا ہے حق میں نہیں ہوں حق موجود ہے

اگر خلق کی کوئی ذات یعنے حقیقت نہو صرف ایک ذات حق ہی کی مانی جائے۔ تو ان عدمی صفات کا کوئی حامل اور مسندالیہ نہیں رہتا۔ جب ذات حق حی۔ علیم ہے تو مردہ جاہل وغیرہ کے صفات کس ذات کے طرف محول کئے جائینگے یعنے ان صفات کا موصوف کون ہوگا۔ اور صفات خواہ وجودی ہوں

یا عدمی اون کے واسطے موصوف کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ کوئی
صفت اپنے موصوف کے بغیر قایم نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک ذات
حق ہی کی ہو اور دوسری ذات کی نفی کی جائے تو لازم آئیگا کہ
اون عدمی صفات کی حامل بھی ذات حق ہی ہو۔ یعنے اس صورت
میں کہنا پڑیگا کہ حق زندہ ہے اور حق مردہ ہے نعوذ باللہ۔
ذات حق وجود محض ہے عدمی صفات سے موصوف نہیں ہو سکتی
کیونکہ حق زندہ ہے مردہ نہیں کہہ سکتے۔ تم نے بچوں کا منہ بہلاتے
ہوئے سنا ہوگا۔ چھی چھی کتا کھا۔ دودھ ملائی میرا نہا کھا جب
دودھ ملائی اس کے نہنے نے کھائی۔ چھی کھانے کے لئے اوس کو
دوسری ذات یعنے کتے وغیرہ کو ڈھونڈنا پڑا۔ دوسری ذات
تھی تو چھی بھی تیرے میاں ہی کو کھانی پڑتی جب ایک ہی بات

اپنے نہنے کو چھپی سے بچانے کے واسطے کتے کو تلاش کیا تو
اگر حق سبحانہ تعالٰے نے جو ہر نقص وعیب سے منزہ ہے
اپنے صور علمیہ کو ذات خلق ٹھہرا کر نقائص کی پوٹلی کو خلق کے
سر رکھا۔ جس کی وہ مستحق تھی تو کیا بعید ہے۔ معلوم ہوا کہ دوسری
ذات کا ہونا ضرور ہے ؎

بیچارہ خرا اگرچہ بے تمیز است
چون بارھمی برد عزیز است

ذات حق صفات وجودیہ سے موصوف ہے اور ذات خلق
صفات عدمیہ سے۔ اب ایک ذات خالق۔ حاکم۔ رب۔ الہ
ہوئی اور دوسری ذات۔ مخلوق۔ محکوم۔ مربوب۔ عابد۔
ٹھہری۔ یہی منشاء شریعت کا ہے۔ اور یہی تعلیم کلمہ طیبہ

لا الٰہ الا اللہ کی ہے۔ جس کا اعتقاد دخول اسلام کی پہلی شرط ہے۔ جب تک ذات حق اور ذات محمدؐ یعنے ذات خلق کی تصدیق نہ کی جائے اس وقت تک کوئی دائرہ اسلام میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ یعنے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہہ ہر دو ذات ایک دوسرے سے حقیقی متائر ہیں۔ کیونکہ ایک ذات وجود محض ہے۔ اور دوسری ذات عدم ہے۔ عدم اور وجود میں تبائن کلی ہے۔ اِنْ کَانَ حَقًّا فَلَیْسَ خَلْقَ اَبَدًا وَاِنْ کَانَ خَلْقًا فَلَیْسَ حَقَّ اَبَدًا۔ اگر ذات حق کو ذات خلق کا عین کہا جائے تو لازم آئیگا کہ ذات حق نعوذ باللہ عدم قابل الوجود ہے اور اس کو وجود محض تسلیم کیا گیا ہے اور اگر ذات خلق کو ذات حق میں عین کہا جائے

تو لازم آئے گا کہ ذات خلق وجود محض ہے۔ حالانکہ اوس کو عدم قابل الوجود مانا گیا ہے وھذا خلفٌ۔ دو ذات کے ثبوت میں مولانا جامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ؎

با خدا در ازل دو علم بود	علم بالذات علم ماہیات
با ہمین ہر دو علم ثابت شد	کہ بود غیر ذات ماہیات

اسی طرح مولائے روم علیہ الرحمتہ نے دو ذات کے ثبوت میں ہر ذات کی ایک صفت خاصہ کو لیکر دو ذات کا ثبوت اور ان میں حقیقی غیریت کو ایک شعر میں بیان فرمایا ہے۔ گویا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی تفسیر فرمائی ہے ؎

جملہ معشوق است و عاشق پردۂ	زندہ معشوق است و عاشق مردۂ

جملہ معشوق است یعنے لا الٰہ الا اللہ۔ عاشق پردہ یعنے محمد الرسول اللہ۔ لا الٰہ میں جنس معبود کی نفی ہے۔ چونکہ معبود کو موجود ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ معدوم شئے معبود نہیں ہوسکتی لہذا لا الٰہ جملہ موجودات کی نفی کو مستلزم ہے۔ اس واسطے کہ اگر کوئی شئے معبود ہوتی تو وہ بذات خود موجود ہوتی۔ مگر جملہ موجودات عالم مین کوئی شئے بذات خود موجود نہین ہے سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ لہذا کوئی شئے معبود نہیں ہے سوائے اللہ سبحانہ کے۔ کان اللہ ولم یکن شیئاً غیرہٗ (بخاری) اور وہ اب بھی اَلْاٰنَ کما کان ہے اور یہی لا موجود الا اللہ کی دلیل ہے۔ عاشق پردہ۔ یعنے محمد یعنے جملہ خلق اس پردگی کے واسطے بمنزلہ

پردہ کے ہے جس کی آڑ میں حقیقتاً پردگی کام کر رہا ہے۔ اس
سے دو ذات کا ثبوت ظاہر ہے۔ ایک ذات پردگی کی
اور دوسری ذات پردہ کی۔ اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ پردہ اور
پردگی میں ذاتی غیریت ہے۔ پردگی اور شئے ہے اور پردہ
اور شئے۔ پردگی کو کہیں پردہ نہیں کہہ سکتے۔ ایسے ہی پردہ
کو پردگی نہیں بول سکتے۔ ایسے ہی حق و خلق پردگی اور پردہ ہے
شیخ اکبر نے اس پردہ کو اسباب سے تعبیر فرمایا ہے۔ مطلب
ایک ہی ہے۔ دوسرے مصرع میں مولانا نے اس شبہ کو
دفع فرمایا ہے کہ کوئی ہر دو ذات کو غلطی سے موجود بوجود خود
نہ سمجھ بیٹھے اور یہہ بتلا دیا کہ ؎

زندہ معشوق است عاشق مردۂ

یعنے زندہ صرف معشوق یعنے اللہ ہی ہے۔ اور عاشق یعنے محمدؐ
یعنے جملہ خلق مردہ ہے۔ اس واسطے کہ زندگی وجود کی رتبتاً
پہلی صفت ہے۔ اور مردگی عدم کی پہلی صفت ہے۔ پھر وجود
حق کی حقیقت ہے۔ جو کبھی عدم یا عدم کی کسی صفت سے
ازلاً ابداً موصوف نہیں ہوسکتا۔ اور عدم خلق کی حقیقت ہے
جو کبھی وجود یا وجود کی کسی صفت سے ازلاً ابداً موصوف نہیں
ہوسکتا۔ ہر اشیائے عالم جو موجود نظر آتی ہیں۔ وہ صرف
وجود حق کو عارض ہونے کی وجہ سے جیسے بنظر قاصر صورت
جسمیہ کا ہیولی جسم مطلق سمجھا گیا ہے۔ ایسے ہی تمام صور
عالم کا ہیولی حقیقتاً وجود حق ہے۔ جیسا کہ اس قوم کا مقولہ
ہے۔ اَلْعَالَمُ جَمِیْعُ اَجْزَائِہٖ اَعْرَاضٌ وَالْمَعْرُوْضُ

هو الوجود۔ اس واسطے کہ حقائق ممکنات محض صور علمیہ
حق تعالیٰ ہیں۔ صور کا نمود بغیر کسی شئے کو عارض ہونے کے ممکن
نہیں۔ مرتبہ ثبوت میں علم حق کے ساتھ ثابت نہیں۔ خارج
مین وجود حق کے ساتھ قائم ہایا۔ وجود حق اپنی علمی صورتوں
کے پردوں مین خود ظاہر ہوا۔ اسی ظہور کا نام خلق ہے۔ حضرت
شاہ کمال الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صورت اشیاء سے اپنی ذات حق ظاہر کیا
شکل ہر شے سے مہر اپنا نور جون باہر کیا
وجہ دیکھا آپنا لیکن لباس غیر مین
صانع کامل دیکھو کیا صنعت نادر کیا
ہے ہوالظاہر دلیل اسبات کے اثبات پر

نفی سے محجوب نا حق آپ کو کافر کیا
باوجود بے چگونی آپ کو با چون نما

مثل محمود و ایاز او کا شف سر کیا
جون ظہور اپنا کیا درپن ظہور خلق سکا

یون ظہور اس کا ظہور اپنے کا درپن پھر کیا
گنج مخفی میں جو کچھ تھا مندمج اور مندرج

آشکار اوس کو عجب حکمت سے اوفا طر کیا
ممکنون کی رکھ کے اعدام مقید پر نظر

ذات مطلق اون کو منظور آپ کو ناظر کیا
کر کے اون پر پرتو اندازی انوار وجود

مثل کو خارج مین اون کی دائرہ سائر کیا

غیب میں معلوم اور خارج میں جو معدوم تھا
اوس کو با احکام و با آثار خود حاضر کیا

حضرت تشبیہہ تھا مستلزم اظہار خود
کر عدم سے خلق کو موجود اور قادر کیا

تھا کمال دومی کا اقتضا جو آپ کو
امر ایجادی کے ماموارت کا آمر کیا

اقتضائے ذات و استعداد اصل این و آن
آپ کو ظل لطیف مظہر و قاہر کیا

جو کہا سب اس سے ہے نا سب ہی کب آپنا
روے دل شرک خفی کی لوث سے ظاہر کیا

جس نے بولا سب وہی ہے اس سے سب کیا بات ہے

جد و جہد اس علم کی تحقیق مین قاصر کیا

جو کہا ہے ان دونون ضدون کو عین یکدگر

عرصہ عرفان میں خنگ فہم کو شاطر کیا

کئی ہزاران ناقص التحقیق رہ گئے اے کمال

فیض حق شہمیر کو اس علم کا ماہر کیا

جس کے معنی پیدا لینے ظاہر کرنے کے ہیں یا کہو کہ اپنی صور علمیہ کو اپنے شیون و صفات کے مشاہدے کے واسطے آئینہ بنایا۔ خلق اور اس کے عدم کے آئینہ میں اپنے کو موجود جہل میں اپنے کو عالم دیکھا۔ مردگی کے آئینہ مین اپنے کو حی۔ عجز مین اپنے کو قادر وغیرہ وغیرہ ۔ اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِھَا ہر شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ حضرت شاہ کمال الدین حسب

قدس سرہ کی غزل یہاں درج کی جاتی ہے ہر شخص اپنے حصہ
کے موافق اوس سے بہرہ اندوز ہوگا۔ انشاء اللہ ؎

موم کی ذات ہے موجود وجودی مثلا
اپنی ہستی میں نہ محتاج ہے کس کا اصلا
نرمی موم بھی موجود ہے اما ذہنی
موم لے ہاتھ میں اور عقل سے نرمی کو پا
موم کو ذات سمجھ اور صفت نرمی کو
انفکاک اوس کو نہیں اس سے مجوز قطعا
موم شکلوں کو دکھایا صفت نرمی سے
ورنہ ہر شکل سے ہوتا نہ تجلی فرما
موم موجود وجودی ہوا نرمی ذہنی

کہیں اشکال کو موجود اضافی عرفا
لوگ موجود وجودی ستی کر قطع نظر
کریں موجود اضافی کے طرف چشم کو وا
موم موجود وجودی ہے نہ اشکال ولیک
موم کی ہستی سے اشکال ہیں موجود بپا
بلکہ موجود و مشہود ہے فی الواقع موم
ذات اشکال سراسر عدم بحت بنا
سوئے تنزیہ کوئی گر جو کرے نسبت موم
گر کہے موم کے تئیں خالق اشکال بجا
اور اضافت جو کرے موم کی تشبیہ طرف
عین اشکال وہی موم کہے گا نہ سوا

شکل اغیار سے خود موہوم کیا گرچہ ظہور
یا ان وجود اور ہے موجود وگر اے داتا
نین ہے موجود سے مقصود مگر کثرت خلق
حق مطلق ہے عبارت ز وجود یکتا
خلق کو صوفیہ جو دکھیں حق کو وجود
ایک ہستی سے دو موجود بھی کہنا ہے روا
پس یقین بوجھ کہ در عالم ہستی دو وجود
کوئی نہ موجود ہے جز ہستی مطلق ابدا
یہہ تمامی ہے بیان وحدت ہستی کا کمال
لیکن از روئے حقائق ہی حق وخلق جدا
میرے استاد مرحوم حضرت حکیم مولوی عنایت اللہ خاں

نور اللہ مسجود فرماتے ہیں ؎

اگر آئینہ ہے عاشق تری زلف مسلسل کا
نگاہ ناز تے اونچا کیا رتبہ سجنجل کا
تو ہے آئینہ سے ظاہر ترے سے آئینہ روشن
یہ بیوپا گھر کا گھر ہی میں ہوا بدل و مبدل کا
تری اے کندن خالص ہی ہے چاشنی جو تجھی
بتا کر جپہ کہیں سمرن کہیں تعویذ ہیکل کا
کہیں کنگن کی صورت ہے کہیں ہے ساعد سیمین
کہیں ہے کلس کا قبہ کسی تاج مکلل کا
نگہ پڑتی ہے سونے پر ہوا محسوس تو دسونا
ظہور اس کا ہے چھاگل سے نہیں ہے نام چھاگل کا

منزہ ہے جمال حق کم و کیف و تغیر سے

ہوا آئینہ کیف و کم تغیر حسن اکمل کا

تری آغوش سے جانان نکلکر سخت مضطر ہوں

مگر نقشہ ہے آنکھوں میں ترے دربار اول کا

تری محفل سے جو نکلا پریشان اور حیران ہے

ترے دہن میں ہے دیوانہ انا الحق یاد ہے کل کا

حکیم مست آغوش عدم کو ایک دم تو لے

پھنسا یا لاکے جنگل میں بھلا ہو تیرے جنگل کا

یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ذات خلق کو ذات حق کے

ساتھ باوجود حقیقی غیریت کے عینیت حقیقی کی قرابت ازل سے

ثابت ہے۔ مرتبۂ ہویت یعنے احدیت میں عینیت اندماجی

حاصل رہی ۔ اور مرتبۂ وحدت یعنے مرتبۂ علم میں عینیت علمی رہی اور واحدیت یعنے عالم تفصیلی میں عینیت علم تفصیلی اب خارج یعنے مخلوقیت کے مرتبہ مین عینیت وجودی ہے ۔ یعنے احدیت میں ذات حق سے مسلوب نہیں ۔ اور علم میں اجمالاً وتفصیلاً علم الہٰی سے مسلوب نہیں رہا ۔ اب مخلوقیت کے مرتبہ مین وجود یعنی ہستی حق لے کر پیدا ہوا کیونکہ حقائق خلق صور مخفیہ ہین جو بغیر کسی شئے کو عارض ہونے کے اس کی نمود ممکن نہیں جیساکہ اوپر معلوم ہوا ۔ حضرت شاہ کمال الدین صاحب قدس سرہٗ کی غزل بھی قابل ملاحظہ ہے ؎

صورت سے ممکنات کے جب حق ہوا عیاں

ہین حکمتین بالعنین اوس کے درمیان

یک یہ کہ خود بصورت اشکال علم خود
خود ظاہر و عیان ہوا اور باطن و نہان
پس معنی کلام ہو الظاہر از نبی
ظاہر بہ صورت ہمہ حق است بے گمان
دیگر کہ اس ظہور میں پائے ظہور سب
خارج میں حکمہا و اثر ہائے ممکنان
یعنے جو علم حق میں ہے ثابت یہ ممکنات
از طول و عرض و کیف و کم و قدر غیر آن
اس واسطے کہ حق ہے بری ان تمام سے
ذاتاً وجود محض ہے بے چون و بے نشان
پس وہ وجود محض کہ با قید چند و چون

ظاھر ہوا بصورت ما دبہ شکل تان

محض از پئے ظہور ہمہ ممکنات ہے

از مکمن بطون بہ سراپردۂ عیان

صورت جہان کی علم سے تب آ ئی عین مین

جب حق کیا ظہور خود از صورت جہان

شہیر پیر منن ہمہ اوست میں کمال

کیتا ہمہ از وست کو ثابت نہ ہے بیان

شیخ اکبر نے حدیث اَلرَّحِمُ شِجْنَۃٌ مِنَ اللّٰہِ سے فتوحات

مکیہ میں اس قرابت کو ثابت کیا ہے۔ شجنہ لغت مین

رحم کو کہتے ہیں یعنے رحم رحمن سے مشتق ہے۔ مطلب یہ ہے

کہ رحم اللہ سے رگوں کی جالی کی طرح جالدار قرابت رکھتا ہے

یعنے جیسے رشتہ دارون کی رگون میں باہمی قرابت کا جال پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلق کو حق کے ساتھ قرابت قدیمہ ہے کیونکہ خلق اوسی کی ذات کے شیون اور اسی کے صور علمیہ تو ہین کہین باہر سے نہیں آئے یعنے ماہیات ممکنات اپنے ثبوت مین ذات واجب کی محتاج نہیں۔ بلکہ اس کے شیون ذاتی ہیں۔ جو بے جعل جاعل ذات حق میں مندمج ہین۔ ع

چو در نافۂ مشکین گل از بیش بود

یہان حلول یا اتحاد کا شبہہ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ حلول واتحاد کے واسطے دو موجود فی الخارج کا ہونا شرط ہے تاکہ ایک موجود دوسرے موجود مین حل یا متحد ہو۔ یہان موجود صرف ذات حق

ہی ہے۔ دوسری ذات خلق ہے جو معدوم ہے اور موجود معدوم
محل اتحاد یا حلول یا اس کا محدد نہیں ہو سکتا ہے

عینیت وجودی و غیریت حقی
انکار اس دو قول کا ہے جہل و احمقی
جیسا کہ ہے یگانگی محض ملحدی
بیگانگی صرف کا قائل ہے تدقی
باکون غیریت ہے، یہ دو ضد کی جمع مین
ثابت موحدی و محقق محققی
واقع ہے فرق و جمع حقیقی کے ضمن مین
کامل میان شرع و حقیقت مطابقی
آیت حدیث قول مشائخ یہ رمز پر

ناطق ہیں ہم دلائل عقلی و منطقی

اول گواہ عبدہٗ اور وحدہٗ دگر

رکھا اسکو اوسکو مستوی اے مومن تقی

ہے مختفی غیر حقیقی بلا خلاف

حضرت خدا کی خالقی اور اوسکی رازقی

ارسال ہر پیمبر و انزال ہر کتاب

ہر مومن سعید و ہر کافر شقی

من یغفر یعذب بھی بمشیت حق

کہتا ہے کس کو کر حق و باطل نہیں فارقی

لا تطرونی آپ جو فرمائے مصطفٰے

تا آخرش مگر تو سنا ہیں اے جھپی

بے شرع زندقہ ہے حقیقت کہے ہیں غوث
جن کے سخن کو شرع وحقیقت میں او تقی
ہجرت میں وصل وصل میں ہجرت ہے کیوں کہے
بندہ نواز خسرو اقلیم عاشقی
ذات وصفات میں ہے خدا خلق سے جدا
اس کی کرے عقیدہ جامی مصدقی
لم یتخذ بغیرہٖ آیا کہے ہیں کیوں
تکمیل کی کتاب میں عبد الحق حقی
اشیا کا عین نیں ہے خدا فی دوا تھا
فرمائے شیخ اکبر صوفی متقی
من لا یکون فیہ من العبد وجہ یب

مانحن فیہ کی کرے اثبات صادقی

جبراً اگرچہ حال کے غلبے میں کہہ گیا

لیکن نہ حق ہوا وحسین انا الحقی

واجب قدیم ممکن وحادث اگر جو ہوئے

آوے ہے لازم اوس میں تو قلب حقائقی

ہموارہ نہیں خدا کو سزاوار بندگی

بندہ کو نہیں ہمیشہ خدائی کی لائقی

جو کچھ کہ غیر حق بجمیع الوجوہ ہے

باذات و باصفات ہے معدوم مطلقی

کہتے ہیں جس کو غیر حقیقی ہم اس کو ہے

الحق یگانگی حقیقی سے ملحقی ؛

فی الجملہ لاکہ دلیل سے اثبات مین یقین
حاصل نہووے تا نہ کرے پیر مشفقی
ملتا ہے اس کو مرشد کامل کہ در ازل
مقسوم میں کیا ہے قضا جس کے سابقی
شکر خدا کہ حضرت شہمیر کو دیا
ہر شیخ سے سلوک معارف مین فائقی
باوصف غیر خلق کو حق جان اے کمال
کر رفع دل سے اپنے خیالات ما بقی

ہر شئے مندمج مندمج فیہ سے متغائر ہوتی ہے۔ لہذا عینیت اندماجی اور اسی حالت میں غیریت علمی شیون ہر دو ازلی ہیں۔ یہ نہیں کہ مرتبہ ہویت میں یہ مسلوب عن الذات تھیں۔ ہان

خارج مین آنے کے واسطے وجود حق کی محتاج ہین۔ لہذا ان کے اقتضاٰت اور قابلیات کے پورا کرنے کے لئے جیسا جس حقیقت کا اقتضاء تھا وجود حق نے ان صورتون سے خود ظاہر ہوکر ان کی اقتضاء کو پورا کیا۔ جیساکہ فرمایا أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ اور نیز آتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ جس کا مطلب یہ ہے کہ مین سائل کے سوال کو پورا کرتا ہون اور جو تم نے مانگا وہ میں نے تم کو دیا یعنے خلق کی طلب کے موافق خلق نما بنا خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُورَتِهٖ یعنے مرتبہ علم میں آدم کی جیسی صورت تھی اوسی صورت پر آدم کو پیدا کیا یعنے آدم کی صورت سے خود ظاہر ہوا اور حقیقت انسانی کا جیسا کچھ اقتضا تھا انسانی صورت سے آپ ہی اوس کو پورا کیا۔ ایسے ہی تمام

حقائق ممکنات کے افعال وخواص کو علم الہٰی نے ان کی سوالوں سے جیسا کچھ معلوم کیا عالم خلق مین ویسا ویسا خود بنکر ظاہر فرمایا۔ ہر صورت سے اوس کی قابلیت اور اوس کے گنون کو جانچ کر جو علمی نقشہ تیار کیا اوسی کا نام تقدیر الہٰی ہے جو مٹ نہیں سکتی۔ اور چونکہ اون کے قابلیات کے اقتضائی سوال پر نقشہ تقدیر کو مرتب کیا ہے۔ جو ان مین بے جعل جاعل ثابت تھا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی الزام ظلم و جبر کا نہیں آسکتا۔ جیسا کہ اس کا قول وَاٰتٰکُمْ مِن کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ جیسا اوپر مذکور ہوا اور نیز فرمایا۔

وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَھَدٰکُمْ اَجْمَعِیْن اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کرتا۔ یعنے مگر تم نے نہیں چاہا۔ لہذا جو تم نے مانگا وہی

ہم نے دیا۔ ایمان کے طالب کو ایمان اور کفر کے طالب کو
کفر سعید کو سعادت اور شقی کو شقاوت۔ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ
لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ
حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۔ یعنے اگر تیرا رب چاہتا تو روئے زمین
کے تمام آدمی ایمان لاتے۔ کیا پھر تو ان کو زبردستی سے مومن
بناتا ہے۔ اسی مضمون کو ابوطالب کے لئے ہدایت کی دعا کے
اصرار پر پھر اعادہ فرمایا۔ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ
پیارے نبی جس کو دوست رکھتے ہو اس کو ہدایت نہیں کرسکتے
یہ کام تو اللہ ہی کا ہے کہ جس کو چاہے ہدایت کرے۔ تم خدائی
کے گر نہیں جانتے۔ اور قدرت کے استعمال سے ناواقف ہو
ہم اگر چاہیں تو ہمارے میں ایسی قدرت ہے کہ ہم روئے زمین کے

آدمیون کو ہدایت کر دین اور تمام لوگ مومن بن جائین۔ مگر
جب اون کی استعداد اور قابلیت کا اقتضاء ایمان کا نہیں
تو ہماری غنائے مطلق کو کیا ضرورت ہے کہ ہم اون کو زبردستی
سے ہدایت پر لائین اور جبراً مومن بنائین۔ تم اون کی اقتضاء
سے واقف نہیں کہ ہدایت پر آنے والے کون لوگ ہیں۔ وَهُوَ
اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ ہدایت پر آنے
والے کون ہیں۔ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ
اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ اگر اللہ تعالیٰ ان
میں کچھ بھی بھلائی کی قابلیت جانتا تو اون کو کلمۃ الخیر کہہ سناتا
مگر اون کی ذات میں خیر کی جگہ سفر تھا اس لئے اونہیں کلمۂ خیر
نہیں سنایا اور بالفرض سناتا بھی تو وہ منہ موڑکر پھر جاتے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ تقدیر الٰہی اون کی ذاتی قابلیات کے مطابق ہوئی۔ ہان اگر اون کی قابلیات جو کہ اون کی ذاتیات ہین مجعول جاعل ہوتے یعنے اللہ کے بنائے ہوئے ہوتے تو البتہ خیر اور شر۔ سعادت و شقاوت وغیرہ وغیرہ کے الزامات جاعل کے سر پر تھوپے جاتے۔ اوس وقت اللہ تعالےٰ کے قول مَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ اور فَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ وغیرہ کی تاویل مشکل تھی۔ اس دقیقہ کی ناواقفیت کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ تقدیر اور جبر کے مسئلہ مین مختل الحواس اور ادائے ماہو الحق سے کوسون دور ہین۔ سب سے بڑا جواب ان کے پاس تحکم مالکانہ کا ہے کہ بزور مالکیت جو چاہے کر سکتا ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ جو ارادہ کرتا ہے کر ڈالتا ہے

لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ کوئی اس کے حکم کو پیچھے نہیں ڈال سکتا
لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ کسی کو اس کے
فعل میں چون و چرا کی مجال نہیں اگر حکم مالکانہ خلقت کو حرف
گیری سے مانع ہے تو ما انا بظلام للعبید اور فللہ الحجۃ
البالغۃ کے فرمانے میں اوس کے عدل اور اقساط کو سرخروئی
نہیں بلکہ از قسم باب بندگی ہزار بیچارگی بسطوت اور جلال
اور رعب شاہی سے عاجز ہوکر اوس کے ظلم کو عدل کہا جاتا ہے۔
ایسے ایمان کا دعوے پاکان خدا کے روبرو کس قدر شرمناک
دعوے ہے دل میں دغدغہ ظلم زبان پر اقرار عدل صریح نفاق
ہے۔ ادب مانع جنبش زبان تحرک شفتین مخوف سلب
ایمان ایسا نہیں مومن صادق ہو۔ دامن الوہیت ظلم و جور کی

گرد سے بالکل پاک اور منزہ ہے جس کے دل مین جس قدر
ظلم کا خطرہ ہے اوسی قدر وہ دل ایمان سے خالی ہے ایسے
لوگون کے روبرو یوم الجزا مین اون کے حقائق پیش کردیے جائینگے
کہ اپنے حقائق کو دیکھ کر جو اعتراض کرنا ہو کرو اوس وقت ندامت
کے سوا کیا ہے اس واسطے فرمایا لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ کیونکہ
اوس کا فعل تمھارے خفتہ حقائق کو جگانے والا اور خفیہ قابلیات
کو ظاہر کرنے والا ہے۔ پھر کس کو سوال کی مجال ہے۔ اَيَطْمَعُ
كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ كَلَّا إِنَّا
خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ۔کیا پھر ہر آدمی جنت مین داخل
کئے جانیکی طمع کرتا ہے۔ ایسا نہیں ہم نے جس شئے سے اوس
کو پیدا کیا ہے وہ معلوم کرلین گے۔ یعنے اپنی حقیقت کو دیکھکر

سمجھ لین گے کہ ہم جو دوزخ مین داخل کئے جا رہے ہیں ہماری حقیقت کا اقتضا دوزخ ہی مین داخل کئے جانے کا تھا اس مین قضا و قدر کا شکوہ اور دخول جنت کی طمع بالکل بے محل ہے۔ حافظ شیرازی نے اس کا پتہ دیا ہے ؎

مہمان کشت خویشیم گر نیک گر بد است
حاشا کہ ہیچ شکوہ بود از قضا مرا

یہان ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب حق تعالیٰ قادر مطلق اور ارحم الراحمین ہے پھر ایسی مخلوق کی جس میں خیر کا کوئی ذرہ نہیں تھا اصلاح کیوں نہیں کی گئی اور اگر اصلاح کی قابلیت اون مین نہ تھی تو اون کو کیون پیدا کیا گیا حالانکہ انسانی مصلحان بنی نوع انسان اس سے متاثر ہیں ؎

اگر بینیم کہ نابینا و چاہ است
اگر خاموش بہ نشینیم گناہ است

وہ تو ارحم الراحمین و رب العالمین ہے۔ اس کا شرعی جواب تو یہہ ہے کہ اصلاح اوس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔ اصول کا مسئلہ طے شدہ ہے پھر اوس کو خیر و شر دونوں کو پیدا کرنا مقصود ہے کیونکہ خیر و شر دونون اوس کی ذات مین مضمر ہیں۔ اور اس کے ذاتی شیون ہین جہان اوس کی ذات اپنے مکارم صفات کی حامل ہے وہان حقائق ممکنات اور اون کے شرور کو لئے ہوئے جامع خیر و شر ہے اگرچہ شر اون کی طرف منسوب نہیں ہے بلکہ وہ حقائق ممکنات کی خصوصیات سے ہے۔ جب تم نے بچے کو گود مین لیا تو اوس کے

ساتھ اوس کے پیٹ کی آلائش و بول و براز وغیرہ بھی تمھارے

گود مین سوار ہے مگر تمھارا جسم تمھارے کپڑے اوس سے پاک

ہین۔ خارج مین آنے کے بعد بول و براز بچے کے طرف منسوب

ہوتا ہے تمھارا نام کوئی نہیں لے سکتا۔ ایسے ہی مخلوق کے خارج

مین آنے یعنے پیدا ہونے کے بعد اوس کے شرور اوسی کے

طرف منسوب ہوں گے نہ کہ خالق کے طرف اسی واسطے رسول خدا

صلعم نے ارشاد فرمایا۔ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ یعنے شر آپ کی

طرف منسوب نہیں ہے۔ اگرچہ مرتبہ قبل خلق سے پہلے آپ ہی

اس کے حامل تھے اور مرتبہ خلق مین آپ ہی اس کے خالق

ہیں۔ اسی واسطے اس کی ذات جامع الاضداد ہے ہادی اور

مضل خود ہے نافع اور ضار آپ ہی ہے محی اور ممیت خود ہے

قابض اور باسط آپ ہی ہے۔ رحمن اور قہار خود ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک صفت دوسری صفت کی معرف ہے۔ جیسے عدم یعنے ذات خلق وجود یعنے ذات حق کی معرف ہے۔ اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِھَا۔ اگر شر کو پیدا نہ کیا جاتا تو خیر کو خیر نہیں کہہ سکتے تھے اور اوس کے اسمائے جلالی معطل رہجاتے تھے بلکہ وہ آپ بھی معطل رہجاتا تھا۔ صفات کی نفی سے ذات کی نفی متلزم ہے شیخ اکبر رضؓ فرماتے ہیں۔ اَلْوُجُوْدُ اِذَا نَسَبْتَ اِلَی الْحَقِّ قُلْتَ قَدِیْمٌ وَاِذَا نَسَبْتَ اِلَی الْخَلْقِ قُلْتَ مُحْدَثٌ یہ اس قسم کا مقولہ ہے جیسے اس مقدس قوم کے دوسرے ملفوظات ہیں جن کو اون کے اصطلاح میں ارشاد شیخ کہتے ہیں مثلاً حرکت ایک نسبت دو۔ ایک طرف

تنزیہ کے دوسری طرف تشبیہ کے۔ ایسے ہی شیخ نے فرمایا
وجود ایک۔ نسبت دو۔ نسبت بہ حق قدیم۔ نسبت بہ خلق حادث
اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وجود دو ہیں۔ وجود حق اور وجود
خلق۔ ایسا نہیں بلکہ وہی وجود واجب قدیم جب بہ لباس خلق
ظاہر ہوا تو اس صورت میں اوس وجود واجب کو صورت کے
لحاظ سے حادث کہیں گے۔ جیسے کلام الٰہی جو صفت نفسی قدیم ہے
متلبس بہ لغت عرب و نزول کے لحاظ سے اس کو محدث کہا گیا
وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا
عَنْهُ مُعْرِضِينَ۔ یعنے جب اون کے پاس خدائے رحمٰن
کا کوئی نیا کلام آتا ہے اس سے اعراض کرتے ہیں چونکہ ہر مقام
اپنے مقتضاء کا طالب ہے صورت کا ذاتی اقتضاء بوجہ اوسکے

قایم بغیر ہونے کے حدوث کا اقتضا دہے۔ اس لئے وجود
واجب پر تلبس بصورت کی وجہ سے حدوث و امکان تکلیف
تعذیب تنعیم وغیرہ کے احکام مرتب ہون گے۔ گر حفظ مراتب
نکنی زندیقی کے یہی معنی ہین۔ جیسے کوئی بادشاہ فقیر کے بھیس
مین سیر کو نکلے۔ اوس وقت بادشاہ اگرچہ بادشاہ ہے مگر
تلبس بصورت فقیر ہونے کی وجہ سے اوس کو بادشاہ یا بادشاہی
آداب کا مستحق نہیں کہین گے۔ اس کے متعلق شیخ اکبرؒ نے فتوحات
مین ایک حدیث روایت کی ہے شہر حلب مین میرے مکان
مین ابراہیم بن سلیمان نے ایک معتبر اور ثقہ لکڑ ہارے سی
مجھے حدیث بیان کی کہ اوس نے ایک سانپ کو مار ڈالا اسی
وقت اوس کو جن اوچاک لے گئے۔ اور جنون کے سردار کے روبرو

لے جا کر کھڑا کیا اور کہا کہ اس نے ہمارے چچا زاد بھائی کو قتل کر ڈالا ہے۔ لکڑ ہارے نے کہا مجھے معلوم نہیں آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں تو ایک لکڑ ہارا آدمی ہوں۔ میرے سامنے ایک سانپ آیا میں نے اوس کو مار ڈالا۔ جنوں نے کہا وہی تو ہمارا چچیرا بھائی تھا۔ جنوں کے سردار نے کہا اس آدمی کو چھوڑ دو اور جہاں سے لائے ہو وہیں پہونچا دو اس کو پکڑنے کا تم کو کوئی حق نہیں ہے میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ آپ ہم اجنہ کو فرماتے ہیں۔ مَنْ تَصَوَّرَ فِی غَیْرِ صُوْرَتِہٖ فَقُتِلَ فِیْہِ فَلَا عَقْلَ فِیْہِ وَلَا قَوَدَ۔ یعنے جس نے اپنی ذاتی صورت کو چھوڑ کر کسی غیر کی صورت اختیار کی ہو پھر وہ اوسی غیر صورت میں مار ڈالا گیا۔ اوس وقت نہ کسی سے دیت لیجائیگی

نہ قصاص۔ تمہارے بھائی نے سانپ کی صورت اختیار کی اور سانپ آدمی کا دشمن ہے۔ لکڑہارے نے سردار اجنہ سے کہا آپ یہ کیا بات کہہ رہے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلعم سے سنا۔ کیا آپ نے آنحضرت کو دیکھا ہے۔ سردار اجنہ نے کہا ہاں میں اُن جنوں میں کا ایک جن ہوں جو مقام نصیبین میں آنحضرت صلعم سے خود سنا ہے۔ اب اس جماعت میں سے میں ایک باقی رہ گیا ہوں لہذا میں اپنے لوگوں میں آنحضرت صلعم سے سنے ہوئے کے مطابق حکم کرتا ہوں۔ اگرچہ صورت بذات خود قایم نہیں بلکہ ہستی حق کے کناروں پر سوار ہے۔ مگر احکام صورت ہی پر مرتب ہیں کیونکہ یہ صورتیں حق سبحانہ کے علمی خزانہ کی محفوظ صورتیں ہیں۔ ان کے گن اون کے احکام

بتلانے کے حیلہ سے اپنے خدائی کے اظہار اور اسما کی شوکت کے

اعلان کا بیڑا اٹھا کر آپ ان صورتوں سے ظاہر ہوا ہے۔

میرے اوستاد فرما گئے ہیں ؎

حسن مخفی نے ترے خود آپ ہی بلوا کیا

طالب عشاق ہو کر کو بکو جلوہ کیا

عشق بازی راز تھا جب تک تھا اپنے آپ مین

ایک سے جب دو ہوئے پھر راز کا افشا کیا

پردہ داری عاشقون کی تھا ترا شیوہ قدیم

آج خود پردہ میں ہو کر مجھکو کیون رسوا کیا

آپ ہی کھیلا شکار انس بے خبر کی آڑ مین

جال کے صدقے ترے صیاد با با کیا کیا

لہذا اس عالم میں صورت ہی کی خدائی اور اوس کے احکام
ہین وہان صورت بدلنے سے بادشاہ کا جبروت جاتا رہا اور
گدائی کی صورت نے کاسۂ گدائی بادشاہ کے ہاتھ میں دیدیا۔
یہان صورت بدلنے کی بدولت سانپ کی صورت نے جن کو
ایک لکڑہارے کے ہاتھ سے مفت قتل کرادیا۔ اسی طرح مخلوق
کی صورت اختیار کرکے واجب الوجود قدیم کو ممکن اور حادثات
ٹھیرادیا۔ اور اس پر صورت کے احکام مرتب ہو کر خلاف ورزی
حکم صورت سے۔ قتل۔ دار۔ قطع ید۔ ماۃ جلدہ وغیرہ کی سزاؤن
کا مستوجب بنادیا۔ اس صورت پرستی کے احکام کا نام شریعت
ہے۔ جس کے جبروت نے غوث۔ قطب۔ پیغمبران اولوالعزم
اولیاء ذوی القلوبیت والتمکین و عاشقان جانباز کو اپنی ٹھوکر کا

غلام بنالیا۔ پھر بادشاہ بادشاہ ہے۔ فقیر فقیر ہے۔ سانپ سانپ ہے۔ جن جن ہے۔ خدا خدا ہے۔ بندہ بندہ ہے۔ خدا بندہ نہیں ہوسکتا۔ بندہ خدا نہیں ہوسکتا۔ ہر ایک اپنی اپنی حقیقت پر قایم ہے۔ حقیقت کسی کی نہیں بدلتی۔ حق سبحانہ تعالی نے تلبیس بصورت ممکنات میں اپنی قدرت کا عجیب کمال بتلایا ہے جو عقل مخلوق کی سمجھ سے بالکل باہر ہے۔ حضرت جامیؒ کا ارشاد ہے ؎

ممکن زتنگنائے عدم تا کشید رخت

داجب بجلوہ گاہ عیان نا نہادہ گام

در حیرتم کہ این ہمہ نقش غریب چیست

برلوح صورت آمدہ ملحوظ خاص عام

ہر یک نہفتہ ایک زمرآۃ یک دگر

بر داشتہ ز جلوہ احکام خویش کام

بادہ نہان وجام نہان آمدہ پدید

در جام عکس بادہ و در بادہ عکس جام

شیخ رضہ فرماتے ہین۔ کُلُّ حَقِیْقَۃٍ مُتَّصِفَۃٍ بِالْوُجُوْدِ فَہِیَ لَاھِیَ فَالْعَالَمُ کُلُّہٗ ھُوَ لَاھُوَ وَالْحَقُّ الظَّاھِرُ بِالصُّوْرَۃِ فَھُوَ لَاھُوَ فَھُوَ الْمَحْدُوْدُ الَّذِیْ لَا یُحَدُّ وَالْمَرْئِیُّ الَّذِیْ لَا یُرٰی یعنے کوئی عین ثابتہ جب وجود سے متصف ہوتی ہے یعنے مرتبہ ثبوت سے مرتبہ خارجی مین آتی ہے اب وہ عین ثابتہ وہ نہین رہی یعنے بلکہ اوس کی عدمی صورت وجود سے قایم ہوکر شئے ثالث بن گئی۔ لہذا تمام عالم جو مرتبہ

مین تھا اب وجود حق کے ساتھ قایم ہونے کے بعد وہ عالم
نہیں رہا۔ ایسے ہی حق جو بصورت مخلوقات ظاہر ہوا ہے اب
وہ حق یعنے تنزیہی حالت والا مشبہہ عالم ہونے کے بعد وہ
نہین رہا کیونکہ تنزیہی حالت مین غیر محدود تھا اب تشبیہی صورت
مین محدود ہو گیا۔ اور جیسے تنزیہی حالت مین غیر مرئی تھا اب
مرئی ہوا یعنے اب ہر کوئی اوس کو دیکھ سکتا ہے سمجھے یا نہ سمجھے۔
مولانا کمال الدین قدس سرہٗ فرماتے ہین ؎

وہی وجود منزہ کہ با نزاہت خویش
ہوا ہے جلوہ نما در شباہت ہر شئے
وہی وجود کہ وحدت مین جس کی تھی شہرت
عیان اب اوس کی ہے وحدت بکثرت ہر شئے

وہی وجود کہ لاحد و لانہایت ہے
کیا ظہور بحد و نہایت ہر شئے
وہی وجود کہ بالذات ہے بلا کم و کیف
لیا تمثل کیف و کمیت ہر شئے

اگرچہ حق تعالیٰ کو بجائے خود مرتبہ علم میں مشاہدہ کائنات کے حاصل رہنے سے ایجادِ خلق سے استغنا تھا اور ہے مگر خلق کو بھی مرتبہ ثبوت میں آغوش حق کے اندر مشاہدہ حق کا نشہ تھا بلکہ ظہورِ حق دِ خلق میں خلقت پی گئی۔

دیکھو حضرت عمر فاروق رضؓ کیا فرماتے ہیں "کاش میری ماں مجھے نہ جنتی یکاش عمر بکرا ہوتا تو اوس کو کاٹ کر کھالیتے"۔

اسی طرح مولائے روم ارشاد فرماتے ہیں ؎

بشنو از نے چون حکایت می کند
وز جدائیہا شکایت می کند

حضرت جامیؒ بھی بیچتاتے ہیں ؎

خداوندا ز ہستی سادہ بودیم
ز بیم نیستی آزادہ بودیم

میرے اوستادؒ بھی اس طرح ارشاد فرماتے ہیں ؎

بے خبر افتادہ بودم در عدم
خالی الذہن از حدوث و از قدم
فارغ از ہستی و بیم نیستی
وز خیال از کجا و کیستی
من ندانستم کہ غوغائے وجود

این بلا ہر سرم خواہد فرود

حضرت سعدی باباے عاشقان کا ارشاد سنو ے

بدریا در منافع بیے شمار است

وگر خواہی سلامت بر کنار است

عارف شیرازی جو دار انقضائے عرفان کے صدر ہیں ارشاد فرماتے ہیں سیر دریائے ہستی میں بے شمار فوائد ہیں یعنے کمال روحانی ولایت ونبوت وشاہی وگدائی وغیرہ سب کے سب اس ہستی پر موقوف ہیں یعنے بغیر اس کے کوئی مرتبہ حاصل نہیں ہوتا نہ خیر کا نہ شر کا مگر اس میں خطرے اور آفات بہت ہیں۔ مراجعت کے بعد پرسش کے جوابات ادا کرنا نہایت مشکل ہے کہ اس بحر ہستی کے

سفر سے کیا کیا تبرکات لائے ہیں وغیرہ لہذا سلامتی کنارہ پر ہی ہے یعنے نیستی میں ؎ نے غم دزد نے غم کالا ہے

نے غم و اندیشۂ سود و زیان ٭ نے خیال این فلان آن فلان

ابتداء میں اس مسئلہ کے سمجھنے میں نہایت پریشانی کن شبہات سدراہ ہوتے ہیں مگر اس علم کے جاننے والوں کی خدمت میں حسن ظن و عقیدت سے حاضر ہونے اور مداومت استماع ارشادات ان حضرات کے چند روز میں یہ مسئلہ ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ بھی اشکال نہیں۔ نیز اگر اور سب مشکلات کا مشکل کشا مسئلہ دو ذات حق و خلق اور یک وجود حق کو ضبط کر لیتا ہے۔ اس کے بعد یک دیدن کا مراقبہ نظری (میں نہیں ہوں حق موجود ہے) جانے کی

کوشش کرنا جس شئے پر نظر پڑے صورت شئے سے ذہول اور
اوس کے پیچھے پر نظر کرتا رہے کہ یہ اپنی شکل نمودار شدہ)
ہر شئے کا ہے بنا وجود حق ہے۔ جس سے اس شئے کی نمود ہے
ابتدا مین صورت شئے کو رہنمائے حق بنائے۔ چند روز مین اگر
فضل خدا شامل حال ہوا تو حجاب صورت بقدر استعداد مرتفع
ہوتا جائے گا۔ اور ہر شئے مین ہستی حق کی روشنی کا احساس وجداناً
اور کشفاً بڑھتا جائے گا۔ جہانتک سالک کا حصہ ہے اور ایک
خاص قسم کا سکر اور غناء قلبی اپنا اثر بین دکھائیگا۔ دوست
دشمن کا تفاوت اوٹھ جائیگا۔ صلح کل کی شان اپنا رنگ جمائیگی
خلاء و ملاء مین ایک حالت رہے گی۔ اگرچہ ابھی تو گناہ سرزد
ہوگا جیسا سیدنا یوسف ؑ کے حق مین لولا ان راٰی

بُرْهَانَ رَبِّهٖ سے وہی ادب نبوت کی شرم وحیا مراد ہے
نہ یہ کہ سیدنا یعقوب کی شبیہہ دکھلائی گئی تھی جیسا کہ مفسرون کا
بیان ہے خدا کے دیکھنے والون کو آدمی کی صورت سے شرمایا
نہین جاتا۔ ادب حق اوس کا ہر وقت رفیق ہے پھر چشم نبوت
کی حیا کا کیا کہنا۔ اونکے غفلت اس مرتبہ مین گناہ اکبر ہے چہ
جائیکہ گناہ کبیرہ مین ملوث ہونے کا قصد کرنا۔ حسن بصری رح
کے پاس کوئی شخص مرید ہونے کے واسطے آیا آپ نے فرمایا
میان کیون مصیبت مین پڑتے ہو تم اب اس مرتبہ مین ہو کہ
جب تک گناہ تم سے سرزد نہو تب تک لکھا نہین جاتا ہمارے
پاس گناہ کا خطرہ بھی لکھا جاتا ہے۔ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ
اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ کو جو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا سے منسوخ بتلاتے ہیں ایسا نہیں کہ قرآن مجید ہر ہر آدمیوں کے لئے ہدایت ہے خواص کے لئے بھی وہی حکم ہے قرب الٰہی کی طرف جوں جوں قدم بڑھتا ہے ادب اور قیود حضوری اسی قدر مزید ہوتا جاتا ہے۔ بہر حال اس مراقبہ میں ادب کہاں تک بڑھتا ہے اور زبان الحمد اللہ کہاں تک کہتی ہے سالک کو خود محسوس ہوگا۔ اس مقام میں یہ لوگ کبھی عینیت کے غلبہ میں انا الحق کا نعرہ لگاتے ہیں (وجوداً) اور جب غیریت غالب ہوتی ہے تو انا العبد کہتے ہیں حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

ما ہیچ نیم جملہ مائیم ؛ گہ چون مگسیم گہ ہمائیم
سلطان حقیقتیم لیکن ؛ در کسوت آب و گل گدائیم

اس مین عینیت کا بھی اظہار ہے اور غیریت کا بھی۔
ما ہیچ ئیم۔ نگسیم۔ گدائیم۔ غیریت ذاتی کا بیان ہے۔ جملہ ائیم۔ ہمائیم۔ سلطان (وجود آ) حقیقی عینیت کے رو سے۔

حضور اقدس کا اسلام کے ارکان بیان فرماتے کے بعد احسان کی تعریف مین کانک تراہ فرمانا طریقت و حقیقت کا سبق دینا ہے۔ عبادت رب بغیر کانک تراہ کے عبادت شریعت ہے جو مسقط فرض ہے۔ عالم محجوب اور جاہل دونون اس عبادت مین یکسان ہین عالم کو اگر فضیلت ہے تو صرف علم کی ہے اور عبادت رب کانک تراہ کو لے کر عبادت اہل طریقت و حقیقت ہے جس کا نام احسان یا مشاہدہ ہے۔ اکابر سلف شریعت و طریقت دونوں کے جامع ہوتے

تھے بعد میں بتدریج تفریق ہوتی گئی علمائے طریقت اور شریعت
جس قدر شرعی خدمات سے مشرف ہونے لگے احسان سے ان کو
اوسی قدر بے بہرگی بڑھتی گئی۔ اور جو لوگ یاد خدا میں لگ گئے
انہیں علوم شرعیہ سے غفلت ہونے لگی۔ اس وقت تلبیس
ابلیس کو اچھا موقعہ ملگیا ہر دو فریق کو اپنی وحی کا تختہ مشق
بنالیا۔ وہاں علمار کو احسان فراموش ہوئی یہاں جہال فقراء
العلم حجاب الاکبر کے نعرے مارنے لگے اور الحاد کی ہمہ
اوست کی گیت گانے لگے۔ وہاں غیریت کا شرک پھیلا
یہاں عینیت کے الحاد کی وبا پھوٹ پڑی اور عالمگیر ہوگئی۔
علماء اہل طریقت کو زندیق کہنے لگے فقراء اہل علم کو دوئی کے
قائل ہونے کی وجہ سے مشرک بنانے لگے۔ زمانہ ساتھ ساتھ

ایسے نفوس کو بھی پیدا کرتا رہا۔ جو شریعت اور طریقت دونوں
کے جامع رہے۔ یہ حضرات علمائے ربانیین کے نام سے موسوم
ہوئے۔ چونکہ یہ اچھے لوگ تھے اور اچھوں کی تعداد ہمیشہ کم
رہی ہے۔ حق سبحانہ سب سے اچھا ہے اس لئے وہ ایک
فرد ہے۔

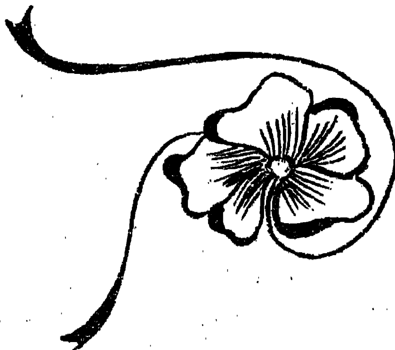
حاصل یہ ہے کہ طریقت جان شریعت ہے اور شریعت
جسم طریقت جسم بے جان چیونٹیوں کی خوراک ہے اور جان
بے جسم معطل محض ہے۔ اب تک حقیقت یعنے یک دانستن
اور معرفت یعنے یک دیدن کا بیان تھا اس کے بعد یک
شدن یعنے مرتبہ قرب ہے۔ جو حال بلا علم کا مرتبہ ہے اور
ناپائیدار حالت ہے۔ حضور انور اس کے متعلق لِی مَعَ اللّٰہ

وقتؒ فرماتے ہین اس حالت کو دوام نہیں۔ اولیاء کا کیا کہنا ہے سکر دائمی جو بعض اہل جذب کو ہوتا ہے یہ ضرور نہیں کہ وہ تنزیہ صرف مین ہے سالک کو عالم شہادت سے لے کر ہر قدم پہ عجائبات کا مطالعہ ہے اور ہر قدم پر سکر ممکن ہے یہ ضرور نہیں کہ مرتبہ تنزیہ صرف میں جا کر سکر اور لاعلمی ہو۔ یون تو ہر مرتبہ مین شریعت سے لے کر طریقت معرفت ہر مرتبہ مین قرب میسر ہے اپنے حصہ کے موافق مگر قرب مرتبہ تنزیہ جو بغیر صفات اسماء کے تجلیات کے اور بغیر اعتبارات و تعینات کے تنزیہ محض یعنی تجلی ذاتی کے قرب سے مشرف ہونا۔ اوس کو شیخ اکبرؓ بوجہ لزوم تعطل ذات جائز نہیں سمجھے اور شیخ مجددؒ اس کو خاصہ ذات اقدس خاتم الانبیا صلعم فرماتے ہیں۔ اور تنزیہ اتباع آقائے نامدار

غلامان حضور اقدس کو بھی تابعیت اور غلامی کی حیثیت سے جواز کی امید دلاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ غلام اپنے آقا کی معیت میں وہاں تک جا سکتا ہے۔ جہاں دوسرے سردار نہیں جا سکتے۔ مگر غلام غلام ہی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اولیائے محمدی دوسرے انبیا سے فوقیت رکھتے ہیں۔ غلام کی فضیلت میں وجہ نبوت کے مرتبہ سے ٹکر نہیں کھا سکتی۔ چونکہ آپ ذات تنزیہی کو جائز رکھتے ہیں۔ اس لئے مجددی طریقہ میں کمالات نبوت کے مراقبہ میں تنزیہ صرف کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔

اصل میں یہ حضرات فیضان الہی کے دریائے بسیط کے مد و جزر میں ہیں۔ مد کی صورت میں پانی اوپر کھنچ گیا گویا خشکی میں رہ گئے۔ اس حالت کا علم ہوتا ہے اس کا بیان بھی

صاف ہوتا ہے۔ پھر ایک دم سے جزر ہوا گویا پانی اون کے
اوپر سے پھر گیا۔ اس وقت ہوش وحواس علم عقل سب فنا
اسی حالت کا نام فنائے تامہ ہے اس غرقابی کے کیا احوال
بول سکتے ہیں۔کوئی عدم ہی عدم پکارتا ہے اور سچ کہتا ہے کوئی
وجود ہی وجود کا راگ گاتا ہے اور سچا راگ گاتا ہے۔ صرف تعبیر
بیان کا اختلاف ہے



وقت آنست که دل واقف اسرار شود — جای آنست که دل طالب دیدار شود

گنج مخفی چو به بازار ظهور آمده است — عارف آن به که ز خلوت سوی بازار شود

هیچ دانی ز چه زد خیمه به صحرای ظهور — تا رخش ز آئینه کون نمودار شود

وه چه دانم که درین واقعه سرگردانم — چه عجب گر جگرم ریش دل افگار شود

خلق گر بهر ظهورند چرا محجوب اند — هیچ دیدی که تعجب موجب اظهار شود

چون حجابش همه آخر ز میان برخیزم — تا همه دیده و بیننده و دیدار شود

او در آئینه حسن چهره خود می بیند — خود بدین واسطه مطلوب و طلبگار شود

حاصل آنست که این مسئله بیجا هیچ است — وین سخن مشکل اگر است بگفتار شود

او چو خود عارف خود آمد و ما محرم ویم — بس نهان از که بود بر که پدیدار شود

قدر جوهر نشناسد مگر آن جوهری — که صدف بشکند و خود در شهوار شود

پرده آب و گل از روی دل و جان بردار — تا همه ظلمت هستی تو انوار شود

نیست اغیار که آئینه یار اند همه — تو ز آئینه رخش بین که همو یار شود

هر که در بزم لقا جام لقا نوش کند — دست در حبل انا الحق زده بردار شود

عکس رخساره ساقی چو فتد بر رخ جام — رو به میخانه کن زاهد و خمار شود

این چه راز است که از پرده برون می افتد — تا دل بی‌خبران واقف اسرار شود

چون به پرسیدن بیمار خود آئی سحری — تندرستان همه زین واقعه بیمار شود

سر که چون نقطه نهد یک قدم از خود بیرون — اندرین دائره سرگشته چو پرکار شود

این همه باده که بر جان معین پیمودی — دل سرمستش از آن نیست که هشیار شود

(۷)

آستین بر رو کشیده همچو مکار آمدی
با خودی خود در تماشا سوی بازار آمدی
در بهاران گل شدی در صحن گلزار آمدی

بعد ازان بلبل شدی با ناله و زار آمدی

خویشتن را جلوه کردی اندرین آئینه ها

آئینه آتش نهادی خود به اظهار آمدی

شور منصور از کجا و دار منصور از کجا

خود زدی بانگ انا الحق بر سر دار آمدی

گفت قدوسی فقیری در فنا و در بقا

خود به خود آزاد بودی خود گرفتار آمدی



۷۸۶

ھندسۂ الٰہیہ

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ

---

(۱) نقطہ وہ ہے جس کے اجزا نہ ہو سکیں یعنے اس کی کچھ مقدار نہ ہو اور کیفیت و کمیت سے پاک ہو۔
مقدار اوسے کہتے ہیں جو کم و بیش ہو سکے پس وہ نقطہ ہے جو مقدار سے منزہ و مبرا ہو نہ کبھی کم ہو نہ بیش۔ الآن کما کان۔

(۲) ظہور نقطہ یعنے اول ما خلق اللہ نوری یہ نزول اول ہے

(۳) کثرت نقطہ یعنے انا من نور اللہ وکل شیٔ من نوری - یہ نزول ثانی ہے۔

(۴) خط مستقیم یعنے توحید۔

(۵) سطح مستوی یعنے عالم ارواح۔

(۶) زاویہ یعنے مذہب۔

(۷) زاویہ قائمہ یعنے اسلام۔

(۸) عمود یعنے پیغمبر

(۹) خطوط متوازی یعنے ازل و ابد۔

(۱۰) شکل یعنے عالم مثال۔

(۱۱) جسم یعنے عالم شہود۔

(۱۲) دائرہ یعنے عالم کون۔

(۱۳) مرکز یعنے وہی نقطہ کل شیٔ یرجع الی اصلہ۔

(۱۴) محیط دائرہ یعنے وہی نقطہ جبکہ اپنے اوپر آپ گردش میں آیا واللہ علی کل شیٔ محیط۔

"اصول موضو"

(۱) اختیار ہے کہ ذات صفات میں ظہور کرے (۲) کن فیکون۔

(۳) اختیار ہے کہ صفات اسمائیہ آثار میں جلوہ گر ہوں۔

"علوم متعارفہ"

(۱) ھواللہ احد یعنے موجود اصلی ایک سے زیادہ نہیں۔

(۲) اللّٰہ الصمد یعنے موجود اصلی کسی کا محتاج نہیں۔
(۳) لم یلد ولم یولد یعنے نہ تو اوس کی اولاد نہ وہ کسی کی اولاد۔
(۴) ولم یکن لہٗ کفواً احد یعنے نہ اوس کا کوئی شریک
(۵) لیس کمثلہٖ شئی یعنے کوئی شئے اوس کے مانند نہیں۔
(۶) ھو الاول ھو الآخر ھو الظاھر ھو الباطن۔

"شکل"

ثابت کرو کہ "الوجود واحدٌ غیرہٗ لیس بموجود"۔
فرض کرو کہ احمد غیر ہے مطلوب یہ ہے کہ احمد موجود اصلی نہیں بحکم
(۱) اصول موضوعہ کے ذات کو متصف بہ صفت خالق سمجھو بحکم

(۲) اصول موضوعہ کے مخلوق کو مظہر اسم خالق سمجھو۔ اب احمد چونکہ مخلوق ہے لہذا مظہر اسم خالق ہے اور چونکہ خالق اسم صفت ہے اور صفت مین ذات نے ظہور کیا ہے لہذا خالق وہی ذات ہے اور پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ احمد مظہر اسم خالق ہے اس لئے احمد بھی مظہر ذات ہے۔ یعنے وجود احمد عین وجود ذات ہے اور بحکم (۱) علوم متعارفہ ذات ایک سے زیادہ نہین پس ثابت ہوا کہ الوجود واحدٌ یعنے احمد جس کو غیر فرض کیا گیا تھا موجود نہین بلکہ وہی ذات موجود اصلی ہے جو بالضرور واحد ہے پس معلوم ہوا کہ وجود غیر باطل ہے۔ فھو المطلوب!!

معطلہ کہتے ہیں کہ عالم کا کوئی خالق (صانع) نہیں۔

فلاسفہ کہتے ہیں کہ ہے مگر اوس کا نام اور صفت نہیں۔

ثنویہ کا مذہب یہ ہے کہ شریک رکھتا ہے۔

مشبہ کا اعتقاد ہے کہ خلق کے مثل ہے۔

یہود ونصاریٰ کہتے ہیں کہ اوس کی بیوی اور لڑکے ہیں۔

معتقد معان یہہ ہے کہ کفو اور ہمسر رکھتا ہے۔

جب بندۂ مومن نے کہا کہ "ھو" تو معطلہ کے عقیدہ سے بیزار ہوا۔ جب کہا "اللہ" تو فلاسفہ کے قول سے مبرا ہوا جب کہا "احد" تو ثنویہ کی روش سے برات حاصل کی جب زبان پر لایا "اللہ الصمد" تو مشبہ کے مذہب سے دور ہوا جب پڑھا "لم یلد ولم یولد" تو یہود ونصاریٰ سے بیزاری کی

جب ولم یکن لہ کفوًا احد بولا تو معتقد مخان سے تبرا کیا جو ہشر ھو کو پہچانا وہ والہ یعنے عاشق ہے اور جو اللہ کو جانا وہ عالم ہے جو احد کو دریافت کرے وہ محب ہے جو صمد کو پہچانے وہ عارف ہے ۔ جو لم یلد ولم یولد کا اعتقاد کرے وہ عاقل ہے اور جو کوئی ولم یکن لہ کفوًا احد کی تصدیق کرے وہ مومن ہے اور جو کوئی ان سب معانی کو جمع کرے وہ موحد خالص ہے ۔

صاحب اسرار کلمہ ھو سے حصہ لیتے ہیں ۔

صاحب ارواح کلمۂ اللہ سے راحت پاتے ہیں ۔

صاحب دل نور احد سے محظوظ رہتے ہیں ۔

صاحب عقل اللہ الصمد کے بھید سے تصیبہ پاتے ہیں ۔

صاحب نفس لم یلد ولم یولد کو سمجھنے سے نفع اٹھاتے ہیں۔
صاحب شخص ولم یکن لہ کفواً احد سے مراد کو پہونچتے ہیں۔

چو بشنوی سخن اہل حق مگو کہ خطاست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

خلاصہ
از حضرت پیر و مرشد قبلہ

گر تصوف خلاف شرع نبی است | محض الحاد و کفر و بی ادبی است
ذات باطن بسوی علم آمد | این تعین ز روی علم آمد
ہر کہ کردہ عقود عرفان حل | گفت این را تعین اول
تام این مرتبہ بود بے عد | وحدت و ہم حقیقت احمد
پیش آن کس کہ می ندارد شک | درحقیقت وجود باشد یک

ز لغت گر وجود نام بود
معنی اش بود ای همام بود

معنی مصدری نخواهد بود
بلکه موجود هست عین وجود

هم بخود بود لاست نے از غیر
ور ز غیر است لیس فیها غیر

بلکه در خارج است او موجود
از وجود جدا است این مقصود

پیش ازین وجود و ذات اگر
نیست این هر دو غیر یکدیگر

چون ترادف کنی قیاس آنرا
دو بود لفظ یک بود معنی

یک وجود است هم یکے موجود
آن یکے هست و بود خواهد بود

جز یکے دیگرے عدم باشد
وحدت ذات را قدم باشد

غیر حق را وجود دیگر نیست
قند این وحدتش مکرر نیست

جز یکے نیست گرچه شمس و نور
لیک حفظ مراتب است ضرور

گر همه اوست گوئی بے بنیاد
ملحد ازان قوی شود الحاد

قال عارف همه از دست بود | ورنه بی مغز جمله پوست بود
حال عارف روا بود همه اوست | زانکه او نفی غیر کرد ای دوست
هردو این قول عارفان خداست | غیر این وحدة الوجود کجاست
حاصل این همه ازین تمهید | نیست موجود نور بی خورشید
گرچه از بهر نام دو باشد | یک بدان هردو را نکو باشد
گر کسی هستی دگر گوید | راه گم کرده شرک می جوید
هر که ظل و مظل جدا داند | هردو را هستی خدا داند
هست در ظل و ذی ظل ای عاقل | غیریت عینیت بهم حاصل
آن یکی غیریت لحاظ کند | وین دگر عینیت لحاظ کند
گفت آن وحدة الوجود بجاست | گفت این وحدة الشهود رواست
جامعیت ترا اگر باشد | هر دو نسبت درست ترا باشد

نه که قائل شوی به غیریت
غیریت را به پیش برداری
این دو نسبت درست حق باشد
گفت گر عین محض و غیر نه گفت
همچنان غیر محض گر گوید
با خدا باش از همه بگسل
پند خاطر شنو تو اے احمد

محو باشی بوجه عینیت
خطرهٔ عینیت نگهداری
مذهب جمله ماسبق باشد
ملحد است و کلام خیر نه گفت
مرد نادان ولے خبر گوید
جز خدا راه مده بخانه دل
دل خود را گما ربر احمد

رباعی

گر نبودے ذات حق اندر وجود ✻ بوالبشر را کے ملک کردی سجود
چون محمدؐ پاک بود از نار و دود ✻ هر کجا رو کرد وجه الله بود

شاہا ز کرم بر من درویش نگر | بر حال من خستہ دل ریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو | بر من منگر بر کرم خویش نگر

غزل

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رح

بیکارم و با کارم چون مد بحساب اندر
گویاتم و خاموشم چون خط بہ کتاب اندر
گر شادم و گہ غمگین از حال خودم غافل
می گریم و می خندم چون طفل بخواب اندر
ای زاہد ظاہر بین از قرب چہ می پرسی

او در من و من درو ے چون تو بگلاب اندر

دریا رود از چشم لب تر نشود ہرگز

این طرفہ تماشہ بین تشنہ است بآب اندر

در سینہ نصیرالدین جز عشق نمی گنجید

این طرفہ عجائب بین دریا بحباب اندر

غزل

مولانا روم رح

نہ من بیہودہ گرد کوچہ و بازار می گردم

مذاق عاشقی دارم پئے دیدار می گردم

خدارا رحم کن بر من پریشان وار می گردم

خط کارم گشته کارم بحال زار می گردم
شراب شوق می نوشم بگرد یار می گردم
سخن مستانه می گویم ولے ہشیار می گردم
ہزاران غوطه ہا خوردم درین دریائے بے پایاں
برائے گوہر معنی بدریا خوار می گردم
بیا شاہا عنایت کن بہ مولانای رومی را
غلام شمس تبریزم قلندر وار می گردم

جیتے جی مرکر ہوا ہوں زندۂ جاوید میں
انتظاری مردہ دل کہتے ہیں صدا صبر کی
وہ کہے حق کون ہے میں نے کہا ہے میرا نام
وہ کہتے قتب سب کو سمجھایا اونکو دور کی

بار دیگر ما به قصه آمدیم	ما ازین قصه برون خود کی شدیم
گر به جهل آییم آن زندان اوست	ور به علم آییم آن ایوان اوست
گر به خواب آییم مستان وییم	ور به بیداری به دستان وییم
ور بگرییم ابر پر زرق وییم	ور بخندیم آن زمان برق وییم
ور به خشم و جنگ عکس قهر اوست	ور بصلح و عذر عکس مهر اوست
ما کییم اندر جهان پیچ پیچ	چون الف او خود چه دارد هیچ هیچ
چون الف گر تو مجرد می شوی	اندرین ره مرد مفرد می شوی
جهد کن تا ترک غیر حق کنی	دل ازین دنیای فانی برکنی

ما را نه مرید ورد خوان می باید	نے زاهد و حافظ قرآن می باید
صاحب دلے سوخته جانے می باید	آتش زده به خانمان می باید

عقل گوید دنیا و عقبیٰ بجو
عشق می گوید بجز مولیٰ مجو

عقل می گوید کہ خود را پیش کن
عشق می گوید کہ ترک خویش کن

مرد عاشق را نباشد ملتے
عاشقان را مذہبے نے ملتے

مذہب عشق از ہمہ دینہا جداست
عاشقان را مذہب و ملت خداست

(۸)

تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود
یک بندہ قاسم حق مسلمان نشود

تا مدرسہ و منارہ ویران نشود
یک کار قلندری بسامان نشود

(۹)

در عالم فقر بے نشانی اولے
در قصہ عشق بے زبانی اولے

زانکس کہ نہ اہل ذوق و اسرار بود
گفتن بطریق ترجمانی اولے

(۱۰)

گہ جانب کعبہ میدوانی مارا | گہ بر در دیر می نشانی مارا
این ہر دو صفت لازمۂ ہستی ماست | آن بہ کہ ز خویش وارہانی مارا

اے دل مئے معشوق بکن درباقی | سالوس رہا کن و مکن زراقی
گر پیر و احمدی خوری جام شراب | زان حوض کہ مرتضاش باشد ساقی

گر عبد عروج اور ترقی حاصل | گہ ہووے خدا کے مرتبہ کو واصل
بالذات الہ ہووے حاشا کلا | بل ہووے خدا نما وہ عبد کامل

کر غور ذرا اس مین کچھ جلوہ گری ہوگی | شیشہ نہیں یہ خالی دیکھ اس مین پری ہوگی
ساقی تری مستی سے کیا حال ہوا ہوگا | جب تو نے پیے مئے ظالم شیشہ مین بھری ہوگی

عشق میں جس کو ہوس نفس کے آرام کی ہے
عاشقی اوسکی مگر کا ہے کی نہیں نام کی ہے

بزم وحدت میں دو سیار کہاں جبکہ تمیز
بد کی ہے نیک کی ہے خاص کی ہے عام کی ہے

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
یک روز چمکنے والی تھی سب شاہوں کے درباروں میں
جو فلسفیوں پر حل نہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز یک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں
بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ ہیں کرتیں ایک ہی مشعل کی
ہم مرتبہ ہیں اصحاب نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من تصنیف حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ کہ حقیقت از آفتاب روشن تر است وجمال وحدت
از مرأت کثرت بہمہ حال در نظر۔ اے سید این رسالہ از حقیقت
تو بسوے تست اگر بچشم ہمت مطالعہ فرمائی چناں دانم کہ از
صورت بحقیقت برسی و لباس موہوم از میان برخیزد اے سید یکے
از بعد خبر میدہد آن را چہ بود دیگرے از قرب نشانہ میگرداند
آن را نیز سببے باشد حقیقت تو کہ بزبان این رسالہ با تو حرف
می زند بہ وحدت اطلاع دہد آنجا نہ بعد است و نہ قرب چون
وحدت طلوع فرماید بعد و قرب عین وحدت باشند۔ اے سید

هر فرقه با فرقهٔ دیگر در نزاع و جدال است مگر اهل وحدت که ایشان
با همه یکے اند اگرچه هیچ کدام به ایشان یکے نیست - اے سید اهل
وحدت از مذهب مختلفه ومتضاده ومشارب متنوعه تنا قصه
مشربے عذب لطیف روحانی و مذهبے عام شامل و جدائی انتزاع
نمائند وایشان را جز این مذهبے خاص ومشربے مخصوص نیز
باشد چنانکه در گفتگو در آید و گفته شود متکلم چنین گفته و حکیم چنان
وصوفی چنان اے سید وحدت باطن کثرت است وکثرت
ظاهر وحدت و حقیقت در هر دو یکیست اے سید موجود یکیست
که بصورت کثرت موهوم می نماید - اے سید ترا از وحدت به کثرت
آورده اند و از یگانگی به دوئی واشنودند بجهت حکمتے که او سبحانه
داند و بندگان خاص او نیز به اعلام او دانند و ترا چنان ساختند

که از وحدت سابقه خبر نداری و از آن حال اثری در تو پیدا نیست
بلکه تمام عالم را حق سبحانه بی خبر از وحدت به کثرت آورده
بعد از این چندین بندگان را بی واسطه خود آشنا کرده از کثرت
بوحدت برده و راه وصول از کثرت بوحدت تعلیم فرموده باز
بکثرت فرستاده چنانچه ایشان از کثرت بوحدت می دیدند
و ایشان مامور شدند که بدیگران تعلیم این طریق نمایند ایشان
امتثال او نموده اعلام این طریق فرمودند و هر که بر آن راه عمل
کرده پیروی آن جماعت نمود از کثرت بوحدت پیوست و از
دوگانگی به یگانگی رسید آن جماعت بزرگوار انبیاء خواص
اولیا اند و آن راه شریعت و طریقت است ای سید شریعت
عبارت از فعلی چند و ترک چند است که در کتب فقهی بیان

کردہ اند وطریقت عبارت از تہذیب اخلاق است یعنے
تبدیل اوصاف ذمیمہ با وصاف حمیدہ کہ آن را سفر در وطن
نیز گویند وتعبیر بسلوک نیز نمایند وآن درکتب مشایخ وخصوص
درکتب امام محمد غزالی بتفصیل مذکور است و بعضے از اشغال
وآداب کہ مشایخ ازرب آن را وضع کردہ اند اخل طریقت است
اے سید احکام شرعی کہ بنائے آن اثنینیت است بخاصیت
موصل بوحدت است وسر آن را خدا داند وخاصان او۔
ولپس در ایصال اعمال کہ مربوط بہ کثرت بود لسوے وحدت
اشارت است بہ آنکہ کثرت عین وحدت است لیفہم اے سید
نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ وامثال آنکہ موصل بوحدت اند بخاصیت
ایصال آنہا بوحدت وقتے است کہ خالصًا للہ مودی شوند

چنانکہ شرط کردہ اند و معنی اللہ درین باب ہمہ کس نامفہوم نہ گنجد و ہرکس را تا کدام معنی بخاطر رسد۔ اما آنچہ طالب وحدت را ضروریست آنست کہ تصور کند کہ نیت کردم کہ نماز گذارم یا روزہ گیرم مثلاً برائے حقیقت خود وجود آن لیئے یافت او کہ اورا گم کردہ ام و سیحو اسم کہ بوسیلۂ این عبادت وحدت کہ عین اللہ است ظہور نماید لے سید عابد اوست و معبود اوست و عابد در مرتبہ تقید و معبود در مرتبہ اطلاق و مرتبہ تمیز در مراتب از امور عقلیہ ست و موجود نیست الا یک حقیقت کہ ہستی صرف است بفہم۔ اے سید چون نیک بنگری اخلاق ذمیمہ کہ رفع آنہا در طریقت واجب است ہمہ مبنی و مشعر است از بیگانگی و دوئی و اخلاق حمیدہ کہ تحصیل آن لازم ہمہ مخبر و معلم

از آشنائی و یگانگی - پس طالب وحدت را چاره نیست از شریعت وطریقت - اگر سیر اتصال در اول معلوم نباشد در ثانی اگر تامل نماید بشرط مناسبت غالباً بفهمد چنانچه اشارتے کردیم بہ آن اے سید این ہمہ اذکار و اشغال و مراقبات و توجہات وطرق سلوک کہ مشائخ وضع کردہ اند از برآے نفع اثنینیت موہومہ است - پس بدانکہ فاصل میان وحدت کہ حق است و کثرت کہ خلق است جز خیال و وہم نیست و بحقیقت وحدت است کہ بصورت کثرت می نماید و یکے است بسیار در نظر می آید چنانچہ احول یکے را دو بیند چنانچہ نکتہ جوالہ کہ بصورت دائرہ دیدہ شود - چنانچہ قطرۂ نازلۂ باران کہ بشکل خط بنظر در آید پس وحدت عین کثرت است و کثرت عین وحدت یعنی عابد کہ

درکثرت است ہمان در وحدت است بذات وصفات و
افعال وآثار۔ اے سید عارف رفیع المرتبہ فرمودہ کہ درویشی
تصحیح خیال است کہ غیر حق در دل نماند الحق خوب فرمودہ چون
حجاب جز خیال نیست رفع حجاب نیز بہ خیال باید کرد وشب
وروز در خیال وحدت باید بود۔ اے سید اگر سیادت میخواہی
واحد شو واحد باش و واحد شدن آنست کہ از توہم دوئی
برآئی۔ واحد بودن آنست کہ بر وحدت ودر وحدت ہمیشہ
باشی وتفرقہ خاطر وغم واندوہ ہمہ از دوئی است چون دوئی از
نظر برود آرام و قرار میسر گردد چنانچہ تا ابد بہ ہیچ غم مبتلا نہ گردد
ودر دو جہان آسودہ گردد چہ آسودگی در عدم است۔ اے
سید چون بہ حقیقت توحید رسی وحدت صفت تو شود دانی

کہ نسبت تو بحق بعد از سلوک ہیچ تغیر ودہ است ہمان نسبت است
کہ پیش از سلوک بودہ است بلکہ نسبت تو پیش از وجود و بعد
از وجود نیز یکسیت آرے دانستے پیدا کردی و یقینے بہم رسانیدی
کہ بہ ہیچ آب و آتش زائل نہ گردد از ازل تا ابد حق موجود است
و بس و ہرگز دیگرے موجود نشدہ و توہم باطل اعتبارے نہ دارد
زید را بیمارئے پیدا شد زید خود را عمرو دانست و از مردم اوصاف
زید را شنیدہ در طلب او شد چون لعلاجہائے خوب بیماری او
دفع شد عمر بہ ہیچ جا نہ بود زید بود پس سیمرغ قصد سیمرغ نمودند
چون علین بجا و رسیدند خود را سیمرغ دیدند پس حق سبحانہ و تعالیٰ
خود را بصفتہائے خود میدانست این حقیقت ہائے چیزہا است
بعد از ان بہ آن صفتہائے خود را اظہار نمود این عالم است

این جا غیر کجاست و غیر کے موجود شد چون به حقیقت کار این دانستی
معلوم تو شد که قرب و بعد و مسافت همه از توهم است کے دوری
بود تا نزدیکی حاصل شود کے جدائی داشت تا پیوستگی پیدا کند در
عالم اگر هزار سال فکر کنی غیر حقیقت مطلقه که عین وحدت است
هیچ چیز نیابی بآنکه هیچ ذاتے و هیچ صفتے و هیچ حیثیتے و هیچ وجهے چه
خارجی و چه ذهنی و چه وهمی هم نرسد که غیر او بود همه اوست
و او همه است و هر چه در ادراک می آید اوست و هر چه در ادراک
نمی آید هم اوست و آنچه او را وجود گویند ظهور اوست و آنچه او را
عدم گویند بطون اوست اول اوست آخر اوست ظاهر اوست
باطن اوست مطلق اوست مقید اوست کلی اوست جزئی اوست
منزه اوست مشبه اوست اے سید بدانکه همه اوست

و از ہمہ پاک است این اطلاق او نسبتے دیگر است غیر آن
اطلاق کہ بہ آن عین ہمہ اوست درین اطلاق ہیچ کشفے و عقلے
و فہمے نرسد یحذرکم اللّٰہ نفسہٗ این جا نسبت شہود
او در مراتب ظہور است و گاہ از مراتب بیرون بوذ و این شہود
کالبرق الخاطف باشد. و دوام مستحیل و وست حصول او و
عدم و دوام او مقتضائے جامعیت انسانست کہ مظہر اتم است
اے سید عارف را بالاتر ازین مقامی نیست و درین مقام
فنائے کلی و انعدام صرف است و این از اقسام کلیہ قیامت
است۔ اے سید این معارف درین مقام بتقریب نوشتہ
شد انچہ سالکے را ضروریست ہمان فکر وحدت است کہ بالا
نوشتہ ایم باید کہ شب و روز دران سعی نماید کہ کثرت موہومہ

کہ بعنوان غیریت در نظر می آید از نظر ساقط شدہ مراتبِ وحدت
شود سالک چیزیکے نہ بیند و چیزیکے نداند و چیزیکے نخواند۔ اے سید
طریق ذکر آنست لا الٰہ یعنی این ہمہ چیزہاے کہ مشہود اند
نیست اند بہ آن معنی کہ گم اند درو حدت ذات و مستہلک
اند در وے الا اللہ یعنے وحدت بصورت این چیزہا ظاہر
است در اشیا پس او ظاہر اشیا باشد و ہم باطن اشیا جز
ظاہر و باطن چیزِ دیگر نیست پس اشیا نباشد بلکہ حق باشد
تاہم اشیا یر اشیاء اعتباری بود کہ آن نیز عین حق است
اے سید طریق مراقبہ از کلمات سابقہ بوجوہ مختلفہ می توان
فہمید مراقبہ عبارت از ملاحظہ معنی وحدت است بہر وجہ کہ
توان کرد اگر ملاحظہ الفاظ بہ تخیل آنہا واسطہ تعقل معانی گردد

آن را ذکر گویند الفاظ هر چه بود خواه لا اله الا اللہ و
خواه لفظ اللہ تنہا و اگر بے تخیل الفاظ تعقل معانی کنند مراقبہ
و توجه بود و جوه آن بسیار بود چنانچه از کتب بزرگان معلوم توان
کرد مقصود آنست که معنی وحدت در دل قرار گیرد و ذکر لفظ اللہ
چنان است که بحقیقت قلبیه بتوسط تصور مصغه متوجه گشته
ازین حیثیت پیوسته تصور کند متوجه گشته ازین جهت که
آن حقیقت قلبیه مظهر حق است تخیل لفظ اللہ کنند و بردے
اطلاق نمائند اے سید اگر بخود متوجه شوی و توانی این توجه
را درست کرد کار به آسانی صورت می گردد اے سید بدن تو
صورت و مظهر روح تست و غیر آن نیست و روح تو مظهر و صورت
حق است و غیر آن نیست و این هر دو صورت جسمی و روحی

موہوم اند چون اللہ درخیال گوئی و بہ آن حقیقت کہ بصورت
این دو موہوم ظاہر است متوجہ گردی دانی کہ من ہمانم
امید ہست کہ شہود و شہادت وحدت در کثرت میسر گردد
و ہرچہ در نظر تو درآید باید دانی کہ صورتے دارد و روحے
دارد و حقیقتے دارد چہ صورت او ملک ناسوت است و
روح او ملکوت است و حقیقت او جبروت ولاہوت است
کہ عبارت از ذات وصفات حق است یعنے وجہ خاص بہ
آن شئے کہ عین حقیقت مطلقہ است ۔ اے سید جبروت
صفات است ولاہوت ذات است وصفات غیر ذات
نیست آرے در کشف وشہود اعتبار امتیازے روے میدہد
آن در مقام حصول تجلیات صفاتیہ و ذاتیہ است وما در این جا

ذات و صفات را در یک مرتبه اعتبار کرد یعنی بحیثیت نفسیت.
عالم علم حق است که به تجلی ذات که الف اشارت بآن است
ظهور نموده و علم عین ذات است ۔ اے سید حقیقت مطلق
ظهورات بے نہایت دارد و اما کلیات او پنج است ظهور
اول ظهور علم اجمالی ست ظهور دوم علم تفصیل ظهور سوم ظهور صور
روحانیہ است ظهور چہارم ظهور مثالیہ است ظهور پنجم ظهور صور
جسمانیہ است اگر ظهور انسانی را جدا گیری ظهورات کلیہ شش
بود این ظهورات را تنزلات خمسہ یا ستہ گویند و حضرات
نیز گویند ۔ اے سید انسان جامع ہمہ ظهورات است
و بیان این جامعیت بوجوہ کثرت میتوان کرد باید که بدانی
که حقیقت انسانی در ہمہ مراتب بصورت مناسب آن مرتبہ

ظهورے دارد و بہ حقائق صور آن حقیقت است و این حقیقت
بہ مرتبہ مقدم است بر ہمہ حقائق اگرچہ بہ ظہور پایانے از ہمہ افتادہ
اے سید در سورہ فاتحہ کہ اول قرآن مجید است الحمد للہ واقع
شدہ و معنے او آنست کہ جنس حامدیہ و محمودیہ مخصوص او ست
یعنے حامد او ست و محمود او ست بہر حال و بہر صفت بہر جا و بہر صورت
غیر او حامدے و محمودے نیست ۔ اے سید در سورہ بقر الٓمٓ
واقع شدہ الف اشارۃ است با حدیت کہ الف اول است
و لام اشارۃ است بہ علم کہ لام وسط است و میم اشارۃ است
بعالم کہ میم آخر او ست یعنے احدیت صورت علم گرفت و علم صورت
عالم ۔ اے سید انچہ ترا ضرورت است تفصیل معنی وحدت
است و پیوستہ دران مراقبہ بودن و بہ تفصیل این معارف

را رسیدن در دل امر ہیچ درکار نیست چون بعنایت الٰہی
معنی وحدت در دل نشیند و خیال دوئی مرتفع گردد ترا صفائی
رو خواہد داد کہ ہمہ علوم و حقائق بر تو کشف خواہد شد و خفیہ
نخواہد ماند تا کثرت از نظر نہ رفتہ تو ہم دوئی باقیست علوم صحیحہ
مشکل کہ رو نماید چند روز ریاضتے بر خود باید گرفت و انفاس
را مصروف این اندیشہ باید ساخت تا خیال باطل از دل
بدر رود و خیال حق در آید و بجائے آن بہ نشیند اے سید تا
این خیال در تو قرار نہ گرفتہ و ظاہر و باطن ترا فرو نہ گرفتہ
بہ ہیچ چیز توجہ نباید شد چون این خیال قرار گرفت و تفرقہ
صدائی برطرف شد ہیچ چیز ترا مزاحم نخواہد شد چہ موہوم باطل
موجود حق را مزاحم نمی تواند شد نسبت حق بعالم چون نسبت

آب به بر قست بلکه نزدیک تر ازان باید دانست یا چون
نسبت طلا به زیورها که ازو راست کنند و چون نسبت گل
بظروفها که از گل ساخته وایتها همه یکیست اے سید رابطه
میان عالم و میان حق هم کلمه من هست چه عالم از وناشی
است و با وے ۔ و هم کلمه الی چه عالم بسوے اوراجع است
و این صدور و رجوع همه در ازل و ابد است و هم در جمیع
آنات زمانی چه در هر آن عالم به حقیقت رود و از حقیقت
برآید چون موج از دریا و هم کلمه فی است چه عالم در حق
است و حق در عالم که بوجهے او مظهر است و بوجهے این مظهر
است و هم کلمه مع چه معیت ذاتی و صفاتی و فعلی متحقق است
بے شبهه و هم کلمه هو است چه عالم عین حق است و حق

تعین عالم و ہم کلمہ لیس چہ بوجہے عالم عالم است و حق حق
نہ عالم حق است و نہ حق عالم اے سید حق بوجہے از ہمہ
روابط منزہ است و میان حق و عالم رابطہ نیست این اعتبار
را لاتعین گویند۔ اے سید ہر کہ حق را بدین وجہ نشناسد
حق بوجہے ممکن شناختہ باشد اے سید اول سالک را بہ اسم
ظاہر متوجہ باید شد و بہ یقین باید دانست کہ پیدا اوست بہ
ہمہ صور و معانی و ہیچ صورتی و ہیچ معانی نیست کہ جز او بود
و این معانی را مکرر نوشتہ ایم و بجہت تاکید باز نویسیم مقصود
این است کہ فکر وحدت لازم خود باید داشت و خود را دین
فکر گم باید کرد و چون درین فکر استغراق حاصل شود از اسم
الباطن نیز بہرہ مندی خواہد یافت اے سید اگر سالہا بعبادت

وطاعت واذکار واشغال اشتغال نمائی وازوحدت غافل
باشی از اصل محرومی اگرچہ احوال وکیفیات غریبہ رونمایدوانوا
رواقفات جلوہ گرگردداے سعید حالے کہ توآن راوصل توہم
کنی وثمرہ آن حال علم وحدت نباشد بحقیقت آن وصل نیست
انچہ ظاہرشدہ درہمہ وعین ہمہ مرتبہ است ازمراتب ظہور
نہ مقصود حقیقی کہ مطلق است وظاہر درہمہ وعین یا چیزے
ظاہرمی شود کہ بوجہے از وجود اشیا مغائرت وارد آن تنزل
مقصود نیست ہرگاہ حقیقت معاملہ چنین باشد اول ترا
مراقبہ مطلق ضرور لیست تا مسافت نماند اے سعید تفرقہ
وجدائی تا زمانے است کہ ہمہ را یکے نمی دانی ونمی بینی چون
ہمہ را یکے دیدی از تفرقہ ودوئی خلاص شدی وصل عریان

میسر شد۔ اے سید چون ہمہ را دیدی ہمہ نماند بلکہ یکے ماند
پس اے سید میان تو و مقصود راہے نیست و راہے کہ
ہست ہمین است کہ تو او را جدا از خود و غیر خود میدانی چون
دانستی کہ تو نیستی اوست پس راہ نماند و آنادی و معرفت
نفس و معرفت حق و فنائے مطلق و وصل و کمال قرب اینجا
حاصل شد و کار تمام گشت۔ اے سید چون بر این مقام
رسیدی کہ خود را ندیدی او را دیدی آسودی دنیا و آخرت
در حق تو یکے شد فنا و بقا و خیر و شر و کفر و اسلام و موت
و حیات و طاعت و معصیت عقب ماند بساط زمان و مکان
در نوردیدہ شد۔ اے سید چون تو نماندی ہیچ چیز نماند
و ہمہ چیز با بتو و اندیشہ تو وابستہ است اے سید بدانکہ ہمہ

چیز در تست و هیچ چیز بیرون از تو وجودے ندارد و چون خود را
از همه چیز خالی کردی هیچ چیز نماند۔ اے سید ترا وجودے
جز در حق نیست و همه چیزها در تو موجود اند چون خود را بحق
بردی و دران دریائے بیکران انداختی یعنے به این صفتها آگاه
شدی همه چیزها با تو دران دریا گم شد اگر نیک درنگری
بدانی که انانیت که از تو سر می زند از تو نیست تو این جسم و روح
نیستی در تمام عالم یک اناگوے است که انانیت او از همه جا
جلوه گر است اے سید علامت وصول مطلقه آنست که انانیت
که از تو سر می زند بر همه چیز اطلاق یابد بے تکلف همه چیزها را انا
توانی گفت اینجا معلوم شد که حجاب جز تعین انانیت نیست
اے سید یکذات است که تمام عالم صفت اوست قایم باو

وآن ذات به این صفت ظاهر و پیداست همان ذاتست
که قدرت خود و قدرتهاست همان ذاتست که ارادت خود و
ارادتهاست همان ذات است که سمع خود و سمعها و بصر خود
و بصرها و حیات خود و حیاتها و فعل خود و فعلها و کلام خود و کلامهاست
و علی هذا القیاس و همان ذاتست که هستی خود و هستی هاست هرچه
بعالم ظهور آمده در ذات پوشیده بود ذات بصورت او در
علم خود اولاً و در عین خود ثانیاً جلوه فرمود ذات رنگ او گرفت
و او رنگ ذات و آنچه پوشیده بود در ذات بلا قطع ذاتها بود
و همان ذاتست که اول علم خود شد و دیگر بار بصورت علمهای
جهان شد و همان ذاتست که عین ذات بود که غیر ازش
نبود پس آن ذات خود بخود معاملت کرد و عاشقی ورزید و

بندگی و خدائی درمیان آورده و کارخانهٔ ازلی و ابدی برپا کرده ای

سید تو خود را چنان خیال کن که هنوز آنجائی که در اول بودی تا از

او شوی و دیگر روی تفرقه و غم و بلا نه بینی ای سید روح تو از او ست

که به او زنده و دل تو اوست که به او دانائی و بصر تو اوست که باو

بینی و سمع تو اوست که باوے شنوی و دست اوست که باو

می گیری و پاے تو اوست که باوے میروی ای سید هر جز

و عضو تو از جز و اعضاے ظاهر و باطن تو اوست که به او همه توئی

او ئی و تو ئی دمنی هر صفت اوست و دیگر درمیان نیست

ای سید توحید صفت واحد است نه من و تو اگر او من و تو با

شرک است نه توحید ای سید چون تو رفتی فنا است و چون

او درمیان آمد بقا است ای سید سلوک سعی تست در رفع

اثنینیت د جذبه رفتن تست بوحدت اے سید سلوک وجذبہ
وفنا و لقبا اسم ولایت متحقق است باهمه اشیا تیاز مندی
کن که عین مطلوب تواند با دشمن دوستی ورزکه او نیز مقصود تست
وباخود نیز به نظر محبت باشی که عین محبوبی اے سید انتها در
سلوک ضرور است اے سید بد وتیک را در دریائے وحدت
انداز تا آشنائے حقیقت شوی اے سید سخن وحدت
را اگر بسیار گویم اندک است واگر اندک گویم بسیار است
هدایت این معرفت در نهایت مندرج است و نهایت
او در بدایت مندمج نه او را بدایت است و نه نهایت تا چند
گویم و چند نویسم نه من گویم و نه من می نویسم حقیقت خود بخود
در گفتگو ست اے سید چون درخواب شوی نیت کن که عالم

بطون می روم درجوع به حقیقت خود می کنم چون بیدار
شوی بدانکه بعالم ظهور آمدم و از بطون به ظهور تنزل نمودم
و باید که سحر برخیزی و استغفار کنی و نماز تهجد گذاری وسورهٔ یٰسین
اگر یاد داشته باشی در نماز بخوانی که مختار و اجتهاے دین
و دنیاوی ماست بعد از آن در تفکر وحدت مشغول باش تا
نماز صبح برسد چون از نماز فارغ بشوی تا آفتاب برآمدن
خواه نخواه مستقبل قبله بمراقبه وحدت باید بود چون آفتاب طلوع
کند چهار رکعت بدو سلام گذارد و سوره یٰسین یکبار بخواند اگر
در چهار رکعت می توانی خواند بهتر همچنین بعد از نماز اگر توانی
سوره یٰسین یکبار بخوان که فوائد بسیار دارد. و اما در وقت خواندن
نماز و قرآن مجید فکر وحدت از دست ندهد و بداند که خود عبادت

می کند و خود کلام خود می خواند لابد ضرورة بگوئی که اے حقیقت
سن مرا بخود بکش و مرا از سن بیہوش واندوہی بردار اے
سید بر سالک ہمہ آداب طریقت ضروریست تفصیل آن آداب
درین رسالہ کفایت ندارد از اختصارے کہ مطلوب است
اما آنچہ اینجا می توان نوشت این است کہ خواب کمتر کند
و چون ضرورت غالب شود بہ این اندیشہ کہ نوشتم خواب
کم کند و طعام و شراب اندکے باشد در شبان روز یکبار بود
اگر صائم بود بہتر و باید کہ از پریشانی نفس احتراز کند کہ اسباب
دوئی و بیگانگی بود و ہم باطل و ہرچہ در شرع منع است و ہرچہ
در طریقت بد است ہمہ این چنین است قاعدہ یاد دارد کہ
ضروریست اے سید باید کہ سخن کمتر کنی و در خلوت و در صحرا تنہا

مراقبہ وملاحظہ وحدت کردہ باشی اے سید سخن کردن دل را
خبث آرد و تفرقہ بازدہد و ترا از کسب وحدت و یگانگی غافل
سازد و جز بضرورت حرف مزن و مختصر گو و وحدت را از اندیشہ
یک لحظہ جدا مکن اگر در مجلس بہ نشینی بیشتر مقید مشو مبادا غفلتے واقع
شود و سعی کن تا آن کثرت مرآتِ وحدت شود و مقوی گردد در
اختفائے اندیشہ خود در ابتدا حتی الامکان ساعی باید بود
و این کلمات را بہ ہمہ کس نباید نمود مگر بمخصوصان خود۔ اے سید
بہ اولاد و غلام و آشنا و بیگانہ و دشمن و دوست آشنائی بوحدت
باید کرد و ہمہ را بنظر اخلاص و چشم حقیقت باید دید اے سید
نزاع و جدال مطلق از میان بردار و انکار بالکلیہ از میان برطرف
کن تا وحدت ظہور نماید و بسیار سعی باید کرد تا خشم و غضب ظہور

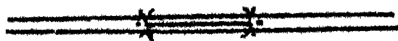
تحمل ذلت کردن و زدن خود چه گنجایش دارد همه با معذور باید داشت درون خانه و بیرون خانه با فرزندان و متعلقان و بیگانگان آنچنان باید کرد اگر کسے با تو بدی کند زینهار دل بد نه کنی و نه رنجی وا ورا خوش سازی و مکافات بدی به نیکوئی کن و این اصل کلی است در طریقت اسے سید تنها بودن و تنها نشستن در جمعیت دخل تمام دارد و حال طالب ازین دو وجه خالی نیست تعلقات ظاهر دارد یا ندارد و اگر ندارد معامله او آسان است اورا باید که از همه قطع نظر کرده در خلوت یا در صحرا بنشیند و بحقیقت متوجه شود تا زمانے که به حقیقت متجلی شود و همه دوئی برخیزد آن زمان بهر کس که خواهد باشد گنجایش دارد و اگر تعلقات ظاهر دارد و حقوق شرعی به او متوجه است باید که

بہ قدر ضرورت بہ آن پردازد و اما باید کہ احتیاط تمام کند کہ خلاف شریعت و طریقت واقع نشود و اگر در ملاحظہ وحدت کہ حقیقت است بالکلیہ غفلت واقع شود می باید کہ شبہا درین کار بسیار بکوشد و در مراقبہ وحدت باشد و در روز ہم چند ساعت برائے این کار معین کند و روز بروز افزودہ باشد تا آنکہ این معنے غلبہ کند و از ہمہ وارہاند۔ اے سید وقتیکہ معنے وحدت غالب آید و لطف الہی ظہور فرماید ہمہ حقوق از تو ادا خواہد یافت و ترا ہیچ خیر و شر و ہیچ کارے نخواہد ماند وکیل تو خدا خواہد بود و بجائے تو او خواہد بود و تو درمیان نہ۔ اے سید صحبت دنیا و صحبت اہل دنیا در طریق سلوک بسیار مضر است۔ اما کسیکہ گرفتار است نمی تواند از ان قطع کرد بضرورت و احتیاط

تمام باید نمود که واقع نشود چیزے که در شریعت یا طریقت یا حقیقت جنگ داشته باشد و اگر تقصیر بوده باید که رجوع نموده تدارک آن باید کرد که واقع نه شود اے سید در لباس تکلف نباید بود چیزے از لباس فقرا با خود باید داشت و همیشه حاضر حال باید بود و از گزشته و آینده یاد نباید کرد و ملاحظه وحدت هرگز از دست نباید داد اے سید باید که بدانی که هیچ عذابے سخت تر از عذاب دوری از حقیقت خود نه - از ین مرگ و این غفلت ترسان و لرزان متوجه وحدت باید بود و بیقین باید دانست که همه یکیست و غیر یکے موجود نیست و هر قدر که این اندیشه غالب است شقاوت دور است چون از وهم دوئی بر آمد قیامت بر وے واقع شد و در جنت شهود ابدالآباد آسود اے سید این چنین دوستے

هرگاه در دنیا میسر شدنی است چون نیست که در آن سعی نمی کنی
و غافل می باشی قیامتے بر همه کس و همه چیز آمدنیست و آن رجوع
است بوحدت اما بعد از ان که ظهور کلی واقع شود اگرچه همه از
اصل خود برآمده باشند لذتے که باید همه روے ندهد مگر مردمے
که این جا بر آنها قیامت گذشته باشد پس باید که سعی کنی
که آن معنی موعود است ترا این جا رو نماید تا آسودگی تمام
حاصل شود و لذتیکه می باید دست دهد مقصود همین است که هیچ
دوئی برخیزد و تو نمانی او ماند پس همه اولیاء و انبیاء برین اتفاق
کرده اند و در کتب الهیت و احادیث نبویه و کلمات اولیاء
دلائل برین بسیار است و عظمائے هر فرقه بوحدت قائل اند
و همه به یک بیان برین رفته اند که غیر حق موجودے نیست عالم

صورت اوست و ظہور اوست و پس بجا طراست کہ شوا ہد این مطلوب مطلب را در کتابے علیحدہ نوشتہ شود دانہ دلائلے کہ عقل سلیم استنباط آن کردہ آوردہ شود انشاء اللہ سبحانہ اے سید امروز کہ آخر روز زمانست نزدیک رسید کہ آفتاب حقیقت از مشرق مغرب خلقیت طلوع نماید از انجا کہ پیش از طلوع آفتاب انوار و آثار ظاہر می شود و اسرار توحید از زبان خاص و عام با اختیار و بے اختیار فہمید و نا فہمیدہ سر می زند طالب را باید کہ خود را جمع ساختہ از خود بیہوش شد کہ حقیقت وحدت کما ینبغی بروے جلوہ گر شود و بہ گفتگوے زبانی اکتفا واقع نہ شود اللہ مطلق است و محمد برحق



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد الطالبین

(مصنفہ حضرت شاہ میرانجی شمس العشاق رحمتہ اللہ علیہ)

الحمد للہ رب العالمین علی کل حال وفی کل حین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وعلی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد این رسالہ ارشاد الطالبین در حانمدان شدہ کہ مخدوم شاہ میران جی شمس العشاق وحضرت شاہ برہان الدین قطب الآفاق قدس اللہ سرہ برائے طالبان کامل ومریدان

صادق بطریق تلقین وارشاد در راه حق سبحانه تعالی تصنیف
کرده تا در پیروی راه باطن آسان شود واحوال سلوک دکشود
طالب در باطن ترقے به طریقیت کند دکشاده گردد و مراد
برآید انشاء الله تعالی بدان که ایطالب چون یکے ستاره از
بندگان خدا خواهد که معرفت ذات خدائے تعالی حاصل کند
دباو واصل شود وصدق در دل او پیدا آید اول سه مرتبه بداند
یکی عرفان دویم ایمان سویم اسلام عرفان آنکه اول یقین
به خدا یتعالی چنان بیارد که کسی نیست دانا و توانا وقادر و مالک
برهمه قدرت خود در هیچ باب عاجز نیست در خداوندی او
نیست او را بر قدرت وصنعت وحکمت او شناس کند این
عرفان شد بعد ازان به دایمان آوردن لازم است ایمان

چگونہ بایرد چنانچہ فرمودہ قولہ تعالیٰ۔ ویفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید۔

بر حکم آن چنان بداند کہ آن خدا ہر چہ خواہد قہر کند اگر خواہد لطف کند دل درمیان دو صفت جلال و جمال حق قرار گیرد بحسب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بین الخوف والرجا

درین باب حضرت شاہ میرانجی شمس العشاق قدس اللہ سرہ دوہرا فرمودہ انہ اللہ کرے سو ہوے سمجی بہے بوجہ ایمان ہو کرنا رہنا بھوکنا اللہ کے فرمان ۔ درین دانستن شک نباشد بعد ازان تسلیم آید کہ معنی اسلام تسلیم است چنانچہ فرمودہ اند۔ سلموا تسلیما ۔ تسلیم سر عبادت است

بحکم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تسلیم چنان باشد
کہ ہر چہ خدا تعالیٰ بر وامر کردہ است بر طاعت وعبادت ومعرفت
ہمہ را اور ا بشرع محمدی علیہ السلام تسلیم باشد قولہ تعالیٰ ۔
ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ ہر کہ طاعت رسول
کرد او طاعت خدا کرد یعنی بر حکم خدا ورسول خدا تسلیم باشد تا
اسلام حاصل شود بدان ای طالب اگر این قدر معرفت در دل
نیاید ہرگز باطن دل او روشن نشود اگر ایمان باعرفان واسلام
در دل طالب قرار گیرد در ہر ذکر کہ مشغول گردد حلاوت نماید
انشاء اللہ تعالیٰ بعد از ان ذکر شروع کند بر طالبان صادق
اول ذکر جلی بر اعضای ظاہر اسم اللہ اللہ ثابت کند بر حکم
اذکروا اللہ ذکراً کثیراً ۔

بدیدن شنیدن بحرکت و سکنت در خیال و مقام اسم اللہ اللہ
موجود نماید و در ظاہر یا زبان و گوش و چشم و دست و قدم
خواہ متحرک خواہ ساکن باسم اللہ اللہ مشغول باشد تا حال صفا
و مقام ناسوت حاصل شود آنرا ذکر جلی گویند کہ قولہ علیہ السلام ذکر
لسان تعلقہ یعنی ذکر جلی است بعد از ان ذکر قلبی شروع
کند برین حدیث الذکر قلبی و سوسہ و ذکر قلبی چنانچہ دل
باطن جز اللہ ہیچ چیز نہ نماید بجز او کس را نہ بیند اللہ اللہ در
دل چنان قرار دارد و مستغرق شود و ثبت گردد تا ہمہ غیر
را فراموش کند درین حال مقام ملکوت حاصل شود انشاء اللہ
تعالےٰ بعد از ان ذکر روحی شروع کند حد الذکر روحی مشاہدۃ
بر عین صورت ظاہر شئے را بہ بیند تا از ان صورت تصور ظاہر

نظر باطن کشاده نور خدا تعالیٰ را مشاہدہ کند تا از ان نور خدا را
بہ بیند بصیرت باطن کسے راکہ او توفیق بخشد درین جبروت
حاصل شود قولہ تعالیٰ۔ یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء ۔ بعد
ازان ذکر سری معائینہ کند یعنے سری تخل محبت باشد تا درین
مشاہدہ نور در دل بندہ وجان بندہ محبت لقای حضرت
رب العالمین زیادہ شود و بروی اشتیاق وعشق روی نماید
آنچنان کہ از خودی خود بیخود شود کہ مطلب محبوب بہ بیند درین جا
مقام لاہوت حاصل شود و حال بسیار روی نماید و اسرار بیشمار
آید و معرفت کمال و لقاء جمال وعنایت خود وصاحب ولایت
گردد انشاء اللہ تعالیٰ بعد ازان ذکر خفی باید تا وصل ذات بدست آید
بر حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم الذکر خفیٌ معائنتہ یعنے خود را

درذات مطلق فداکند واین از ارادت خدا تعالی است که
محبت عاشق را از طرف ذات جذبہ کند وبر باید ودر خود محو
کند تا وصل ذات خدائی تعالی حاصل آید از آن توحید حقیقت
حال محو کہ قال علیہ السلام یعنی خود را در ذات مطلق فدا کند
واین از ارادت الی التوحید حقیقت لا رب ولا عبد درین
جا از خود بے خود چنان فدا شود کہ نداند من یا توی ذوق او بر
شود ودر ہر طرف او نماید قولہ تعالی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ
آخر حال او شود درین جا کہ حالت ظہور ذات وصفات
معاینہ کند وتسلی شود ان شاء اللہ تعالی در بیان مقام سیر
وطیر بدانکہ این راہم است طالب را باید کہ بوجود روحانی
سیر کند کہ کعبہ وطیر بر عرش برابر سیر خود برود تا شیطان

راه نیابد ونیز درین جا اشارتست هرکه عارف باشد فهم کند و هر
عبادت که کند با وجود نورانی کند این جا نسبت با وجود خاکی
نسبت ندارد و این سیر طریقت است که چون طالب را سیر
وطیر حاصل شود یعنی جا کشف وکرامت پدید آید چنان نماید
وسیر حقیقت آنکه لقای پیر خود را قبله سازد و مشاهده کند تا در
ذات خدا ے را موجود بیند تعین ذات مطلق به بیند این سیر
انتہاست طالب صادق را دل آئینه شود تا پیر خود در خود و
معبود یکه نماید در خود تصور کند هر شاهد خود قرار دهد و خود عارف
تسلیم دهد در شاهدی خود شاهدی است همچون بر اعتقاد
روح شاهد است درین معنی با همه و بے همه ذات خدا
حاصل شود منتهی کامل شود و در میان اولیاء جمع و مقام

محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آید محبوب گردد انشاء اللہ تعالی رسالہ ارشاد الطالبین ارشاد شاہ میرانجی شمس العشاق قدس اللہ سرہ تمام شد بعونہ اللہ تعالی۔

(۱)

الا یا ساکن القصر المعلی

ستدفن عن قریب فی التراب

لنا ملک ینادی کل یوم

لدو للموت وابنو للخراب

(۲)

الٰہی تبت من کل المعاصی

باخلاص رجاء للخلاصی

اغثنی یا غیاث المستغیثین

بفضلک یوم یوخذ بالنواصی

(مروی در سلسلہ چشتیہ عالیہ)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ انا من نور اللہ وکل شیئ من نوری۔

۲۔ خلق اللہ آدم علی صورتہ

۳۔ من رانی فقد رای الحق۔

۴۔ انا فی العرش احدٌ وفی السماء احمدٌ وفی الارض محمدٌ وفی تحت الثرای محمودٌ۔

۵۔ کل عالم لم یعمل علمہ فھو ابلیسٌ

۶۔ من عرف اللہ لا یقول اللہ ومن قال اللہ لا عرف اللہ۔

۷۔ ان المومنون اخذ دینھم من اللہ و ان المنافقین اخذ دینھم من انفسھم

ہو ہو ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ ز راہِ دور آمدہ

سر السلوک

(مصنفہ)

حضرت سیدنا ابو العلا رضی اللہ عنہ
مترجمہ مولوی منظور احمد صاحب ناظر

در بیان مراتب فنا و وصول الی اللہ تعالیٰ ہے۔

اس واجب الوجود کی حمد کے بعد کہ جو جملہ موجودات عالم کی

ہزار ہا صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا۔ ؎

ذات نے اس کی ہر اک شکل ہی کی جلوہ گری

شکل آدم میں کبھی صورت حوا میں کبھی

اور اس لیے چون و بے چگوں کے سفر کے بعد کہ جو صد ہزار

چونی اور چگونگی میں ظاہر ہوا اور جس کا تعین موجود نہیں ؎

تعجب ہے کہ بے رنگی میں اس کی رنگ ہیں لاکھوں

بڑی حیرت ہے اس بے شکل کی ہیں صورتیں لاکھوں

ع بلند و پست ہے جو کچھ بھی ہے وہ سب ہمہ اوست

؎ وہی ہمسایہ ہمنشین ہمراہ ٭ ہے گدا بھی وہی وہی ہے شاہ

جلوت فرق ہو کہ خلوت جمع ٭ بس وہی ہے وہی ہر جگہ و اللہ

درود اس حبیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

پر کہ جس کے پیدا کرنے کے ارادہ پر جملہ موجودات کی ایجاد ہوئی ہے
یا مصطفےٰ محمد و محمود آپ ہیں ⁂ ایجادِ کائنات کے مقصود آپ ہیں

اس کے بعد فقیر حقیر دل شکستہ اور خودی سے رہائی
پایا ہوا ابو العلا احراری الحسینی عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ
مراتب فنا اور وصول الی اللہ تعالیٰ کے بیان میں ہے جو
طالب کہ اس کے طریق پر سلوک اختیار کرے اور جیسی
کہ چاہئے کوشش کرے امید قوی ہے کہ مقصود حقیقی سے کہ
وصول بحق ہے شرف یاب ہوگا۔

اب جان اے بھائی کہ فنائے اعظم جو وصول اعلیٰ
مقامات فقر ہے تین قسم پر مشتمل ہے۔
پہلی فنا فی الافعال۔ دوسری فنا فی الصفات تیسری

فنافی الذات۔

فنافی الافعال سے مراد سالک کا خود اپنے اور جملہ عالم کے اختیار سے باہر جاتا ہے یعنے اپنے اور جملہ عالم کے جملہ حرکات وسکنات و افعال کو جو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب کیا کرتا ہے اور خود اپنے اور دوسروں کے سمجھا کرتا ہے سب کے سب کو اللہ کے ساتھ منسوب کرنا اور اللہ کے افعال جاننا اور ان سب کو اللہ کی طرف سے جاننا اور اپنے افعال کا تعلق اللہ سے ایسا ہی خیال کرنا کہ جیسا کنجی کی حرکت کا قفل

فنافی الافعال سے مراد سالک کا اپنے آپ کو خود اپنے اختیار سے اور جملہ عالم کو خود اس کے (جملہ عالم کے) اختیار سے باہر جانتا ہے۔

کھونے والے کے ہاتھ یا مردہ کی حرکت کا غسال کے ہاتھ سے اور کسی چیز اور حرکت کو کسی اور سے منسوب نہ کرنا کیونکہ ایسا کرنا اس گروہ کے پاس شرک اور کفر ہے۔

ہے اس میں شرک کی اک نوع پنہاں گر کہے کوئی
ستایا زید نے مجھکو عمرو نے کر دیا زخمی

دانہ صیاد ازل نے جب بکھیرا دام پر
اک پرندہ آ پھنسا نام اس کا رکھا آدمی

نیک و بد جو کچھ گزرتا ہے جہاں میں سب کا سب
کر کے اوروں کا بہانہ کر رہا ہے آپ ہی

کماں میں تیر ہے در اصل خود اس صید افگن کی
کماں ابروے معشوق کا لیکن بہانہ ہے

فنا فی الصفات سے مراد سالک کا خود اپنے اور دوسرون کے جملہ صفات کو اللہ کے صفات جاننا ہے یعنے ہر ایسی اپنی اور دوسرون کی صفت کو جو صفات حیات[1]، علم[2]، ارادہ[3]، قدرت[4]، سمع[5]، بصر[6] اور کلام[7] سے متعلق ہو۔ اپنی اور دوسروں کی صفت جاننا اور جس کو خود اپنے آپ سے اور دوسرون سے منسوب کرتا ہے اور اپنی اور دوسروں کی بدولت اس کا وجود سمجھتا ہے اللہ سے منسوب کرنا اور اللہ کی صفت جاننا اور ہرگز اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب نہ کرنا کیونکہ یہ بھی اس بلند پایہ گروہ کے پاس شرک عظیم ہے ؎

ہر زباں سے بولتا ہر کان سے سنتا ہوں میں
ہے تعجب کان ہی ظاہر ہیں میرے نے زبان

نقل ہے کہ جب سلطان العارفین حضرت خواجہ
بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز نے دارِ فنا سے دارِ بقا
کا سفر فرمایا ان کی روح پاک سے خطاب ہوا کہ اے
بایزید ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے؟ عرض کی خداوندا
توحید لایا ہوں جواب آیا اُذْکُرْ لَیْلَۃَ اللَّبَنْ یعنی یاد کر
دودھ والی رات کو کہ ایک رات تو نے دودھ پیا تھا اور
تیرے پیٹ میں درد ہو رہا تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کے پیٹ
میں درد کیوں ہو رہا ہے تو نے جواب دیا کہ آج رات میں
نے دودھ پیا تھا۔ اس لئے میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے
تو نے پیٹ کے درد کو دودھ سے منسوب کیا پھر اب کہتا ہے
کہ توحید لایا ہوں ـــ

کسی سچے نے کیا کہدی یہ سچ بات

کہ ہے توحید اسقاط اضافات

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ سلطان العارفین کی صرف ایک ہی نسبت بہ غیر حق پر ان کی توحید کو توڑ ڈالا اور شرک میں شمار صد افسوس دوسروں کا کیا حال ہوگا جو ہمیشہ ہی اس بلا مین مبتلا ہین:

حق سبحانہ جل شانہ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے۔

مَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ ۝

یعنے بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ ایمان لاچکے ہیں مگر دراصل مشرک ہیں۔

جبتک تری عادت ہی ہمیگی تری بہر شیطان منافق ہے تو درویش نہیں ہے

فنا فی الذات سے سالک کا اپنی اور جملہ عالم کی ذات کو اللہ کی ذات دیکھنا اور جاننا مراد ہے یعنی سالک جو یہ جانتا ہے کہ میں میں ہوں اور عالم عالم ہے تحقیق کے ساتھ جاننا اور دیکھنا کہ اللہ ہے اور یقین کے ساتھ جاننا اور تصور کرنا کہ حضرت حق تعالیٰ مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان انواع و اقسام کی صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے۔ سب کچھ وہی ہے۔ اس کا غیر حق موجود نہیں۔

دیکھتا جو کچھ ہے تو سب یار ہے
غیر اس کا وہم اور پندار ہے
جلوہ زا وہ معکم کا جمال
کب ہر اک میں طاقت دیدار ہے

اسی موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[1]۔ (جس نے پہچانا اپنے نفس کو تحقیق اس نے پہچانا اپنے رب کو) یعنی جو شخص کہ اپنے آپ کو یہ جان لے کہ میں نہیں ہوں حق ہوں جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہوں اس نے حقیقت میں پہچان لیا اپنے رب کو اور یہ بھی فرمایا

---

[1] من عرف نفسہ بالعدم فقد عرف ربہ بالقدم من عرف نفسہ بالنقص فقد عرف ربہ بالکمال وغیرہ یعنی جب اپنے نقص و زوال و حدوث و عدم مردگی۔ جہالت مجبوری ناتوانی کری و کوری و گنگی کا علم ہوا تو اللہ تعالیٰ کے کمال و قدم حیات و علم و ارادہ و قدرت و سماعت و بصارت و کلام کے صفات سے واقف ہوا اور پہچانا کسی شئے کا کمال دوسری شئے کے نقص و زوال سے پہچانا جاتا ہے۔

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ (پہچانا میں نے اپنے رب کو اپنے رب سے)
یعنی جب تک کہ میں تھا۔ حق کو نہ پہچانتا تھا جبکہ اپنے آپ
کو حق جان لیا اور اپنے آپ سے جا چکا حق نے حق کو پہچان
لیا ہے

جب تلک تو ہے پتہ حق کا نہ ہرگز پائیگا
جب نہ ہوگا تو خدا خود رونما ہو جائیگا

اس معرفت اور فنا کے حاصل کرنے کی ایک ترتیب ہے
اس ترتیب کے ساتھ سلوک اختیار کرنے سے مقصود اعظم
کہ خداشناسی اور وصول الی اللہ ہے حاصل ہوگا ترتیب یہ ہے:۔

ٹ بندہ کا کہاں مقدور و حوصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچانے۔

سالک کو پہلے چاہیئے کہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرلے
اور اس میں ہمیشہ جمال حق کو دیکھا کرے اور اس خیال
میں اس قدر مستعد اور سرگرم ہو کہ دم بھر کو دیدہ و دل سے دور
ہونے نہ دے سہ

وہ مگن ہے حسن تیرے صورت یار کی ٭ ہر طرح ہر آئینہ میں دیکھ لی

اس خیال کی انتہا پر بہت ساری چیزیں نمودار ہوں گی۔
اور طرح طرح کی لذتیں۔ رنگا رنگ کیفیتیں حاصل ہوں گی۔
اس کے بعد سالک کو ترقی کرنا اس مرتبہ سے برتر مقام
پر آنا اور تمام کو حق دیکھنا اور حق جاننا اور ایسا تصور کرنا چاہیئے
کہ یہ سب کچھ حق ہے جو ان صورتوں اور شکلوں میں تلاطم
ہوا ہے سہ

تیرے جانب کس طرح ہو کوئی سیر

کب ہے خالی تجھ سے مسجد ہو کہ دیر

طالب و مطلوب یکھے رب کے سب

تو ہی تو ہے کب ہے تیرا کوئی غیر؟

اسکی غیرت نے جہاں میں غیر چھوڑا ہی نہیں

اس لئے وہ خود ہی عینِ جملہ اشیا ہو گیا

اس تصور اور خیال میں ہمیشہ ایسا مصروف اور پابند رہنا چاہئے کہ کسی ساعت اور کسی آن اس سے خالی نہ رہا جائے اور اس باب میں کوشش اور سعی بلیغ کرنا چاہئے کیونکہ کوئی مقصود بغیر کوشش اور تلاش کے نہیں مل سکتا کوشش وہ شئے ہے کہ آدمی کو مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ کوشش کرنا اور قیل وقال

چھوڑ دینا چاہئے تاکہ دل و دیدہ اللہ کے تصور میں مستغرق رہے
اس تصور کی انتہا پر اور بہت ساری چیزیں نظر آئیں گی۔
اور طرح طرح کی لذتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد سالک کو اس سے بھی آگے ترقی کرنا اس
مرتبہ سے برتر مقام پر آنا اپنے آپ کو درمیان سے اٹھا دینا اور
اپنے وجود وہمی کی نفی اور حق کے اثبات کی کوشش کرنا چاہئے۔
یعنی آنکھ بند کر کے یہ تصور کرنا چاہئے کہ جس کو کہ میں سمجھا کرتا تھا
میں نہیں حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

چند روز اس تصور میں حد درجہ مصروف اور پابند رہنا چاہئے
تاکہ خود کو بھول جایا کرے۔ اور خود کو اور جملہ عالم کو حق جانا جائے
اور حق دیکھا جائے۔

سالک جب اس تصور میں خودی سے گزر جائیگا اس کے باطن سے جس طرح کہ اس خودی سے رہائی پائے ہوئے فقیر کے باطن سے نکلتا ہے یہ ترانہ نکلیگا ؎

محو حیرت ہوں کہ جس کو "میں" کہا کرتا تھا میں

ڈھونڈھتا پھرتا ہوں خود اس کو وہ "میں" اب کیا ہوا

جب یہ تصور اس قدر غالب ہو گیا کہ سالک خود کو بھول گیا۔ تب دیکھنے والا اور دکھائی دینے والا ایک ہو گیا اور پردہ اٹھ گیا اور وصول حق حاصل ہو گیا ؎

خود وہی شاہد ہے خود مشہود بھی ٭ غیر اس کا ہے کہاں موجود بھی؟

؎ دن بھر ترے ساتھ تھا خبر اسکی نہ تھی

شب ساتھ رہا اونگھتے میں رات کٹی

جو کچھ ہے سو میں ہوں یہ گمان تھا مجھکو

میں جملہ تو ہی تو تھا حقیقت جو کھلی

میرا معشوق عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا بلکہ خود مجھ میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں تیری سمجھا کہ طلب اس کے لا دیگی مجھے یہ غلط وہم و گمان تھا مجھے معلوم نہ تھا

یعنے بیخود ہوتا۔ خود سے گزر جانا اور نیست ہو جانا ہی اللہ کے

طالبوں کا مقصود اور مطلوب ہے، اور یہی ہے انتہا اور کمال فقر کا۔

سالک کا اس مقام پر پہنچنا مقام فنا فی اللہ پر پہنچنا ہے ۔

جس کا کہ فنا شیوہ ہوا اور فقر آئیں گو معرفت دیں نہ ہوا اور کشف و یقین

وہ اٹھ گیا درمیان سے اللہ رہا اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰہ ہے یہیں

اسی موقع پر فرمایا ہے کہ صوفی وہ نہیں ہے جو بہت ساری

چلہ کشیاں اور ریاضتیں کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے

بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود نہ رہے۔ اس مقام پر کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا
وَجْھَہٗ۔ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ اِنْتِھَائُہٗ ھِیَ الرُّجُوْعُ اِلَی اللّٰہِ
باللہ تعالیٰ کا راز فاش ہوتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے جملہ طلبگاروں
کو اس مقصود تک ضرور پہنچائے بحق النبی وآلہٖ الامجاد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہٖ وسلم۔

غزل شیخ ابراہیم عراقی رحمتہ اللہ علیہ

نخستین بادہ کاندر جام کردند ۔۔۔ زچشم مست ساقی وام کردند
برائے صید مرغ جان عاشق ۔۔۔ ز زلف ماہرویاں دام کردند
بعالم ہر کجا رنج ملامت ۔۔۔ بہم بردند و عشقش نام کردند
ز بہر نقل مستان از لب و چشم ۔۔۔ مہیا شکر و بادام کردند
چو خود کردند راز خویشتن فاش ۔۔۔ عراقی را چرا بدنام کردند

(مولوی منظور احمد صاحب ناظرؔ)

بہ رہ تو دیدہ بدوختم شدہ عمر و یار نیامدی

دل و جان بہ آتش ہجر تو مگر اے نگار نیامدی

ز من ستم زدہ سوے تو شدہ قاصدے پے قاصدے

بسر خزان زدہ گلشنم مگر اے بہار نیامدی

تو بگو کہ دسترسم کجا کہ رسم بکوے تو یار من

مگر آہ با ہمہ آگہی تو بہ یار یار نیامدی

بہ میان بادیہ ہمدمے نہ بزخم سینہ و مرہمے

ہمہ حیرتم بہ چنین غمے بہ غمین زار نیامدی

شدہ سالہا بت بے وفا کہ کسے نیافت از و نشان

تلاش تربت ناظرت سیر کوہسار نیامدی

زہے جوشن بہ بر خنجر بکف مردانہ می آئی
بہ ہر گہ سوے من قصدے کنی ترکانہ می آئی
بہ دل آیم برائے مقدمت خالی کنم جا را
چو لے جانِ جہاں با جلوۂ جانانہ می آئی
بہ پا بوست بقیدِ جامہا از دست میخوارال
چو سوئے میکدہ با غمزۂ مستانہ می آئی
بہ ہر دم طرفہ تلبیسے بہر ساعت عجب شانے
گدایانہ رسی گاہے گہے شاہانہ می آئی
نبودہ آشنا لبہائے نوشین تو با تلخی
کنوں ز گفتگوئے تلخ بیباکانہ می آئی
مریضِ عشق را وہ چہ مرض جز تو چہ می باشد

تو خود بر حالِ اُو در حضرت خصمانه می آئی
به رنگ تو بہاران سینہ ات آتش کدہ ناظر
سرت گردم چرا پس سوئے آتش خانہ می آئی

یار من کہ سراپا لطف بیکران باشد
با تر از تقصیرم یار مہربان باشد
تو بہ شکلنم سرِ دم باز تو بہ می ورزم
رحمتش نمی دانداین چہ وچہ آن باشد
ایکہ قیل و قالِ تو شرح دفترِ معنی
ویکہ علم و حالِ تو رازِ کن فکان باشد
دارم این سوال از تو باکمالِ نادانی
گرچہ خامشی دانم کارِ عاقلان باشد
ہر دمے ز من جرمے سر زند ز تو عفوی
ناظرت کہ امام آخر شاخِ زعفران باشد

نرگس کہ ہمی بیند بے خود نگرانستے
دیدہ است نگاہ او حیرت زدہ زانستے

یک محشر بیتابی بر دل شدگان برپا ست
این فتنہ کہ برپا شد از چشم بتانستے

عیبم مکن اے زاہد من بندہ مقدورم
گر رند نظر بازم تقدیر چنانستے

این خرقہ سالوسم صد عیب مرا پوشد
زاہد کہ ہمی ورزم نادان بگمانستے

آنکس کہ خبر دارد مہرے بلب خود زد
افسانہ کہ در دہر است از بیخبرانستے

این شعر ترم آیے ہر لحظہ زنو دارد
زان مولوی ثانی گو شاہ شہانستے

ہم نغمہ رومی ام مانند حزین ناظر
این پردہ کہ می سنجم زان جان جہانستے

(۴)

ناظر چو بہ دست بالیقین دادم دست
حقا کہ بصد صدق و یقین دادم دست

دست از ہمہ مطلوب کشیدم یارے
زان روز کہ مقصود چنین دادم دست

زان روز کہ صدق در یقین است مرا | گلزار جنان و حور عین است مرا
مردم بطوافِ کعبہ ورزند سفر | آن کعبہ و قبلہ حق الیقین است مرا

در راہِ طلب اہل یقین را دریاب | بگذار سر مکان مکین را دریاب
گر طالب (عاشق) صادقی مرو پیش کسے | بگذر ز ہمہ و حق الیقین را دریاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٖ
ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمٖ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمٖ
وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا

قصیده

اصبحت زائراً لک یا شحنة النجف | بهر نثار مرقد تو نقد جان بکف

تو قبلهٔ دعائی و اهل نیاز را | روی امید سوی تو باشد ز هر طرف

می بوسم آستانهٔ قصر جلال تو | در دیده اشک عذر ز تقصیر ما سلف

گر نیست پایهٔ چشم مرصع ز گوهرم | فرش حریم خیر تو باشد زهی شرف

رو کرده ام ز جملهٔ اکناف سوی تو | تا گیرم از حوادث دهر در کنف

بر روی عارفان تو مفتاح گشته است | ابواب کنت کنز بمفتاح من عرف

خصم تو سوخت در تب تبت چو بولهب | نادیده از زبانهٔ قهرت هنوز تلف

رفت از جهان کسی که نه پی بر پی تو رفت | لب تر نکرده یا اسفا ولیه وا اسف

تا جنس را چه حد که زند لاف حب تو | او را بود بجانب موهوم خود شغف

جنسیت است عشق مولا را سبب | حاشا که جنس گوهر رخشان بود خزف

جامی بر آستان تو کاسجا پی سجود | هر صبح و شام بهر صفا می کشد صف

السلام اے قیمتی تر گوہر دریای جود
السلام اے تازہ تر برگ گل صحرای وجود

السلام اے آنکہ تا از بہر آدم شد ضیا
نور پاکش کرد از قدسیان او را سجود

السلام اے آنکہ تنگ از طلعت غرہ ضیا
صیقل تیغ تو از آئینہ گیتی زدود

السلام اے آنکہ نامد در ہمہ کون و مکان
نیز بینا را بجز نور تو در چشم شہود

السلام اے آنکہ بہر قرص شمس یافتہ
اطلس اکسون ز شب کردند ما را زرد و دود

السلام اے آنکہ اندر شجاعت رستمی
جز کلید لطف بر خلق تو آمد کشود

السلام اے آنکہ تا بودم درین محنت سرای
در سرم سودای دوری جانم مشتاق تو بود

صد سلامت می فرستم ہر دمے اے فخر کرام
تو کہ آید یک علیکم بہر جواب سلام

بلغ العلی بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

سنہ ۱۳۵۲ ۱۳۲۲

دم حاجی کرتان مالک اخبار شوکت الاسلام پریس بازار انڈہ حیدر
(حیدرآباد دکن)